تیسری جنگِ عظیم اور دجال

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تالیف:

مولانا عاصم عمر

scanned by al-ansaar

بسم الله الرحمن الرحيم

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

تیسری جنگِ عظیم اور دجال

جدید تحقیق و اضافہ شدہ ایڈیشن

تالیف

مولانا عاصم عمر

الهجره پبلیکیشن کراچی-
0322-2586855

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

اس کتاب کے کسی بھی حصے کی جلد سازی، فوٹو کاپی، سکیننگ یا کسی بھی قسم کی اشاعت محمد عقیل صاحب کی تحریری اجازت کے بغیر سخت ممنوع ہے۔ کوشش کرنے والے کے خلاف کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔

کتاب کا نام	تیسری جنگ عظیم اور دجال
از قلم	مولانا عاصم عمر
ناشر	الحجرہ پبلیکیشن کراچی۔
طبع ششم	اپریل 2007
تعداد	4000

ملنے کے پتے

- مدرسہ تعلیم القرآن باغ آزاد کشمیر
- اسلامی کتاب گھر خیابان سرسید راولپنڈی فون: 051-4847585
- قاری طاہر محمود بھائی طبعہ روڈ فیصل آباد فون: 0321-6639744
- حافظ کتب خانہ نزد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
- مدنی کتب خانہ نزد مدنی مسجد مانسہرہ
- لاثانی ویلفیئر ٹرسٹ کالج روڈ کیہال ایبٹ آباد
- اسلامی کتب خانہ نزد جامعہ العلوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی فون: 021-4927159
- مکتبہ فاروقیہ نزد جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی۔ فون: 021-4594114

آپ کی رائے اور مفید مشورے کیلئے

asimumareditor@yahoo.com

Mobile: 0322-2327689

انتساب

ان اسیروں کے نام جنہوں نے دجالی قوتوں کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیا اور مشرق سے مغرب تک شمال سے جنوب تک کفر کے تمام زندانوں کو آباد کیا اور آنکھوں دیکھی آگ کا انتخاب کر کے اللہ کی جنتوں کے حقدار بن گئے، اور وہ ہم سب کی دھڑکنوں کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔

ان ماؤں کے نام جنہوں نے محمد عربی ﷺ کا دین بچانے کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اللہ کے راستے میں پیش کر دیا۔

ان بہنوں کے نام جنکے سہاگوں سے زندانوں میں تکبیر کی صدائیں گونجیں۔ شہداء کے ان بچوں کے نام جنہوں نے امت کے بچوں کی خاطر اپنے "ابو" کی جدائی برداشت کر کے خود "یتیمی" کو گلے لگا لیا۔

فہرست

- انتساب ۵
- تقریظ ۱۲
  حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدظلہ العالی
  استاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
- تقریظ ۱۴
  حضرت مولانا فضل محمد صاحب مدظلہ العالی
  استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی
- گذارشات ۱۵
- پیش لفظ ۱۸
- مقدمہ ۲۰

پہلا باب
نبی کریم ﷺ کی پیشن گوئیوں اور حضرت مہدی کے بیان میں ۲۶
- حضرت مہدی کا نسب ۲۶
- حضرت مہدی سے پہلے دنیا کے حالات ۲۷
- مدینہ منورہ سے آگ کا نکلنا ۲۸
- سرخ آندھی اور زمین کے دھنس جانے کا عذاب ۲۹
- پہلی امتوں کی روش اختیار کرنا ۳۰
- مساجد کو سجانے کا بیان ۳۱

• سود کا عام ہو جانا	۳۳
• منافق بھی قرآن پڑھے گا	۳۴
• سب سے پہلے خلافت ٹوٹے گی	۳۵
• دجال کی آمد کا انکار	۳۶
• علماء کے قتل کا بیان	۳۷
• فاتح کا بیان	۳۹
• وقت کا تیزی سے گزرنا	۳۹
• چاند میں اختلاف ہونا	۴۰
• جدید ٹیکنالوجی کی پیشن گوئی	۴۰
• ہر قوم کا حکمران منافق ہوگا	۴۲
• پانچ جنگ عظیم	۴۲
• فتنوں کا بیان	۴۳
• فتنے میں مبتلا ہونے کی پہچان	۴۴
• فتنوں کے وقت بہترین شخص	۴۵
• دین کو بچانے کے لئے فتنوں سے بھاگ جانے کا بیان	۴۷
• کیا جہاد بند ہو جائے گا؟	۵۱
• مسلم ممالک کی اقتصادی ناکہ بندی	۵۲
• عرب کی بحری ناکہ بندی	۵۳
• مدینہ منورہ کا محاصرہ	۵۵
• اہل یمن اور اہل شام کے دستے	۵۶
• مختلف علاقوں کی خرابی کا بیان	۵۷
• عراق پر قبضے کی پیشن گوئی	۶۱
• شام اور یمن کے بارے میں چند روایات	۶۲
• دریائے فرات پر جنگ	۶۳
• دریائے فرات اور موجودہ صورت حال	۶۵
• خروج مہدی کی نشانیاں	۶۶

- حج کے موقع پر منیٰ میں قتل عام ۶۶
- رمضان میں آواز کا ہونا ۶۸
- خروج حضرت مہدی ۷۰
- سفیانی کون ہے؟ ۷۳
- نفس زکیہ کی شہادت ۷۶
- آپ ﷺ کی پیشن گوئیاں اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں ۷۷
- جنگ عظیم میں مسلمانوں کا ہیڈ کوارٹر ۷۷
- حضرت مہدی کی قیادت میں لڑی جانے والی جنگیں ۷۸
- رومیوں سے صلح اور جنگ ۷۹
- جنگ اعماق (یا دابق) اور اس کے فضائل ۸۱
- دابق کا جغرافیہ اور موسم ۸۲
- تمہاری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں ۸۳
- فیصلہ کن معرکہ.... تاریخ انسانی کی خطرناک ترین جنگ ۸۵
- کیا یہ جنگ ایٹمی ہتھیاروں سے ہوگی؟ ۸۷
- افغانستان کا بیان ۹۰
- عالم عرب کی امارت کا حقدار کون؟ ۹۷
- مجاہدین بیت المقدس کو فتح کریں گے ۹۸
- اثر کرے نہ کرے سن تو لے مری فریاد ۱۰۲
- ہندوستان کے بارے میں پیشن گوئیاں ۱۰۳
- صوبہ سرحد اور قبائل ۱۰۵
- جنگ عظیم میں مسلمانوں کی پناہ گاہ ۱۰۹
- مجاہدین کے نعروں سے رومی شہر کا فتح ہونا ۱۱۱
- کیا اسرائیل تباہ ہو جائے گا؟ ۱۱۳
- کافروں کے جدید جنگی تیاری کے مقاصد کیا ہیں؟ ۱۱۵
- برمودا تکون کیا ہے؟ ۱۱۹

- دوسرا باب

- دجال کا بیان ۱۲۱
- دجال کے بارے میں یہودیوں کا نظریہ ۱۲۱
- نبوت کا دعویدار ہر شخص کذاب ۱۲۶
- فتنہ دجال احادیث کی روشنی میں ۱۲۷
- دجال سے پہلے دنیا کی حالت ۱۲۸
- دجال کا حلیہ ۱۳۳
- دجال کا فتنہ بہت وسیع ہوگا ۱۳۶
- پانی پر جنگ اور دجال ۱۴۰
- چشموں کا میٹھا پانی اور میٹھے حرل وار ۱۴۲
- دجال کہاں سے نکلے گا؟ ۱۴۴
- عراق کے بارے میں ایک حیران کن روایت ۱۴۶
- دجال سے تمیم داری کی ملاقات ۱۴۷
- دجال کے سوالات اور موجودہ صورت حال ۱۴۹
- بیسان کے باغات ۱۴۹
- بحیرہ طبریہ تاریخی اور جغرافیائی اہمیت ۱۵۰
- بحیرہ طبریہ اور موجودہ صورت حال ۱۵۱
- زغر کا چشمہ ۱۵۲
- گولان کی پہاڑیوں کی جغرافیائی اہمیت ۱۵۳
- دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہوگا ۱۵۳
- حدیث نواس ابن سمعان ۱۵۴
- کیا وقت تھم جائے گا؟ ۱۵۶
- ابن صیاد کا بیان ۱۵۸
- کیا ابن صیاد دجال تھا؟ ۱۶۳
- اولاد آزمائش ہے ۱۶۴
- دجال کا ساتھی کون ۱۶۶

- دجال کی سواری اور اسکی رفتار ۱۲۸
- دجال کا قتل اور انسانیت کے دشمنوں کا خاتمہ ۱۷۲
- دجال کا دجل و فریب ۱۸۳
- حضرت مہدی کے خلاف ممکنہ ابلیسی سازشیں ۱۸۵
- دجال کے لئے عالمی اداروں کی تیاریاں ۱۸۷
- دجال اور غذائی مواد ۱۸۷
- کاشت کار بمقابلہ دجال ۱۸۸
- عالمی ادارہ صحت ۱۹۰
- معدنی وسائل ۱۹۵
- دولت کا ارتکاز ۱۹۵
- عالمی ادارہ تجارت W.T.O ۱۹۷
- افرادی وسائل ۱۹۷
- دجال اور عسکری قوت ۱۹۸
- پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور سائنسداں ۱۹۸
- عالمی برادری ۲۰۰
- عالمی امن ۲۰۰
- پاک بھارت دوستی ۲۰۱
- پاک اسرائیل دوستی ۲۰۳
- دجال اور جادو ۲۰۳
- میڈیا کی جنگ ۲۰۴
- موجودہ دور اور صحافیوں کی ذمہ داری ۲۰۶
- ہالی وڈ ۲۰۸
- مجگاری ۲۰۸
- پینٹاگون ۲۱۱
- وائٹ ہاؤس ۲۱۱
- نتیجہ ۲۱۲

- خاندانی منصوبہ بندی ۲۱۲
- ناسا ۲۱۳
- موجودہ حالات اور اسلامی تحریکات ۲۱۴
- جہادِ فلسطین ۲۱۵
- جہادِ افغانستان ۲۱۸
- جہادِ عراق ۲۲۳
- جہادِ چیچنیا ۲۲۵
- جہادِ فلپائن ۲۲۶
- جہادِ کشمیر ۲۲۷
- نیٹو ہمارا کھلا دشمن تھا ۲۲۹
- نازک حالات اور مسلمانوں کی ذمہ داری ۲۳۳
- خلاصہ واقعات و احادیث ۲۳۷
- خروجِ مہدی سے قریب ترین واقعات ۲۳۷
- جنگِ عظیم کے مختلف محاذ ۲۳۷
- عرب کا محاذ ۲۳۸
- ہندوستان کا محاذ ۲۳۹
- دجال کا ذکر قرآن میں ۲۳۹
- فتنۂ دجال اور ایمان کی حفاظت ۲۴۰
- فتنۂ دجال اور خواتین کی ذمہ داری ۲۴۵
- فہرست حوالہ جات ماخذ و مصادر ۲۵۰

تقریظ

حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب استاذ الحدیث جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

محترم ومکرم حضرت مولانا عاصم عمر صاحب (حفظہ اللہ تعالیٰ) کی گرانقدر زرین تالیف "تیسری جنگ عظیم اور دجال" کے اہم چیدہ چیدہ موضوعات کے مطالعے سے دل ودماغ منور ومعطر ہوئے ایمانی احساسات میں ایک عجیب حرارت محسوس ہوئی۔ دل سے بے اختیار دعائیں نکلیں۔ رب العالمین حضرت مولانا عاصم عمر صاحب کی اس عظیم علمی، تحقیقی محنت ومشقت کو شرف پذیرائی عطا فرما کر اس کا صلہ مولانا موصوف کو دارین میں عطا فرمائے۔ اور فرزندان توحید کو اس بیش بہا، روح پرور کتاب سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

آج جبکہ ظلم واستبداد، جبر وستم، وحشیانہ بربریت کے علمبرداروں اور انسانیت کے خونخواروں نے تمام عالم اسلام کو نمرودی آتشکدہ بنا دیا ہے۔ محسن انسانیت، رحمۃ للعالمین ﷺ کی امت مرحومہ پر چاروں طرف سے آگ برسا رہے ہیں اور تمام سربراہان مملکت خاموش تماشائیوں کی طرح یہ انسانیت سوز درندگی دیکھ رہے ہیں۔ ایسے مایوس کن جانگداز ماحول میں مولانا موصوف کی یہ مایہ ناز کتاب عامۃ المسلمین کے لئے عموماً اور شیدایان جہاد اور سرفروشان اسلام کے لئے خصوصاً حوصلہ افزائی کا موثر علاج ہے۔

ماشاء اللہ قرآن وحدیث اور اقوال سلف وصالحین کی روشنی میں نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام، خروج حضرت مہدی اور خروج دجال کے اہم موضوعات کو نہایت ہی دلکش، روح پرور جامع محققانہ پیرایہ میں ذکر فرمایا ہے۔ اور موجودہ دشمنان اسلام کے دجل وفریب کو دجالی فتنوں کے

تناظر میں سیر حاصل تبصروں کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔

یقیناً مولانا موصوف نے پوری جانفشانی اور عرق ریزی سے ان علمی تحقیقی جواہر پاروں کو حدیث، سیرت و تاریخ کے مستند مصادر و مراجع کے ہزاروں صفحات سے جمع فرما کر پورے ربط و ضبط کے ساتھ زیب قرطاس فرما کر علمی دنیا کو ایک انمول تحفہ پیش کر دیا ہے۔ آخر میں جہاد کی فضیلت و اہمیت اور مجاہدین کے کارنامہ ہائے نمایاں کو سراہا ہے۔ اور اہل اسلام کو یاس و نا امیدی کے مہلک جراثیم سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان بے لوث مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین

واللہ تعالیٰ من وراء القصد وهو يجزي المحسنين.

◆

کتبہ: شیر علی شاہ خادم طلبہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

حضرت مولانا فضل محمد صاحب استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

محترم جناب مولانا عاصم صاحب مدظلہ مجاہدین کے جانے پہچانے خطیب اور عملی جہاد میں شریک پُرعزم نوجوان مجاہد ہیں۔ انھوں نے حضورِ اکرم ﷺ کی پیش گوئیوں کو اکٹھا کیا ہے جو حضرت محمد ﷺ نے قیامت تک آنے والے واقعات سے متعلق فرمائی ہیں۔ مولانا نے ان تمام پیش گوئیوں کو بہت ہی اچھے انداز میں جمع کیا ہے اور پھر ان پیش گوئیوں کی روشنی میں موجودہ دنیا اور اس میں رونما ہونے والے واقعات پر گہری نگاہ ڈالی ہے اور پھر امت کے ہر صاحبِ دل مرد و خواتین اور چھوٹوں بڑوں کے دلوں کو جھنجھوڑا ہے۔ خوابِ غفلت میں پڑے ہوئے مسلمانوں کو جگانے کی کوشش کی ہے۔ اور انکو میدانِ جہاد کی طرف آنے کی پوری پوری دعوت دی ہے۔ اور مستقبل کے تمام خطرات سے ان کو آگاہ کیا ہے۔

اس وقت مسلمانوں کو ایسی کتاب کی اشد ضرورت تھی۔ میرے خیال میں یہ کتاب انشاء اللہ تمام مسلمانوں کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگی۔ میں نے اس کتاب کے چند مقامات کو سرسری نظر سے دیکھا ہے۔ پیش گوئیوں کا معاملہ بہت نازک ہے۔ کیونکہ اس کو واقعات پر چسپاں کرنا آسان کام نہیں ہے۔ مولانا عاصم صاحب نے پیش گوئیوں کا ایک بڑا ذخیرہ اکٹھا کیا ہے۔ امید ہے کہ مولانا نے اس میں احتیاط سے کام لیا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو ہر خاص و عام کے لئے مفید بنائے اور خود مؤلف کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے آمین یا رب العالمین

فضل محمد بن نور محمد یوسف زئی استاذ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

۱۱ ذوالقعدہ ۱۴۲۵ھ

◆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گذارشات برائے مطالعہ کتاب

اس موضوع کا حق تو یہ تھا کہ اس پر علماء کبار کی ایک ٹیم موجودہ دور کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے تحقیقی کام کرتی، اور حدیثوں کی چھان پھٹک کرتی۔ ہمارے اسلاف نے اس موضوع پر بہت کچھ تحقیق کی ہے تاہم ضرورت اس بات کی ہے کہ اس مواد کو عوام کے سامنے لایا جائے۔

اس موضوع پر لکھنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ غافل مسلمانوں کو حالات کی نزاکت کا احساس دلایا جائے، مایوس نوجوانوں کے دلوں میں امید کی کرنیں جگائی جائیں اور ان کو ابھی سے آنے والے حالات کے لئے تیار کیا جائے۔ اسی مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے اس باب میں ان حالات پر کھل کر بحث کی گئی ہے جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ اپنی امت کو بار بار ڈرایا کرتے تھے۔

تاہم اسلاف کی اتباع کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ حدیث کو کھینچ تان کر حالات کے موافق نہ ڈھالا جائے بلکہ حدیث کی تشریح میں صرف انہی حالات کو بیان کیا جائے جو اب بالکل واضح ہو چکے ہیں۔

اس کے باوجود یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ضروری نہیں کہ یہ وہی حالات ہوں جو حدیث میں بیان کئے گئے ہیں، بلکہ اس کے علاوہ بھی کچھ اور صورت حال ہو سکتی ہے۔ اور احادیث میں بیان کردہ حالات جو ابھی واضح نہیں ہیں ان کو زیادہ چھیڑ چھاڑ سے گریز کیا گیا ہے۔

کتاب میں بیان کردہ احادیث کے حوالے سے اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ تمام احادیث کی تخریج کی جائے، چنانچہ بہت حد تک اس کو مکمل کیا ہے۔ اس کے باوجود اگر اہل علم حضرات کسی حدیث کے بارے میں کوئی تحقیق رکھتے ہوں تو براہ کرم ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جا سکے۔ نیز اگر کسی حدیث کی تخریج کہیں اور نہیں مل سکی تو وہاں مرجع کا حوالہ دیا ہے۔ اس میں مزید تحقیق کرنا علماء حدیث کا کام ہے۔

بعض جگہ ضعیف حدیث کو صرف اس لئے نقل کیا گیا ہے کہ عوام کے سامنے جب مختلف احادیث آئیں تو وہ سمجھ سکیں کہ کون سا بیان مستند ہے۔ کیونکہ ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ اس بارے میں ایک صحیح حدیث اگر کسی سے بیان کی جائے تو وہ اسکے مقابلے میں دوسری حدیث سناتا ہے۔ جسکی وجہ سے لوگوں کے ذہن میں صورت حال مکمل واضح نہیں ہو پاتی۔

ان احادیث کا مطالعہ کرتے وقت یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ خروج مہدی اور دجال کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے کبھی تو تمام حالات کو مختصر الفاظ میں بیان کیا ہے اور کبھی تفصیل بیان کی اور کبھی بہت زیادہ تفصیل بیان کی ہے۔ جس چیز کے بارے میں صحابہ کرامؓ نے سوال کیا ہے آپ ﷺ نے بعض مرتبہ اسی کا جواب دینے پر اکتفا فرمایا۔ جس کی وجہ سے بعض مرتبہ احادیث میں تضاد محسوس ہوتا ہے حالانکہ درحقیقت وہاں تضاد نہیں ہوتا۔

آپ ﷺ نے حضرت مہدی کے خروج کے سال کو متعین نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی حضرت مہدی اور دجال کے باب میں واقعات کو ترتیب وار بیان فرمایا ہے۔ اس لئے اپنی طرف سے واقعات کو ترتیب وار بیان کرنا اور پھر اس کو لوگوں کے سامنے اس طرح سنانا گویا نبی کریم ﷺ نے اس کو اسی ترتیب کے ساتھ بیان فرمایا ہے بالکل مناسب نہیں۔

البتہ کچھ نشانیاں آپ ﷺ نے خود اس طرح بیان فرمائیں جن سے بعض واقعات کی ترتیب کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کتاب میں کہیں کوئی ترتیب قائم کی گئی ہے تو وہ صرف ایک امکان ہے لہٰذا اس کو کسی سے بیان کرتے وقت اس بات کی وضاحت ضرور کردینی چاہیئے۔

اسی طرح جب ہم مختلف لشکروں کے بارے میں حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ فرمارہے ہیں کہ تم رومیوں سے جنگ کروگے اللہ تمہیں فتح دیدیگا پھر تم قسطنطنیہ فتح کروگے۔ کہیں آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا لشکر دمشق میں ہوگا، تم ہندوستان کے خلاف جہاد کروگے، بیت المقدس میں تمہارا محاصرہ کیا جائے گا، تم فرات کے کنارے قتال کروگے۔ جب پڑھنے والا یہ دیکھتا ہے کہ یہ لشکر کبھی قسطنطنیہ میں ہے تو کبھی ہندوستان میں جہاد کررہا ہے، پھر وہ اپنے ذہن سے ان میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

حالانکہ نبی کریم ﷺ نے مختلف مجلسوں میں مختلف لشکروں کے بارے میں ذکر فرمایا ہے۔ ضروری نہیں کہ ساری فتوحات ایک بار میں ہی ہوجائیں، اور ایک ہی لشکر کے ہاتھوں ہوجائیں۔ اس کتاب میں اس صورت حال کو وضاحت کے ساتھ سمجھانے کی ایک ادنٰی سی کوشش کی گئی ہے

جس سے صورت حال کافی حد تک واضح ہو جاتی ہے۔ نیز خاص خاص مقامات کے نقشے کتاب میں دیے گئے ہیں تاکہ قارئین نقشوں کے ذریعے مزید آسانی کے ساتھ واقعات کو ذہن نشین کر لیں۔

چونکہ محدثین نے احادیث میں بیان کردہ الفاظ کو صرف ان کے حقیقی معنی میں ہی مراد نہیں لیا ہے بلکہ مجاز کا احتمال بھی وہاں بیان کیا ہے۔ سو اس کتاب میں بھی اسی مسلک کو اختیار کیا گیا ہے۔ خصوصاً ان جگہوں پر تو مجازی کو ترجیح دی ہے جہاں قرائن خود مجاز کی جانب اشارہ کر رہے ہیں۔

دجال کے بیان کا حق یہ ہے کہ اس کو سننے والا اور پڑھنے والا خوف میں مبتلا ہو جائے۔ اس فتنہ کو سن کر خوف میں مبتلا ہونا ایمان کی علامت ہے۔ سو ہم نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ احادیث میں بیان کی جانے والی دجال کی قوت کو موجودہ حالات کی روشنی میں سمجھا جائے تاکہ فتنہ کی اس ہیبت اور ہمہ گیریت کا اندازہ ہو سکے، جس کو آپ ﷺ بار بار بیان فرمایا کرتے تھے۔

اس کتاب کو ضخامت سے بچانے کے لئے بعض جگہ اختصار سے کام لیا گیا ہے، اس لئے مطالعہ کا ذوق رکھنے والے حضرات مزید مطالعہ کے لئے متعلقہ کتابوں سے رجوع کر سکتے ہیں۔ جن کتب سے استفادہ کیا گیا ہے ان کے حوالے کتاب کے آخر میں دیے ہیں۔

اس مواد کو جمع کرنے اور احادیث کی تخریج میں کچھ احبابی عزیزوں نے بہت زیادہ تعاون کیا ہے اور انہی کی محنت اور دعاؤں کی وجہ سے یہ مواد آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا آپ جب بھی اپنے لئے فتنہ دجال سے حفاظت کی دعا کریں تو ہم سب کو ضرور یاد فرما لیا کریں۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس کو تمام ایمان والوں کے لئے نفع کا ذریعہ بنائے اور اپنی بارگاہ میں اس کو قبول فرمائے۔ اور ہم سب کو فتنہ دجال سے بچائے۔ آمین

◆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

چھٹا ایڈیشن

تمام تعریفیں اس پروردگار کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کے تمام معاملات کو چلاتا ہے اور جو اس نظام کو چلانے میں کسی کا محتاج نہیں۔ اور درود وسلام ہو ان نبی آخر الزماں محمد عربی ﷺ پر جنکو دنیا میں اسلئے بھیجا گیا کہ وہ تمام دنیا سے جاہلی تہذیبوں کو مٹا کر اسلامی تہذیب کا بول بالا کریں اور جنکے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اور نور کی بارشیں ہوں ان پاک ہستیوں پر جنہوں نے اس مشن میں امام انسانیت رحمۃ للعالمین ﷺ کا ساتھ دیا اور اپنے امام وقائد کے حکم پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ اور رحمتیں نازل ہوں ان علماء حق پر جو اسلام کے اس شجر کو ہر دور میں اپنے خون سے سیراب کرتے رہے۔ نیز بادشاہ حقیقی کی مدد ونصرت ہو ان مجاہدین پر جو علماء حق کی قیادت میں اپنے جگر کا لہو جلا کر بد فرعونوں کے خوف سے ٹھٹھرتی امت کو حرارت بخش رہے ہیں اور امت کو عزت سے جینے اور مرنے کا طریقہ سکھلا رہے ہیں۔ اور تباہی و بربادی ہو ان تمام لوگوں پر جو اسلام اور مجاہدین اسلام کے خلاف سازشوں میں شریک ہیں۔

محض اللہ تعالی کے فضل وکرم سے طبع پنجم کے بعد طبع ششم آپکے ہاتھوں میں ہے۔ بہت سے دوستوں نے کتاب کی تشہیر وتقسیم میں دن رات محنت کی ہے۔ اس غریب کے پاس انکے لئے اس سے بہتر کوئی اور کلمہ نہیں کہ اے خدا ان دوستوں کو جھوٹے اور کانے خدا کے فتنے سے بچا کر اپنے مقرب بندوں میں شامل فرمالے۔ آمین

حالات جس تیزی کے ساتھ تبدیل ہو رہے ہیں اور دجال کے ایجنٹ جس یکسوئی کے ساتھ امت محمدیہ ﷺ پر یلغار کر رہے ہیں ایسے وقت میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ دشمنوں کی مکاریوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جاتا رہے۔ محمد عربی ﷺ کے وارثوں پر یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی تقریروں میں ان موضوعات پر گفتگو کریں جنکو بیان کرنا ان پر فرض ہے اور بیان نہ کرنا کتمان حق (حق کو چھپانے) کے زمرے میں آتا ہے جو کہ اللہ کے نزدیک سنگین جرم اور باعث

لعنت ہے۔ اسی طرح اہل قلم حضرات رسالوں، کتابچوں اور پمفلٹ کے ذریعے باطل قوتوں کی سازشوں کو بے نقاب کریں اور عام مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان کتابوں اور پمفلٹوں کو عوام میں خوب پھیلائیں۔ گھروں میں بھی انکی تشہیر کی جائے۔

حق کو بیان کرنے میں کسی کی ناراضگی یا ملامت کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے خواہ سامنے جابر بادشاہ ہو یا کوئی اپنا ہم مسلک یا رشتہ دار۔ عوام تو عوام آجکل خواص بھی بعض دفعہ اس لئے حق کو چھپا جاتے ہیں کہ اس کو بیان کرنے سے انکے ہم مسلک یا حکمران وقت ناراض ہو جائینگے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ کی ناراضگی تمام بادشاہوں تمام حکمرانوں اور تمام ہم مسلکوں سے زیادہ سخت ہے۔

ہر مسلمان کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ وہ دجال کے فتنے کا شکار ہو جائے اور اسکو خبر تک نہ ہو یا وہ حضرت مہدی کے لشکر میں شامل ہونے یا انکی مدد سے محروم رہ جائے اور لشکر دور نکل چکا ہو۔ یہ عاجز احادیث کے مطالعے اور دنیا کے حالات دیکھنے کے بعد یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہے کہ حضرت مہدی کے خروج کے بعد بھی بہت سے مسلمانوں کو خبر تک نہیں ہوگی کہ جہاد کی قیادت خود حضرت مہدی سنبھال چکے ہیں۔ بلکہ لوگ اس وقت بھی مجاہدین کے جہاد کو اسی نظر سے دیکھ رہے ہونگے جس نظر سے میڈیا انکو دکھا رہا ہوگا۔ ہر طبقے اور مکتب فکر کی رائے اپنی سوچ کے مطابق ہوگی سوائے ان لوگوں کے جنکے دل حق کو قبول کرنے میں دیر نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو اس دین کے لئے جینے اور مرنے والا بنادے اور دنیا کے تمام خداؤں کا باغی بنا کر صرف اپنے فرمانبرداروں کے ساتھ شامل فرما دے۔ خواہ اسکے لئے تن، من، دھن سب کچھ قربان کرنا پڑے۔ آمین

عاصم عمر

◆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین

وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

تاریخ عالم میں ایسا بارہا ہوتا رہا ہے کہ اپنے وقت کی طاقتور قومیں کمزور قوموں کو فتح کر کے انکو اپنا غلام بناتی رہی ہیں۔ لیکن جیسے جیسے فاتح قوموں کی طاقت کا سورج ڈھلتا جاتا تھا ویسے ہی غلامی کی زنجیریں بھی ڈھیلی پڑتی جاتی تھیں۔ لیکن دور جدید میں طاقتور قومیں کمزور قوموں کو بغیر انکے علاقے فتح کئے ہی اپنا غلام بنالیتی ہیں، اور یہ غلامی اتنی بدترین ہوتی ہے کہ فاتح قوم کے مٹ جانے کے بعد بھی، جوں کی توں باقی رہتی ہے۔

اگر دیکھا جائے تو جسمانی غلامی اتنی نقصان دہ اور معیوب نہیں جتنی کہ ذہنی غلامی ہے۔ کیونکہ اگر کسی قوم کی فکر اور سوچ آزاد ہو تو وہ کبھی بھی شکست تسلیم نہیں کرتی، اور موقع پاتے ہی خود کو آزاد کرا لیا کرتی ہے۔ جبکہ کسی قوم کا ذہنی غلامی میں مبتلا ہو جانا انکے اندر سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو ختم کر کے رکھ دیتا ہے۔

ذہنی غلامی کا شکار قومیں نہ تو اپنے ذہن سے سوچتی ہیں اور نہ ہی حالات کو اپنی نظروں سے دیکھتی ہیں بلکہ انکے آقا جس طرف چاہتے ہیں انکی سوچوں کا رخ موڑ دیتے ہیں، پھر اس پر ستم بالائے ستم کہ یہ بے چارے غلام یہی سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم آزاد سوچ کے مالک ہیں۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں مسلمانوں پر نازک سے نازک حالات آئے۔ آقائے مدنی ﷺ کے وصال کے فوراً بعد اٹھنے والا ارتداد کا فتنہ کوئی معمولی فتنہ نہ تھا۔ اگر اسلام کے بجائے دنیا کا کوئی اور مذہب ہوتا تو اس کا نام و نشان بھی باقی نہ رہتا۔ لیکن اس خطرناک فتنے سے مسلمان سرخرو ہو کر نکلے۔

1258 میں فتنۂ تاتار در حقیقت ساری دنیا سے مسلمانوں کا وجود مٹا دینے کی سازش تھی۔ تاتاری ایک کے بعد ایک مسلم علاقہ فتح کرتے چلے جاتے تھے، یوں لگتا تھا کہ اس تباہی مچانے سیلاب کو اب کوئی نہیں روک سکے گا۔ کیونکہ کسی قوم کے لئے اس سے بڑی، بری اور خوف کی بات کیا ہوگی کہ اس کے دارالخلافہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے، اور خلیفۂ وقت کو چٹائی میں لپیٹ کر گھوڑوں کے سموں تلے روند ڈالا جائے۔ لیکن اس سب کے باوجود بھی مسلمانوں نے ہمت نہیں ہاری اور تاتاریوں کے خلاف میدانِ جہاد میں نکل آئے اور بالآخر انکو شکست دی۔ غرض یہ کہ جب تک مسلمانوں میں خلافت رہی مسلمان کبھی کسی قوم کے ذہنی غلام نہیں بنے۔ بلکہ انکی سوچیں ہمیشہ آزاد رہیں۔ لیکن خلافت ٹوٹنے کے بعد جہاں ایک طرف مسلم علاقوں پر کافر قبضہ کرتے چلے گئے وہیں انکے ذہن بھی کافروں کی غلامی میں جاتے رہے۔ اس غلامی کے اثرات اتنے موثر اور دیرپا ثابت ہوئے کہ جسمانی آزادی کے باوجود بھی مسلمان ذہنی طور پر کافر طاقتوں کے غلام ہی رہے۔

ذہنی غلامی کی سب سے بڑی نحوست (Adversity) یہ ہوتی ہے کہ ذہنی طور پر غلام قوم اچھے کو برا، برے کو اچھا، نفع کو نقصان اور نقصان کو نفع، دشمن کو دوست اور دوست کو دشمن سمجھ رہی ہوتی ہے۔

اسی کو علامہ اقبال نے فرمایا:

بھروسہ کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
جسے زیبا کہیں آزاد بندے ہے وہی زیبا

اسی ذہنی غلامی کے زہریلی اثرات نے مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھادی کہ اس دور میں اسلامی خلافت کی کوئی ضرورت نہیں، اور اب جمہوریت کا دور ہے۔ اس طرح جمہوریت کو اسلامی خلافت کا نعم البدل (Alternative) قرار دیا گیا۔

اسی ذہنی غلامی نے مسلمانوں کو قرآن وحدیث کے مطابق سوچنے کی صلاحیت سے دور کر کے رکھ دیا کہ وہ حالات کا قرآن وحدیث کی روشنی میں تجزیہ (Analysis) کرتے۔ بلکہ آج اکثر پڑھے لکھے لوگ بھی حالات کو مغربی میڈیا کی نظر سے دیکھ کر تجزیہ کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں نام نہاد دانشور (Intellectuals) اور مفکرین (Thinkers) اور ادیب حضرات اپنے قلم کو انہی راستوں پر دوڑاتے ہوئے نظر آتے ہیں جو خود مغربی مفکرین نے اپنے ہاتھ سے

بنائے ہوتے ہیں۔ اور یہ دانشور انہی راستوں پر اپنے قلم کو دوڑا کر جب منزل تک پہنچتے ہیں تو یہ وہی منزل ہوتی ہے جو مغربی مفکرین پہلے سے طے کر چکے ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ حضرات یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ وہ بہت دور کی کوڑی لائے ہیں۔ موجودہ دور میں آپ اکثر یہی بات دیکھیں گے۔ مثال کے طور پر روس کا افغانستان میں آنا اور افغان مجاہدین کا جہاد اور فتح، طالبان کی اسلامی حکومت اور امریکہ کا افغانستان پر حملہ، امریکہ کا خلیج میں آنا اور عراق پر قبضہ، اسرائیل کے فلسطینیوں پر مظالم، گیارہ ستمبر کے امریکہ پر حملے اسی طرح کے دیگر واقعات میں ان دانشوروں کے تجزیوں کے نتیجوں کا خلاصہ ایسا ہوگا جس میں مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے بجائے حوصلہ شکنی ہوتی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی طاقت کو سپر پاور ثابت کرنے کے بجائے، کسی کافر ملک کو سپر پاور ثابت کیا جائے گا، کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے بس کافروں کی مرضی کے مطابق ہی ہوتا ہے۔

روس کے خلاف افغان جہاد کو مکمل امریکی امداد اور سیاست کی نظر کر کے مسلمانوں کے بڑھتے حوصلوں کو دبانے کی کوشش کی گئی۔ حالانکہ اتنی بھی تحقیق گوارا نہیں کی گئی کہ روس کو شکست امریکی اسلحے سے دی گئی یا آسمان سے اترے فرشتوں کے ذریعے یہ فتح حاصل کی گئی۔ اگر یہ امریکی مفاد کی جنگ ہوتی تو اس جنگ سے پھر اللہ رب العزت کو بھلا کیا غرض ہو سکتی تھی، لیکن یہ بات تحقیق شدہ ہے کہ مکمل افغان جہاد میں مجاہدین کے ساتھ فرشتے آتے رہے، جنکو خود روسی افسروں نے بھی بار بار دیکھا۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس جہاد میں مکمل اللہ کی مدد تھی تو پھر ہمارے کالم نگار حضرات اس جنگ کو مکمل امریکہ کی جھولی میں کیوں ڈال دیتے ہیں؟ کیا صرف اسلئے کہ اس طرح کا مضمون سب سے پہلے کسی امریکی نے لکھا تھا، کہ امریکہ سوویت یونین کو ختم کرنے کے لئے افغان مجاہدین کی مدد کر رہا ہے۔

اسی طرح امریکہ کی عالم اسلام کے خلاف صلیبی جنگ کو مکمل اقتصادیات کی جنگ قرار دیا جا رہا ہے۔ حالانکہ عالم کفر خود اس جنگ کے مذہبی ہونے کا اعلان کر رہا ہے۔

نام نہاد مسلم دانشوروں کے بقول عراق پر قبضہ تیل کی دولت پر قبضہ کرنے کے لئے کیا گیا جبکہ افغانستان پر قبضہ وسط ایشیاء کے معدنی وسائل (Mineral Resourced) پر قبضہ کرنے کے لئے کیا گیا۔

یہ وہی تجزیے ہیں جو خود یہودی اپنے کالم نگاروں کے ذریعے اپنے اخبارات ورسائل میں

تحقیقی رپورٹ کے نام پر شائع کراتے ہیں۔ اور ہمارے نام نہاد دانشور اور مفکرین جن کی تمام دانش اور تمام فکر میڈیا ان ہی پالیسیوں سے ہوتی ہے، ان تحقیقی رپورٹوں کو پڑھ کر ان کے پیچھے اپنے قلم کو گھسنا شروع کر دیتے ہیں۔

ایسے دانشوروں کے بارے میں ''یہودی پروٹوکولز میں لکھا ہے کہ'' یہ لوگ ہمارے ہی ذہن سے سوچتے ہیں جو رخ ہم ان کو دیتے ہیں اسی پر سوچنا شروع کر دیتے ہیں''

جہاں تک تعلق وسائل پر قبضے کا ہے تو اگر آج سے پچاس سال پہلے جنگوں کے بارے میں یہ کہا جاتا کہ یہ دنیا کے وسائل پر قبضہ کرنے کے لئے ہیں تو کسی حد تک درست تھا، لیکن اس دور میں ان جنگوں کو تیل اور معدنی وسائل کی جنگ کہنا اسلئے درست نہیں کہ امریکہ پر حکمرانی کرنے والی اصل قوتیں اب تیل اور دیگر دولت کے مرحلے سے بہت آگے جا چکی ہیں۔ اب انکے سامنے آخری ہدف ہے اور وہ اپنی چودہ سو سالہ جنگ کے آخری مرحلے میں داخل ہو چکی ہیں۔

دنیا کے تمام وسائل پر اگرچہ امریکہ کا قبضہ نہیں ہے لیکن ان تمام وسائل پر ان یہودیوں کا قبضہ ہے جنکے قبضے میں امریکہ ہے۔ جبکہ یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آ چکی ہے کہ افغانستان و عراق پر چڑھائی کرانے والی وہی قوتیں ہیں تو پھر ایک ایسی چیز جو پہلے سے انکے پاس ہے اس کو حاصل کرنے کے لئے جنگ کرنے کی بھلا انکو کیا ضرورت پیش آ سکتی ہے۔

ہمارے کہنے کا یہ مقصد بالکل نہیں کہ امریکہ کو ان وسائل سے کوئی سروکار نہیں۔ سروکار ہے لیکن ان جنگوں کا پہلا مقصد یہ وسائل نہیں بلکہ پہلا مقصد وہ ہے جو محمد عربی ﷺ نے چودہ سو سال پہلے بیان فرما دیا ہے۔

یہودی کالم نگار جب ان جنگوں کو اقتصادی جنگ کا نام دیتے ہیں تو انکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلمان ان جنگوں کو مذہبی جنگ نہ سمجھیں کہ یہ چیز انکے اندر جذبہ جہاد اور شوق شہادت کو زندہ کر دے گی۔

یہ ٹھیک وہی طریقہ کار ہے جو دشمن بھارت کے اندر مسلمانوں پر مظالم ڈھانے کے بعد ان مسلم کش فسادات کو بی جے پی کی سیاست کا نام دے کر مسلمانوں کو ٹھنڈا کر دیتا ہے، اور مذہبی تعصب کو سیاست اور ووٹ پالیٹکس کی بھینٹ چڑھا دیتا ہے۔

سوچوں میں اس تبدیلی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مسلمان موجودہ حالات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ انکی بنیاد مغربی میڈیا کے تجزیے اور تبصرے ہوتے

ہیں۔ ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ آج اکثر پڑھے لکھے لوگوں کے سوچنے کا انداز مغربی ہے۔ اور لوگ مغرب کی ذہنی غلامی کا شکار ہیں۔

جبکہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جب تک کسی قوم کا اپنے عقیدے اور نظریے اور اپنی بنیادوں اور اصولوں سے گہرا تعلق رہے گا وہ قوم اس وقت تک کسی کی ذہنی غلام نہیں بن سکتی۔ دنیا کی کوئی بھی قوم اسی وقت تک اپنا وجود برقرار رکھ سکتی ہے جب تک اسکا اپنے افکار و نظریات، عقیدے اور اصولوں کے ساتھ گہرا تعلق رہتا ہے۔ کسی نظریے اور عقیدے کے بغیر کوئی بھی قوم اس قافلے کی طرح ہوتی ہے جو ڈاکوؤں کے ہاتھوں لٹنے کے بعد صحراء میں حیران و پریشان بھٹکتا پھر رہا ہو۔ اور ایسے قافلے کی بدنصیبی یہ ہوتی ہے کہ یہ ہر راہزن کو رہبر سمجھ کر اسکے پیچھے چلنا شروع کر دیتا ہے۔ بار بار دھوکہ کھانے کے بعد بھی ان کا یہی خیال ہوتا ہے کہ اس بار انکا سفر صحیح سمت میں ہو رہا ہے۔ اس طرح یہ قافلہ اس وقت تک بھٹکتا ہی رہتا ہے جب تک یہ قافلے والے اس راستے کا پتہ نہیں چلا لیتے جہاں ان کو لوٹ لیا گیا تھا۔

چنانچہ اگر آج بھی ہم اپنی منزل کو پانا چاہتے ہیں اور حالات کو درست انداز میں سمجھنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے اصولوں اور بنیادوں کی طرف لوٹنا ہوگا۔ جب تک ہم یہ پتہ نہیں لگا لیتے کہ موجودہ دور کے بارے میں قرآن و حدیث کیا کہتے ہیں تب تک ہم صورت حال کو بالکل بھی نہیں سمجھ سکتے۔

مسلمانوں کو قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل بنانا ہوگا اور مغربی میڈیا کی نام نہاد تحقیقی رپورٹیں پڑھ کر تجزیے کرنے سے چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا۔ ورنہ قیامت تک ہم حالات کا صحیح اندازہ نہیں کر سکیں گے اور اچانک قیامت ہمارے سروں پر پہنچ جائے گی۔ اگر ہم یوں ہی تجزیے کرتے رہے تو نہ ہی ماضی کا آئینہ درست تصویر دکھائے گا اور نہ مستقبل کی تصویر واضح ہوگی۔ نہ یورپ کی نشاۃ ثانیہ (The Renaissance) کی وجہ سمجھ پائیں گے، نہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کی حقیقت کا سراغ ملے گا اور نہ ہی امریکہ اور سوویت یونین کے مابین سرد جنگ کے ذرے کی ہوا لگے گی۔ اسی طرح اب امریکہ چین یا بھارت دشمنی کی حقیقت تک بھی نہیں پہنچ پائیں گے۔

اس کتاب کو لکھنے کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی احادیث کی روشنی میں حالات کو سمجھا جائے اور پھر مستقبل کی منصوبہ بندی کی جائے۔ جب تک تشخیص (Diagnosis) درست نہیں ہوگی، علاج کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟

تیار کریں ۔ ایک طے شدہ حقیقت سے نظریں چرانے کے بجائے اس سے مقابلے کی تیاری کریں۔

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو دین کی سمجھ عطا فرمائے اور ہم سب کو دین و دنیا میں کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔ آمین

◆

پہلا باب

نبی کریم ﷺ کی پیشن گوئیوں اور حضرت مہدی کے بیان میں

حضرت مہدی کے خروج کے بارے میں اہلِ سنت والجماعت کا چودہ سو سال سے یہ نظریہ ہے کہ وہ آخری دور میں تشریف لائیں گے۔ اور امت مسلمہ کی قیادت کریں گے۔ اللہ کی زمین پر قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے اللہ کا قانون نافذ کریں گے۔ جسکے نتیجے میں دنیا میں امن و انصاف کا بول بالا ہو جائے گا۔

عقیدہ خروج مہدی کے بارے میں مدلل و مفصل مطالعہ کے لئے حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ کی کتاب "[redacted]" کا مطالعہ یقیناً فائدہ مند ثابت ہوگا۔

البتہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ وہ مہدی نہیں ہونگے جنکے بارے میں اہلِ تشیع نے یہ عقیدہ گھڑ رکھا ہے کہ وہ مہدی حسن عسکری ہیں جو سرمرا کی پہاڑیوں سے نکلیں گے۔ اس بارے میں علماء امت نے بے شمار کتابیں لکھی ہیں جن میں اس نظریہ کو غلط ثابت کیا گیا ہے۔

حضرت مہدی کا نسب

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَلْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ. (ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا "مہدی میرے خاندان میں سے حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہونگے۔

حاشیہ: علامہ ناصر الدین البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ (صحیح و ضعیف ابی داؤد ۴۲۸۴)

حضرت ابواسحٰق کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادے حضرت حسنؓ کی طرف دیکھ کر کہا میرا بیٹا جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا سردار ہے۔ عنقریب اس کی پشت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبی کے نام پر ہوگا، وہ اخلاق وعادات میں حضور ﷺ کے مشابہ ہوگا ظاہری شکل وصورت میں آپ ﷺ کے مشابہ نہ ہوگا۔ پھر حضرت علیؓ نے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دینے کا واقعہ بیان فرمایا۔ (ابو داؤد) ۱

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا مہدی میری اولاد میں سے ہونگے روشن وکشادہ پیشانی اور اونچی ناک والے۔ وہ روئے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دینگے جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی، وہ سات برس تک زمین پر برسر اقتدار رہینگے۔ (ابو داؤد) ۲

فائدہ: حضرت مہدی والد کی طرف سے حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہونگے اور ماں کی طرف سے حضرت حسینؓ کی اولاد سے ہونگے۔ (عون المعبود شرح ابو داؤد کتاب المہدی)

حضرت مہدی سے پہلے دنیا کے حالات اور نبی کریم ﷺ کی پیشن گوئیاں

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے نہیں معلوم کہ میرے یہ رفقاء (صحابہ کرامؓ) بھول گئے ہیں یا (وہ بھولے تو نہیں لیکن کسی وجہ سے وہ) ایسا ظاہر کرتے ہیں کہ وہ بھول گئے ہیں۔ خدا کی قسم رسول کریم ﷺ نے کسی بھی ایسے فتنہ پرداز کو ذکر کرنے سے نہیں چھوڑا تھا جو دنیا کے ختم ہونے تک پیدا ہونے والا ہے، اور جسکے ماننے والوں کی تعداد تین سو یا تین سو سے زیادہ ہوگی۔ آپ ﷺ نے ہر فتنہ پرداز کا ذکر کرتے وقت ہمیں اس کا، اس کے باپ کا اور اسکے قبیلے تک کا نام بتایا تھا۔ (ابو داؤد) ۳

عن حذیفة قال قام فینا رسول ﷺ قائما فما ترک شیا یکون فی مقامه ذالک الی قیام الساعة الا حدثه حفظه من حفظه نسیه من نسیه قد علمه اصحابه هؤلاء

حاشیہ ۱ علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ (دیکھئے ضعیف ابی داؤد ۴۲۸۵)

حاشیہ ۲ علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اس کو حسن کہا ہے۔ (دیکھئے ضعیف ابی داؤد)

حاشیہ ۳ علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ (دیکھئے ضعیف ابی داؤد)

وانہ لیکون منہ الشی فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا رآہ عرفہ [illegible]

مدینہ منورہ سے آگ کا نکلنا

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ حجاز سے ایک آگ نہ بھڑک اٹھے، جو بصریٰ کے اونٹوں کی گردن روشن کر دے گی۔ [illegible]

فائدہ: اس حدیث میں جس آگ کا ذکر آیا ہے اس آگ کے بارے میں حافظ ابن کثیرؒ اور دیگر مورخین کا کہنا ہے کہ اس آگ کے نمودار ہونے کا حادثہ پیش آچکا ہے۔ یہ آگ جمادی الثانی ۶۵۴ھ جمعہ کے دن مدینہ منورہ کی بعض وادیوں سے نمودار ہوئی اور تقریباً مہینے تک چلی۔ راویوں نے اس کی کیفیت یہ لکھی ہے کہ اچانک حجاز کی جانب سے وہ آگ نمودار ہوئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آگ کا پورا ایک شہر ہے اور اس میں قلعے یا برج اور کنگورے جیسی چیزیں موجود ہیں۔ اس کی لمبائی چار فرسخ اور چوڑائی چار میل تھی۔ آگ کا سلسلہ جس پہاڑ تک پہنچا اس کو شیشے اور موم کی طرح پگھلا دیتا۔ اس کے شعلوں میں بجلی کی کڑک جیسی آواز اور دریا کی موجوں جیسا جوش تھا۔ اور یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے اندر سرخ اور نیلے رنگ کے دریا نکل رہے ہوں۔ وہ آگ اسی کیفیت کے ساتھ مدینہ منورہ تک پہنچی مگر عجیب بات یہ تھی کہ اس کے شعلوں کی طرف سے جو ہوا مدینہ منورہ کی طرف آ رہی تھی وہ ٹھنڈی تھی۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس آگ کی لپٹیں مدینے کے تمام جنگلوں کو روشن کئے ہوئے تھیں، یہاں تک کہ حرم نبوی اور مدینے کے تمام گھروں میں سورج کی طرح روشنی پھیل گئی تھی۔ لوگ رات کے وقت اس کی روشنی میں اپنے سارے کام کاج کرتے تھے، بلکہ ان دنوں میں اس علاقے کے اوپر سورج اور چاند کی روشنی ماند ہو گئی تھی۔

مکہ مکرمہ کے بعض لوگوں نے یہ شہادت دی کہ وہ اس وقت یمامہ اور بصریٰ میں تھے تو وہ آگ انہوں نے وہاں بھی دیکھی۔

حاشیہ: علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ (صحیح ابی داؤد علامہ البانیؒ)

اس آگ کی عجیب خصوصیات میں سے ایک یہ تھی کہ یہ پتھروں کو تو جلا کر کوئلہ کر دیتی تھی لیکن درختوں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ کہتے ہیں جنگل میں ایک بہت بڑا پتھر تھا جس کا آدھا حصہ حرم مدینہ کی حدود میں تھا اور آدھا حصہ حرم مدینہ سے باہر تھا۔ آگ نے اس آدھے حصہ کو جلا کر کوئلہ کر دیا جو حرم مدینہ سے باہر تھا لیکن جب آگ اس حصہ تک پہنچی جو حرم میں تھا تو ٹھنڈی پڑ گئی۔ اور پتھر کا وہ آدھا حصہ بالکل محفوظ رہا۔

بصریٰ کے لوگوں نے اس بات کی گواہی دی کہ ہم نے اس رات آگ کی روشنی میں جو حجاز سے ظاہر ہو رہی تھی، بصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن دیکھا۔ (البدایہ والنہایۃ ابن کثیر)

سرخ آندھی اور زمین کے دھنس جانے کا عذاب

حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جب میری اُمت پندرہ خصلتوں کا ارتکاب کرے گی تو ان پر بلائیں نازل ہوں گی۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! وہ کون سے افعال ہوں گے؟ فرمایا جب مال غنیمت کو اپنی دولت سمجھا جائے گا اور امانت کو غنیمت کی طرح سمجھا جائے اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے اور آدمی اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا اور اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا اور اپنے دوست کے ساتھ احسان کرے گا اور اپنے باپ کے ساتھ بے وفائی کرے گا اور مساجد میں آوازیں بلند کی جائیں گی اور قوم کا سب سے ذلیل آدمی قوم کا حاکم ہو گا اور آدمی کا اکرام اس کے شر سے بچنے کے لئے کیا جائے گا اور شراب پی جائے گی (کثرت سے) اور (مرد) ریشم پہنیں گے اور گانے والیاں اور گانے بجانے کے آلات بنالئے جائیں گے اور اس امت کے بعد کا طبقہ پہلے لوگوں پر لعنت کرے گا پس اس وقت انتظار کرنا سرخ آندھی کا یا زمین کے دھنس جانے کا یا چہرے مسخ ہو جانے کا۔ [redacted] ج: ۴ ص: ۴۹۴۔ المعجم الاوسط ج: ۶ ص: ۱۵۰)

فائدہ: اس حدیث میں مال غنیمت کو اپنی دولت سمجھنے کے بارے میں آیا ہے۔ اس سے مجاہدین کو بہت ہوشیار رہنا چاہئے۔ مال غنیمت میں بغیر امیر کی اجازت کے کوئی تصرف نہیں کرنا چاہئے۔ ابلیس ہر انسان کو اسکی نفسیات کے اعتبار سے ہی گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ سو اس بارے میں

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو بہت احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ بلکہ بیت المال میں بھی بغیر اجازت کے کوئی دست درازی نہیں کرنی چاہیے۔ اسی طرح مجاہدین شیطان کے دھوکے سے بچ کر اپنے جہاد کو مقبول بنا سکتے ہیں۔ ورنہ کتنے ہی لوگ برس ہا برس تک جہاد کرتے رہتے ہیں لیکن تھوڑی سی مالی خیانت کی وجہ سے اپنا جہاد خراب کر بیٹھتے ہیں اسلئے اس راستے کی نزاکتوں کو ہر ساتھی کو سمجھنا چاہیے۔

شراب اس وقت بھی عام ہے۔ پاکستان اگرچہ ابھی اس سے محفوظ ہے لیکن جس روشن خیالی کی جانب اسکو لیجایا جارہا ہے تو اسکا حال تیونس اور ترکی جیسا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جہاں مسجد کے باہر شراب کی دکان ہوتی ہے۔

پہلی امتوں کی روش اختیار کرنا

عن أبي سعيد الخدري ؓ قال قال رسول الله لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا فِي جُحْرِ ضَبٍّ لَاتَّبَعْتُمُوهُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى قَالَ فَمَنْ. (صحیح بخاری ج: ۳ ص: ۱۲۷۴ - صحیح مسلم ج: ۴ ص: ۲۰۵۴ - مسند احمد بن حنبل ج: ۱۵ ص: ۱۹۵)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم ضرور پہلے لوگوں کی روش اور طریقہ کی مکمل طور پر اتباع کروگے۔ یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تو تم بھی ان کی اتباع میں اس میں داخل ہوگے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے ہم نے دریافت کیا، رسول اللہ (پہلے والوں سے مراد) یہود و نصاریٰ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اور کون ہیں؟ (یعنی وہی ہیں)۔

فائدہ: اس وقت مسلمانوں کے اندر اکثر وہ بیماریاں پائی جاتی ہیں جن میں پہلی امتیں مبتلاء تھیں۔ زنا، شراب، جوا، بے ایمانی، ناحق قتل کرنا، اللہ کی کتاب میں تحریف کرنا، نبی ﷺ کی سیرت وتعلیمات کو مسخ کرکے پیش کرنا، یہودیوں کی طرح دین کی ان باتوں پر عمل کرنا جو نفس کو اچھی لگتی ہیں اور ان باتوں کو پس پشت ڈالدینا جو نفس پر دشوار ہوں، یتیموں اور بیواؤں کا مال کھانا، طاقتور،

کے خوف یا مالدار سے پیسہ لینے کے لئے احکام الٰہی میں تحریف وتاویل کرنا وغیرہ۔

مساجد کو سجانے کا بیان

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَتَبَاھَی النَّاسُ فِی الْمَسَاجِدِ. ([redacted] ج: ۲ ص: ۲۸۱ [redacted] ج: ۴ ص: ۴۹۳)

ترجمہ: حضرت انس ابن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ لوگ مسجدوں (میں آنے اور بنانے) میں ایک دوسرے کو دکھاوا نہ کرنے لگیں۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ لوگ مسجدوں میں آتے وقت بھی ایسے انداز میں آئینگے کہ ایک دوسرے کو اپنی دولت وحشمت دکھانا مقصود ہوگا، اور مسجدیں بنانے میں بھی دکھاوا ہوگا۔ ہر علاقے والے ایک دوسرے سے خوبصورت مساجد بنانے کی کوشش کرینگے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِؓ قَالَ اِذَا زَخْرَفْتُمْ مَسَاجِدَکُمْ وَحَلَّیْتُمْ مَصَاحِفَکُمْ فَالدَّمَارُ عَلَیْکُمْ (رواہ الحکیم [redacted] نوادر الاصول عن ابی الدرداء ووقفہ ابن المبارک فی الزہد وابن ابی الدنیا فی المصاحف عن ابی الدرداء (کشف الخفاء ج۱ ص: ۸۵)

ترجمہ: حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا جب تم اپنی مساجد کو سجانے لگو گے اور اپنے قرآن کو (زیور وغیرہ سے) آراستہ کرنے لگو گے تو تمہارے اوپر ہلاکت ہوگی۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ مَا کَثُرَتْ ذُنُوْبُ قَوْمٍ اِلَّا زُخْرِفَتْ مَسَاجِدُھَا وَمَا زُخْرِفَتْ مَسَاجِدُھَا اِلَّا عِنْدَ خُرُوْجِ الدَّجَّالِ. فیہ اسحاق الکعبی ولیث بن ابی سلیم وھما ضعیفان ([redacted] ج: ۴ ص: ۸۱۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کسی قوم کے گناہ زیادہ ہوجاتے ہیں تو انکی مسجدیں بہت زیادہ خوبصورت بنائی جاتی ہیں۔ اور خوبصورت

مساجد دجال کے خروج ہی کے وقت میں بنائی جائیں گی۔

(اس روایت میں معافی ثقفی اور لہیعہ ابن ابی حجیرہ دونوں راوی ضعیف ہیں)

فائدہ: ٹھیک کہتے ہیں کہ غلامی میں قوموں کی سوچیں بھی الٹ جاتی ہیں۔ آج اگر کسی علاقے میں خوبصورت مسجد نہ ہو تو اس علاقے والوں کو یوں سمجھا جاتا ہے جیسے اللہ کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، جبکہ جہاں مسجد خوبصورت بنی ہو ان کو کہا جاتا ہے کہ یہ بڑے دین دار لوگ ہیں، لیکن یہ کسی کو پتہ نہیں کہ اللہ کی نظر میں ان کی کیا حقیقت ہے؟

اگر کوئی اہل دل ان احادیث کا عملی تجربہ کرنا چاہتا ہے تو کچھ دن ان علاقوں کی مسجدوں میں سجدے کر کے دیکھے جہاں مسجدیں کچی اور سادہ ہوتی ہیں، پھر اس کو سجدوں کی حلاوت کا احساس ہوگا۔

عن علیؓ انّہ قال یاتی علی النّاس زمانٌ لا یبقی من الاسلام اِلّا اسمُہ و لا من القرآن اِلّا رسمُہ یعمرُون مساجدھُم وھی من ذکر اللہ خرابٌ شرُّ اھل ذٰلک الزّمن علماءُھم منھم تخرُجُ الفتنۃُ و الیھم تعُود۔

([illegible] ج ۱۲ ص ۲۸۰)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ قریب ہے کہ لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کے صرف الفاظ رہ جائیں گے وہ مسجدیں تعمیر کریں گے حالانکہ وہ اللہ کے ذکر سے خالی ہونگی۔ اس زمانے میں لوگوں میں سب سے بدترین علماء ہوں گے۔ انہی سے فتنے نکلیں گے اور ان ہی میں واپس لوٹیں گے۔

فائدہ: اگر چہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد ایک ارب چالیس کروڑ تک ہے لیکن اسلام کی حالت کیا ہے کہ کسی ایک ملک میں بھی اسلامی نظام نہیں ہے۔ زبان سے تو سب کلمہ پڑھ رہے ہیں کہ اللہ تیرے سوا کسی کو حاکم نہیں مانیں گے لیکن عملاً صورت حال یہ ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر سینکڑوں معبود (حاکم) بنا رکھے ہیں۔ سجدے میں گر کر اللہ کی برتری کا اعلان کرنے والوں کی تعداد تو بہت ہے پر حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کو انسانوں کے بنائے ہوئے کفریہ جمہوری

نظام کے ہاتھوں فروخت کر دیا ہے۔ جو کلمہ مسلمان پڑھتا ہے وہ اسکا اللہ کے ساتھ ایک معاہدہ ہے کہ اب وہ اللہ کے علاوہ ہر قوت کا، ہر نظام کا اور ہر طاغوت کا انکار کریگا اور نہ تو زبان سے اور نہ ہی اپنے عمل سے اس معاہدے کی خلاف ورزی کریگا۔ لیکن آج کے مسلمان اللہ کو بھی راضی رکھنا چاہتے ہیں اور طاغوت کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتے۔ قرآن نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا **ذٰلِکَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِینَ کَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِیعُکُمْ فِی بَعْضِ الْأَمْرِ** ۔ یہ (گمراہی) اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے ان (کافر) لوگوں سے جنھوں نے اللہ کے نازل کردہ (یعنی قرآن) سے نفرت کی، یہ کہا کہ ہم بعض باتوں میں تمہاری پیروی کریں گے۔ (یعنی قرآن کی ساری باتیں نہیں مانیں گے کچھ تمہاری بھی مانیں گے)۔

فائدہ ۲: اس روایت میں علماء سے مراد علماء سوء ہیں۔ علماء سوء کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ اگر بنی اسرائیل کے علماء کا حال دیکھنا ہو تو علماء سوء کو دیکھ لو۔ [illegible]

سود کا عام ہو جانا

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یَأْتِی عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَأْکُلُونَ فِیهِ الرِّبَا قَالَ قِیلَ لَهُ النَّاسُ کُلُّهُمْ قَالَ مَنْ لَمْ یَأْکُلْهُ مِنْهُمْ نَالَهُ مِنْ غُبَارِهِ ۔ (ابو داؤد ج ۲ ص ۳۴۳، [illegible] ج ۲ ص ۴۹۴، [illegible] ج ۱۱ ص ۱۰۶)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں لوگ سود کھائیں گے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ کسی نے پوچھا کیا تمام لوگ (سود کھائیں گے)؟ تو حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ”ان لوگوں میں سے جو شخص سود نہیں کھائے گا اس کو سود کا کچھ غبار پہنچے گا۔“

فائدہ: یہ حدیث اس دور پر بالکل صادق آتی ہے۔ آج اگر کوئی سود کھانے سے بچ رہا بھی ہے تو اسکو سود کا غبار ضرور پہنچ رہا ہے۔ اور نام نہاد دانشوروں کے ذریعے سودی کاروبار پر اسلام کا لیبل لگا کر امت کو سود کھلانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

منافق بھی قرآن پڑھے گا

عن أبي هريرةؓ عن رسول الله ﷺ قال سيأتي على أمتي زمانٌ تكثُرُ فيه القُرّاءُ وتقِلُّ الفُقهاءُ ويُقبَضُ العلمُ ويكثُرُ الهَرْجُ قالوا وما الهَرْجُ يا رسولَ الله قال القتلُ بينكم ثم يأتي بعد ذلك زمانٌ يقرأ القرآنَ رجالٌ لا يُجاوزُ تراقيهم ثم يأتي من بعد ذلك زمانٌ يُجادلُ المنافقُ الكافرُ المشركُ بالله المؤمنَ بمثلِ ما يقول. هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه. ووافقه الذهبيؒ (المستدرك على الصحيحين ج:4 ص: ٥٠٤)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ ان میں قرآء بہت ہونگے اور دین کی سمجھ رکھنے والے کم ہونگے۔ علم اٹھالیا جائیگا اور ہرج بہت زیادہ ہوجائیگا۔ صحابہؓ نے پوچھا یہ ہرج کیا ہے؟ فرمایا تمہارے درمیان قتل۔ پھر اسکے بعد ایسا زمانہ آئیگا کہ لوگ قرآن پڑھینگے حالانکہ قرآن انکے حلق سے نہیں اتریگا۔ پھر ایسا زمانہ آئیگا کہ منافق، کافر اور مشرک مومن سے (دین کے بارے میں) جھگڑا کرینگے۔
حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

فائدہ: اس وقت ہر طرح کے پڑھے لکھے لوگ کثرت سے موجود ہیں مختلف علوم میں تخصص اور ماسٹر کرایا جارہا ہے۔ لیکن دین کی سمجھ رکھنے والے خال خال ہی نظر آتے ہیں، جو شان ہمارے اسلاف میں نظر آتی تھی کہ باطل کو ہزار پردوں میں بھی پہچان لیا کرتے تھے اب وہ بات بہت کم دیکھنے میں آتی ہے۔ قرآن کی سمجھ اور قرآن کا علم اہل علم طبقے میں بھی مفقود نظر آتا ہے حالانکہ اور علوم میں انتہائی توجہ صرف کی جاتی ہے۔ معلومات کا سمندر تو بہت نظر آتا ہے لیکن علم کا فقدان ہے۔

منافق اور مشرک قرآن کی آیات کو آڑ بنا کر اہل حق سے بحث ومباحثہ کرتے نظر آتے ہیں اور اپنے باطل اقدامات کو قرآن وسنت سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضرت ابوعامر اشعریؓ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں تین باتوں کا اپنی امت پر خطرہ محسوس کرتا ہوں ان میں زیادہ خوف والی بات یہ ہے کہ ان کیلئے مال کی زیادتی

ہو جائے گی جس کی وجہ سے ایک دوسرے سے حسد کریں گے اور آپس میں لڑیں گے اور ان کیلئے قرآن کا پڑھنا آسان ہو جائے گا۔ چنانچہ اس قرآن کو ہر نیک، فاسق و فاجر اور منافق پڑھے گا اور یہ لوگ فتنے پھیلانے اور اس کی تاویل کی غرض سے اس کے ذریعہ مومن سے جھگڑا کریں گے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی تاویل و تفسیر کو کوئی نہیں جانتا (یعنی وہ آیات جن کا علم صرف اللہ ہی کو ہے) اور جو علم میں پختہ کار ہوں گے وہ بھی (ان آیات کے بارے میں) یوں کہیں گے کہ ہم اس قرآن پر ایمان لائے۔ ([illegible] ج ١ ص ٤٥٣)

فائدہ: مال کی زیادتی اس وقت عام ہے اور عرب ممالک میں مال کی ریل پیل ہے جسکی وجہ سے تمام فتنے جنم لے رہے ہیں۔ قرآن کا پڑھنا اتنا آسان ہو گیا کہ اب اسکو مختلف ٹی وی چینلوں پر عربی رسم الخط کے ساتھ انگلش رسم الخط میں بھی پیش کیا جا رہا ہے۔ اس طرح اگر کسی کو عربی میں قرآن نہیں پڑھنا آتا تو وہ انگریزی رسم الخط میں پڑھ سکتا ہے۔ ہر فاسق و منافق آج قرآن پڑھتا نظر آتا ہے بلکہ اس میں بغیر علم کے اپنی رائے زنی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ترکی، مصر، تیونس اور امارات کے بعد اب ہمارے ملک میں بھی قرآن کی تفسیر وہ لوگ کر رہے ہیں جنکو ذرہ برابر بھی علم نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایک طرف فلموں اور ڈراموں میں کام کرتے ہیں اور امت کو بے حیائی اور بے شرمی کا درس دیتے ہیں اور دوسری جانب اللہ کی کتاب کی ان آیات میں رائے زنی کرتے ہیں جنکا علم اللہ نے اپنے پاس رکھا ہے۔

سب سے پہلے خلافت ٹوٹے گی

عن أبي امامة الباهلي ؓ عن رسول الله ﷺ قال لَتُنْتَقَضَنَّ عُرَى الإسلام عُرْوَةً عُرْوَةً فكلما انتقضت عروة تشبث الناس بالتي تليها فأولهن نقضا الحكم وآخرهن الصلاة. ([illegible] ج ١ ص: ٣٢٦، [illegible] ج ٨ ص: ٩٨، موارد الظمآن ج ١ ص: ٨٧)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ باہلی ؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اسلام کی کڑیاں ضرور ایک ایک کرکے ٹوٹیں گی، چنانچہ جب ایک کڑی ٹوٹے گی تو لوگ اسکے بعد والی

کڑی کو پکڑ لینگے۔ ان میں سب سے پہلے جو کڑی ٹوٹے گی وہ اسلامی نظام عدالت کی کڑی ہوگی اور سب سے آخر میں ٹوٹنے والی کڑی نماز کی ہوگی۔

فائدہ: یعنی مسلمان جس چیز کو سب سے پہلے چھوڑ دینگے وہ اسلامی عدالتی نظام ہوگا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ سب سے پہلے ٹوٹنے والی کڑی "امانت" کی ہوگی۔ شریعت کی اصطلاح میں لفظ امانت بہت وسیع مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے

انا عرضنا الامانة على السموات والارض والجبال (الاية)

ترجمہ: بیشک ہم نے "امانت" کو زمین و آسمان اور پہاڑوں کو پیش کیا پر انہوں نے اسکا بار اٹھانے سے انکار کر دیا اور وہ اس (اہم ذمہ داری کے بار) سے ڈر گئے اور اسکو انسان نے اٹھالیا۔

حضرت قتادہؓ نے یہاں امانت کی تفسیر یوں فرمائی ہے۔

الدين والفرائض والحدود[1]

یعنی حقوق، فرائض، اور حدود اللہ یعنی اسلام کے عدالتی نظام سے متعلق احکامات۔ اور یہ سب اسلامی خلافت کے تحت صحیح طور پر انجام پاتے ہیں۔ چنانچہ پہلی چیز جو اس امت سے اٹھے گی وہ خلافت ہوگی جب خلافت اٹھ جائے گی تو اسلامی عدالتی نظام بھی ختم ہو جائے گا اور آخری ٹوٹنے والی کڑی نماز کی ہوگی۔

دجال کی آمد کا انکار

عن بن عباسؓ خطب عمرؓ فقال إنه سيكون في هذه الأمة قوم يكذبون بالرجم ويكذبون بالدجال ويكذبون بعذاب القبر ويكذبون بالشفاعة ويكذبون بقوم يخرجون من النار (فتح الباری ج: ۱۱ ص: ۴۲۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے خطبہ دیا اور یہ بیان فرمایا اس امت میں کچھ ایسے لوگ ہونگے جو رجم (سنگسار) کا انکار کرینگے، عذاب قبر کا انکار

حاشیہ ۱ تفسیر قرطبی ج ۱۴ ص: ۵۶

کریں گے اور دجال (کی آمد) کا انکار کریں گے اور شفاعت کا انکار کرینگے اور ان لوگوں (یعنی گنہگار مسلمانوں) کے جہنم سے نکالے جانے کا انکار کریں گے۔

فائدہ: یہودیوں کے مال پر چلنے والی این جی اوز اپنے آقاؤں کے اشاروں پر آئے دن اسلامی قوانین کا مذاق اڑاتی رہتی ہیں اور انکو ختم کرنے کی باتیں کرتی ہیں۔

اس وقت حدود آرڈیننس کی بحث چل رہی ہے اور اس کو اس طرح پیش کیا جارہا ہے گویا یہ کسی انسان کے بنائے ہوئے قوانین ہیں۔ اسی طرح کئی عرب مفکر ہیں جو رجم اور دیگر اسلامی قوانین کو اس دور میں (نعوذ باللہ) از کار رفتہ (Old Fashioned) قرار دے چکے ہیں۔

نیز دجال کی آمد کا انکار کرنے والے لوگ بھی موجود ہیں۔ اور آنے والے دنوں میں اس مسئلے کو اختلافی بنادیا جائے گا۔

علماء کے قتل کا بیان

قال رسولُ اللهِ ﷺ لَيأتِيَنَّ علَى العُلماءِ زمانٌ يُقتَلون فيه كما يُقتَلُ اللُّصوصُ فيا ليتَ العلماءَ يومئذٍ تحامقوا (رواه ابو عمر الداني في السنن الواردة في الفتن ج: ٣ ص: ٦٦١) ضعيف. في سنده الوضين بن عطاء وهو خزاعي صدوق سيء الحفظ (التقريب ج: ٢ ص: ٣٣٦ والميزان ج: ٤ ص: ٣٣٤)

ترجمہ: حضرت محمد ﷺ نے فرمایا علماء پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کو ایسے قتل کیا جائے گا جیسے چوروں کو قتل کیا جاتا ہے، تو کاش کہ اس وقت علماء جان بوجھ کر انجان بن جائیں۔"

فائدہ: آج کس وحشت و بربریت، بے دردی اور بے حسی کے ساتھ ان عظیم ہستیوں کو قتل کیا جارہا ہے، جو کائنات کے نظام کو فساد اور ظلم سے پاک کرنے کا درس دیتے ہیں۔ جنکی ساری زندگی انسانیت کی فلاح اور کامیابی کا پرچار کرتے گذر جاتی ہے، اللہ کی زمین کو انسانیت کے دشمنوں سے پاک کرنا ہی جنکا مشن ہوتا ہے، انسانیت حیران ہے، عقل محو تماشا ہے، امن کے مینارے خاموش ہیں، دانشور سناٹے میں ہیں، کہ آخر امت کے اس طبقے سے کسی کو کیا دشمنی ہو سکتی

ہے، جو دنیا میں حق اور باطل، خیر اور شر، ظلم اور انصاف کے درمیان طاقت کا توازن رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر یہ طبقہ نہ ہو تو کائنات کا نظام ہی درہم برہم ہو جائے، زمین و فضاء میں طاقت کا توازن بگڑ کر رہ جائے، شر خیر پر غالب آنے لگے اور حق و باطل کے معرکے میں باطل سر چڑھ کر بولنے لگے، انسانیت، ابلیسیت کی لونڈی بن کر رہ جائے، خباثت کے ہاتھوں شرافت کا دامن تار تار کر دیا جائے۔

علماء امت کے قتل کو ہر ایک اپنے زاویہ نظر سے دیکھتا ہے، کاش نبی ﷺ کے وارثوں کے اس قتل کو نبی ﷺ کی احادیث کی روشنی میں دیکھا جاتا۔ اس وقت جبکہ باطل خیر کے مقابلے میں آخری اور فیصلہ کن جنگ کا اعلان کر چکا ہے، ابلیسیت ہر طرف کھلے عام ننگا ناچ ناچ رہی ہے، اللہ کی حاکمیت و بالادستی کے تصور کو ختم کر کے جاہلیت اور یہودیت کا ورلڈ آرڈر لوگوں سے کھلا اور زبردستی منوانا چاہتی ہے۔ تو بھلا ابلیس کے اشاروں اور مشوروں پر کام کرنے والے ان حق کے میناروں اور امید کے جزیروں کو کیونکر برداشت کر سکتے ہیں جن کے ایک اشارے اور قلم کی حرکت پر دجال کے مضبوط ایوانوں میں دراڑیں پڑ سکتی ہیں، یہ نفوس قدسیہ، جو دجالی قوتوں کی "عظیم طاقت" کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں، اور اس دور میں بھی کلمہ لا الہ کا وہی مفہوم بیان کرنے پر بضد ہیں جس کا اعلان کوہ صفا پر چڑھ کر آج سے چودہ سو سال پہلے کیا گیا تھا، دجال کے مقدمۃ الجیش (Advance Force) کو کس طرح ہضم ہو سکتے ہیں۔

علماء حق کے قتل میں براہ راست یہودی خفیہ تحریک فری میسن ملوث ہے۔ ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں کہ بھاڑے کے قاتل کون ناپاک لوگ تھے لیکن آنے والے دن اس بات کو واضح کر دیں گے کہ ان علماء کو راستے سے ہٹائے بغیر فری میسن اپنے منشور کو پاکستان میں آگے نہیں بڑھا سکتی تھی۔

مولانا [redacted]، مفتی [redacted] اور مفتی [redacted] مولانا [redacted] اور مفتی [redacted] کی شہادت کے بارے میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ جن خطوط (Lines) پر کام کر رہے تھے وہ عالمی یہودی قوتوں کے لئے ناقابل برداشت ہیں۔ لہذا ان حضرات کی شہادت کو فرقہ وارانہ رنگ دینا خود ان شخصیات کی دینی خدمات کو چھوٹا

ثابت کرتا ہے۔ جنکے مشن بڑے ہوتے ہیں انکے دشمن بھی بڑے ہوا کرتے ہیں۔

فالج کا بیان

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا فالج ضرور پھیلے گا یہاں تک کہ لوگ اسکو طاعون سمجھنے لگیں گے۔ (اسکے تیزی سے پھیلنے کی وجہ سے) (المصنف عبد الرزاق ج: ۳ ص: ۵۹۷)

فائدہ: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ کہ خشکی اور سمندر میں فساد پیدا ہو گیا لوگوں کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے۔ ممکن ہے انسانیت کے دشمنوں کی جانب سے انسانوں پر ایسے وائرس کے حملے کئے جائیں جو فالج کا سبب بنیں۔ یا پھر ابھی سے لوگوں کو ایسے ٹیکے یا کسی دوائی کے قطرے پلائے جائیں جو آگے چل کر اس بیماری کا سبب بنیں۔ اس وقت ایسی مشینیں بنائی جا چکی ہیں جنکے ذریعے فضا میں موجود مختلف بیماریوں کے جراثیم اکٹھے کر کے جراثیمی ہتھیار بنائے جا رہے ہیں۔ اور ان سے لوگوں میں بیماریاں آسکتی ہیں۔

لہٰذا مسلم ممالک کو عالمی یہودی اداروں کی جانب سے دی جانے والی کسی بھی طبی امداد کو پہلے اپنی تجربہ گاہوں میں ٹیسٹ کرا کر ہی عوام تک پہنچانا چاہئے۔ اور کسی بھی ایسی دوائی یا ویکسین کو قبول نہیں کرنا چاہئے جس پر اس کا فارمولا لکھا ہوا نہ ہو۔

وقت کا تیزی سے گذرنا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تک قیامت نہیں آسکتی جب تک زمانہ آپس میں بہت قریب نہ ہو جائے۔ چنانچہ سال مہینے کے برابر، مہینہ ہفتے کے برابر اور ہفتہ دن کے برابر اور دن گھنٹے کے برابر اور گھنٹہ کھجور کی پتی یا شاخ کے جلنے کی مدت کے برابر ہو جائے گا۔ [redacted] ج: ۱ ص: ۲۶۶)

فائدہ: وقت میں برکت کا ختم ہو جانا تو اس وقت ہر ایک سمجھ سکتا ہے، کہ کس طرح سے ہفتہ

مہینے اور سال گذر جاتا ہے کہ پتہ ہی نہیں چلتا۔ روحانیت سے ناواقف انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ وقت میں برکت کے کیا معنی؟ جبکہ پہلے کی طرح اب بھی دن چوبیس گھنٹے کا ہوتا ہے۔ ہفتہ میں اب بھی سات ہی دن ہوتے ہیں؟ وقت میں برکت کے معنی اگر اب بھی کسی کو سمجھنے ہوں تو وہ اپنے دن کے معمولات کو فجر کی نماز کے بعد کر کے دیکھے تو اسکو پتہ چل جائیگا کہ جس کام میں وہ سارا دن صرف کرتا تھا وہی کام اس وقت میں بہت کم عرصے میں ہو جائیگا۔

چاند میں اختلاف ہونا

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسولُ اللہ ﷺ مِنَ اقْتِرَابِ السَّاعَۃِ اِنْتِفَاخُ الاَھِلَّۃِ وَاَنْ یُرٰی الْھِلَالُ لِلَیلَۃٍ فَیُقَالُ ھُوَ بنُ لَیلَتَین. (المعجم الصغیر ج: ۲ ص ۱۱۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی قریبی نشانیوں میں سے ایک چاند کا پھول جانا ہے اور یہ کہ پہلی تاریخ کے چاند کو یہ کہا جائیگا کہ یہ دوسری تاریخ کا چاند ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں علماء امت کو بہت غور کرنا چاہئے اور جو صورت حال اس وقت مسلم دنیا میں چاند کے اختلاف کے حوالے سے پیدا ہو چکی ہے اسکو ختم کرنا چاہئے۔

جدید ٹیکنالوجی کے بارے میں پیشن گوئی

عن ابی سعید الخُدریؓ قال قال رسولُ اللہ ﷺ وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَا تَقُومُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تُکَلِّمَ السِّبَاعُ الاِنْسَ وَحَتّٰی تُکَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَۃُ سَوطِہٖ وَشِرَاکُ نَعْلِہٖ وَتُخْبِرَہٗ فَخِذُہٗ بِمَا اَحْدَثَ اَھْلُہٗ مِنْ بَعْدِہٖ. ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ ووافقہ الذھبی (المستدرک للحاکم ج: ۴ ص: ۵۰۵ رقم ۲۱۰۸)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی، جب تک درندے آدمیوں سے بات نہ کرنے لگیں، اور آدمی کے چابک کا پھندا اور اس کے جوتے کا تسمہ اس سے بات نہ کرنے

گے، اور انسان کی ران اس کو یہ بتایا کرے گی کہ اس کی غیر موجودگی میں اس کے گھر والوں نے کیا بات کی ہے اور کیا کام کئے ہیں؟

امام حاکمؒ نے اس کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے اس سے اتفاق کیا ہے۔ نیز ترمذی شریف کی روایت کو بھی علامہ ناصر الدین البانیؒ نے صحیح کہا ہے۔

فائدہ: درود و سلام ہو محمد ﷺ پر جنھوں نے ہر میدان میں ہماری رہنمائی فرمائی۔ یہ بیان آپ کا معجزہ ہی کہا جائے گا کہ ایک ایسے دور میں آپ ﷺ یہ بات بیان فرما رہے ہیں جہاں جدید ٹیکنالوجی کا موجودہ تصور بھی نہیں تھا۔ لیکن الیکٹرونک چپ (Electronic Chip) کا یہ جدید دور چیخ چیخ کر آپ ﷺ کے بیان کی سچائی کو ثابت کر رہا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں ایسی چپیں تیار کی جا چکی ہیں بلکہ زیر استعمال ہیں۔ یہ چپ کسی کو لگائی جائے تو دور بیٹھا دوسرا شخص اس کی تمام باتیں سن بھی سکتا ہے اور اس کو دیکھ بھی سکتا ہے، اس کے علاوہ اگر اس چپ کو نکال کر اس کا ڈیٹا (چپ میں موجود مواد) کمپیوٹر وغیرہ میں ڈاؤن لوڈ کیا جائے تو سب کچھ پتہ چل سکتا ہے کہ اس شخص نے آپ کی غیر موجودگی میں کیا کچھ کیا ہے۔ ابھی اس کو [illegible] بازو پر باندھ کر استعمال کیا جا رہا ہے جبکہ بازو یا ران کے گوشت میں پیوست کرنے کے تجربات چل رہے ہیں، اور ممکن ہے کہ یہ بھی ہو چکا ہو۔

فائدہ ۲: جانوروں سے گفتگو آپ سنتے رہتے ہوں گے کہ مغربی ممالک جانوروں کی بولی سمجھنے اور ان سے گفتگو کرنے کے لئے مسلسل تجربات کر رہے ہیں۔

ہر قوم کا حکمران منافق ہوگا

عن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعۃ حتی یسود کل قوم منافقوھا۔ (المعجم الاوسط ج: ۵ ص: ۲۵۵)

ترجمہ: حضرت ابو بکرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک ہر قوم کے حکمران ان (میں) کے منافق نہیں بن جاتے۔

فائدہ: آقائے مدنی ﷺ نے اس حدیث میں امت کے عمومی مزاج کی نشاندہی کی ہے کہ انکے اندر بزدلی اور کاہلی پیدا ہو جائے گی جس کے نتیجے میں ان پر منافقین کی حکمرانی ہوگی۔

پانچ جنگ عظیم

عن عبد اللہ بن عمرو قال الملاحم الناس خمس فثنتان قد مضتا وثلاث فی ھذہ الامۃ ملحمۃ الترک وملحمۃ الروم وملحمۃ الدجال لیس بعد الدجال ملحمۃ[1] (الفتن لنعیم بن حماد ج: ۲ ص: ۴۸۹ و السنن الواردۃ فی الفتن)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمروؓ نے فرمایا کہ (دنیا کی ابتداء سے آخر دنیا تک) کل پانچ جنگ عظیم ہیں۔ جن میں سے دو تو (اس امت سے پہلے) گذر چکیں۔ اور تین اس امت میں ہونگی۔ ترک جنگ عظیم اور رومیوں سے جنگ عظیم اور دجال سے جنگ عظیم۔ اور دجال والی جنگ عظیم کے بعد کوئی جنگ عظیم نہ ہوگی۔

فائدہ: اگرچہ مسلمان اپنی سستی اور بزدلی کی وجہ سے آنے والی حقیقت کے لئے خود کو تیار نہیں کر رہے لیکن کفر اس کا اعلان واضح اور دو ٹوک الفاظ میں کر رہا ہے۔ اگر کوئی اس انتظار میں ہے کہ حضرت مہدی آنے کے بعد جنگ عظیم کا اعلان کرینگے تو ایسا شخص اس انتظار ہی میں رہ جائے گا۔ کیونکہ حضرت مہدی کا خروج ایک ایسے وقت میں ہوگا جب جنگ چھڑ چکی ہوگی۔

حاشیہ [1] اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

فتنوں کا بیان

إنّ أبا هريرة قال قال رسول الله ﷺ ستكون فتن القاعد فيها خير من القائم والقائم فيها خير من الماشي والماشي فيها خير من الساعي من تشرّف لها تستشرفه ومن وجد فيها ملجأ فليعذ به. [redacted]

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا عنقریب فتنے پیدا ہونگے ان فتنوں میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا سعی کرنے والے سے بہتر ہوگا، اور جو شخص فتنوں کی طرف جھانکے گا فتنہ اس کو اپنی طرف کھینچ لے گا، لہٰذا جو شخص ان فتنوں سے بچنے کے لئے کوئی پناہ گاہ پائے اور ٹھکانہ پائے تو وہیں پناہ لے لے۔

فائدہ: "چلنے والے سے کھڑے رہنے والا اور کھڑے رہنے والے سے بیٹھ جانے والا" اس سے مراد اس فتنہ میں کم کوشش کرنا اور کم ملوث ہونا ہے۔ وہ فتنہ ایسا ہوگا کہ جو جتنی کوشش کرے گا وہ اتنا ہی اس میں ملوث ہوگا۔ یہ فتنہ کئی قسم کا ہوسکتا ہے انہی میں سے ایک مال کا فتنہ ہے جس کو آپ ﷺ نے اس امت کے لئے سب سے خطرناک فتنہ قرار دیا ہے۔ اس وقت عالمی سودی نظام کے ہوتے ہوئے جو شخص اس نظام میں زیادہ کمانے کی کوشش کرے گا وہ اتنا ہی خود کو سود میں ڈبوتا جائے گا۔ اور جو کم کوشش کریگا وہ کم ملوث ہوگا۔ اس طرح چلنے والے سے کھڑا رہنے والا بہتر ہوگا، اور کھڑے رہنے والے سے بیٹھنے والا بہتر ہوگا۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس بکریاں ہوں وہ بکریاں لے کر پہاڑوں یا بیابانوں میں نکل جائے۔

عن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ يأتي على الناس زمان الصابر فيهم على دينه كالقابض على الجمر. قال أبو عيسى هذا حديث غريب من هذا الوجه[1] ([redacted] ج ٤ ص: ٥٢٦)

حاشیہ [1]: علامہ ناصر الدین البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس وقت ان میں اپنے دین پر ڈٹ جانے والا اس شخص کے مانند ہوگا جس نے اپنی مٹھی میں انگارہ لے لیا ہو۔

عن ابی هریرةؓ قال ان رسول الله ﷺ قال بادروا بالاعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسي كافرا او يمسي مؤمنا ويصبح كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا (صحیح مسلم ج: ۱ ص: ۱۱۰ مسند احمد ج: ۱۵ ص: ۹٦)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول ﷺ نے فرمایا "اعمال صالحہ میں جلدی کرو قبل اس کے کہ وہ فتنے ظاہر ہو جائیں، جو تاریک رات کے ٹکڑوں کے مانند ہوں گے (ان فتنوں کا اثر یہ ہوگا کہ) آدمی صبح کو ایمان کی حالت میں اٹھے گا اور شام کو کافر بن جائے گا یا شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر اٹھے گا، اپنا دین وہ سب دنیا کے تھوڑے سے فائدہ کے لئے بیچ ڈالے گا۔

فتنے میں مبتلا ہونے کی پہچان

عن حذیفة قال تعرض الفتن على القلوب فأي قلب كرهها نكتت فيه نكتة بيضاء وأي قلب أشربها نكتت فيه نكتة سوداء (مصنف ابن ابی شیبة ج: ۱ ص: ۲۲۷ مستدرک ج: ٤ ص: ٥١٥)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا فتنے دلوں پر یلغار کرتے ہیں۔ سو جو دل اس (فتنے) کو برا جانتا ہے تو اس دل میں ایک سفید نکتہ پڑ جاتا ہے اور جو دل اس (فتنے) میں ڈوب جاتا ہے تو اس (دل) میں ایک کالا نکتہ پڑ جاتا ہے۔ امام ذہبیؒ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

عن حذیفةؓ قال اذا احب احدكم ان يعلم اصابته الفتنة ام لا فلينظر فان كان رأى حلالا كان يراه حراما فقد اصابته الفتنة وان كان يرى حراما كان يراه حلالا فقد اصابته. (هذا حديث صحيح الاسناد على شرط الشيخين ولم يخرجاه۔ وافقه الذهبی۔ مستدرک ج: ٤ ص: ٥١٦)

ترجمہ: اگر تم میں سے کوئی شخص یہ جاننا چاہتا ہے کہ آیا وہ فتنے میں مبتلا ہوا یا نہیں تو اس کو چاہئے کہ وہ یہ دیکھے کہ کوئی ایسی چیز جس کو پہلے وہ حرام سمجھتا تھا اب اس کو حلال سمجھنے لگا ہے وہ بلا شبہ (فتنے میں) مبتلا ہوا یا کوئی ایسی چیز جسکو پہلے وہ حلال سمجھتا تھا اب اس کو حرام سمجھنے لگا ہے وہ بلا شبہ فتنے میں مبتلا ہوا۔ حاکم نے اسکو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

فائدہ: حضرت حذیفہؓ نے فتنے میں مبتلا ہونے کی پہچان بتلا دی۔ کہ اگر پہلے کسی چیز کو حرام سمجھتا تھا لیکن اب اسکو حلال سمجھنے لگا ہے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص فتنے میں مبتلا ہو چکا ہے۔ اگر غور کریں تو اپنی اصلاح کے لئے یہ بہت عمدہ نسخہ ہے۔

فتنوں کے وقت میں بہترین شخص

عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله ﷺ خير الناس في الفتن رجل آخذ بعنان فرسه او قال برسن فرسه خلف اعداء الله يخيفهم ويخيفونه او رجل معتزل في باديته يؤدي حق الله الذي عليه. هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافقه الذهبي (المستدرك على الصحيحين ج: ۴ ص: ۵۱۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فتنوں کے دور میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام یا فرمایا اپنے گھوڑے کی نکیل پکڑے اللہ کے دشمنوں کے پیچھے ہو، وہ اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ کرتا ہو اور وہ اس کو ڈراتے ہوں یا وہ شخص جو اپنی چراگاہ میں گوشہ نشین ہو جائے اس پر جو اللہ کا حق (زکوٰۃ وغیرہ) ہے اس کو ادا کرتا ہو۔ حاکم نے اس حدیث کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فتنہ کا ذکر کیا اور اسکو کھول کر بیان کیا۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس فتنہ کے زمانے میں سب سے بہتر کون شخص ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا فتنوں کے زمانے میں سب سے بہتر شخص وہ ہوگا جو اپنے مویشیوں

میں رہے اور اپنی زکوٰۃ ادا کرتا رہے، اور اپنے رب کی بندگی میں مشغول رہے، اور وہ شخص (سب سے بہتر ہوگا) جو اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہو (یعنی ہر وقت جہاد کے لئے تیار ہو) اور دشمنانِ دین کو خوف زدہ کرتا ہو، اور دشمن اس کو ڈراتے ہوں۔ [1]

(کتاب الفتن _ نعیم ابن حماد ج: ۱ ص: ۱۹۰)

فائدہ ۱: ایسے وقت میں بہترین لوگ وہ ہونگے جو جہاد میں مصروف ہونگے، وہ دشمن کو خوف زدہ کرتے ہونگے اور دشمن ان کو ڈراتا ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے خود اپنی زبانِ مبارک سے جہاد کی بھی تشریح فرمادی کہ یہاں جہاد سے کیا مراد ہے؟

پھر فرمایا: وہ لوگ بہترین ہونگے جو فتنوں کے وقت اپنے مال مویشیوں کو پہاڑوں اور بیابانوں میں لے کر چلے جائینگے۔ اس میں اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ ان جگہوں سے دور چلا جائے جہاں دجالی تہذیب کا غلبہ ہو۔

فائدہ ۲: مذکورہ حدیث اور کئی دیگر احادیث میں یہ ذکر ہے کہ دجال کے فتنے سے دو قسم کے لوگ محفوظ رہیں گے۔ پہلی قسم مجاہدین جو اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے جہاد کر رہے ہونگے اور دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو اپنے مال مویشی لے کر پہاڑوں اور بیابانوں میں چلے جائیں گے۔ اور اللہ کی اطاعت کر رہے ہونگے۔ دوسری قسم کے لوگ صرف اپنا ایمان بچانے کے لئے پہاڑوں میں چلے جائیں گے۔ اور فتنوں کے دور میں ایمان بچانے کے لئے گھر بار چھوڑ دینا بھی اللہ رب العزت کے نزدیک بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ جبکہ مجاہدین صرف اپنے ایمان کی فکر نہیں کر رہے ہونگے بلکہ وہ ساری امت کے ایمان کو بچانے کی خاطر اور دجال کے فتنے کا زور توڑنے کی خاطر دجال اور اسکے ایجنٹوں سے قتال کر رہے ہونگے۔ اپنا گھر، وطن، ماں باپ، بیوی بچے اور مال و دولت غرض سب کچھ امت کا ایمان بچانے کے لئے قربان کر رہے ہونگے۔ اسلئے زیادہ فضیلت مجاہدین کی ہی ہوگی۔

---

[1] شیخ العلامہ ناصر الدین البانیؒ نے ترمذی شریف کی روایت کو صحیح کہا ہے۔

دین کو بچانے کے لئے فتنوں سے بھاگ جانے کا بیان

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ الإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ وَهُوَ يَأْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا

(**صحیح مسلم** ج:۱ ص: ۱۳۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اسلام کی ابتداء اجنبیت کی حالت میں ہوئی تھی اور عنقریب اسلام دوبارہ اجنبیت کی حالت کی طرف لوٹے گا جیسے کہ ابتداء میں ہوا تھا اور وہ (یعنی اسلام) سمٹ کر دو مسجدوں کے درمیان چلا جائے گا۔ جیسے سانپ اپنے سوراخ کی طرف سمٹتا ہے۔

فائدہ: حدیث میں لفظ غریب کا ترجمہ اجنبی اور غیر مانوس سے کیا گیا ہے۔ جس طرح ابتدائے اسلام میں لوگ اسلام کو اجنبی اور غیر مانوس سمجھتے تھے اسی طرح آج بھی اکثر مسلمان اسلام کے بہت سارے احکامات کو اجنبی سمجھنے لگے ہیں اور ان احکامات کے ساتھ ایسا برتاؤ ہے گویا وہ ان کو جانتے ہی نہیں کہ ان احکامات سے بھی ہمارا وہی تعلق ہے جو نماز روزہ وغیرہ سے ہے۔ کہتے ہیں کہ اب تو اسکا دور ہی نہیں رہا۔ حالانکہ شریعت کا زیادہ بڑا حصہ انہی احکامات (اسلام کا تجارتی اور عدالتی نظام) پر مشتمل ہے۔ اسلئے آج بھی یہی کہا جائے گا کہ اسلام ایک ارب چالیس کروڑ کے ہوتے ہوئے بھی اجنبی بن کر رہ گیا ہے۔

سو ان لوگوں کو رحمۃ للعالمین ﷺ نے مبارک باد دی ہے جو ان جگہوں سے بھاگ جائیں جہاں اسلام اجنبی ہو گیا ہو اور ایسی جگہ چلے جائیں جہاں اسلام اجنبی نہ بنا ہو۔ بلکہ وہاں کے لوگ آج بھی اسلام کو اسی طرح پہچانتے ہوں جیسا کہ اس کو پہچاننے کا حق ہے۔ اور آج بھی انکی زندگی کا مقصد وہی ہو جو صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا مقصد تھا۔ وہ نماز روزے کے ساتھ ساتھ اسلام کے دیگر احکامات کو بھی اپنے سینے سے لگائے رکھتے ہوں اور اس میں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کرتے ہوں۔ اور اس عہد پر اپنی گردنیں کٹانے کا عزم رکھتے ہوں کہ جس طرح صحابہؓ نے اپنا خون بہا کر اسلام کو اجنبیت کی حالت سے نکالا ہم بھی اس کو اجنبیت کی حالت سے

نکال کر اس حالت میں لے آئیں گے جہاں وہ اجنبی تھی رہے گا۔

غربا والی احادیث کی تشریح کرتے ہوئے ابو المحاسن حنفی نے **المعتصر من المختصر** میں غریب کے یہی معنی بیان فرمائے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"الاسلام طرا علی اشیاء لیست من اشکاله فکان بذلک معها غریبا کما یقال لمن نزل علی قوم لایعرفونه انه غریب بینهم" **(المعتصر** من المختصر من مشکل الآثار ج ۲ ص ۲۶۶)

یعنی اسلام کو ایسے حالات سے سابقہ پڑجائے جو اس سے کوئی مناسبت نہ رکھتے ہوں تو اسلام اس صورت میں غریب (اجنبی) ہوجائے گا۔ جیسے کہ اس شخص کے بارے میں کہا جاتا ہے جو ایسے لوگوں کے پاس جا پہنچے جو اس کو نہیں جانتے ہوں تو وہ آنے والا ان کے درمیان غریب (اجنبی) ہوگا۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ بہت سے حضرات اس حدیث کو اپنی سستی اور بزدلی کے لئے آڑ بناتے ہیں۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے دشمنوں سے مقابلہ کی تیاری کرو تو کہتے ہیں کہ اسلام تو ہر دور میں کمزور رہا ہے، اور اس حدیث کو دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ وہ حدیث کے لفظ غریب کو اردو کے غریب کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ جو درست نہیں۔

قَالَ أَبُو عَيَّاشٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ قَالَ وَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الَّذِينَ يَصْلُحُونَ حِينَ يَفْسُدُ النَّاسُ. **(المعجم الاوسط** ج ۵ ص ۱۴۹، ج ۸ ص ۲۰۸)

ترجمہ: حضرت ابو عیاش فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر ابن عبد اللہؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کی ابتداء اجنبیت کی حالت میں ہوئی تھی اور ایک بار پھر اسلام اسی اجنبیت کی حالت میں چلا جائیگا، سو مبارک باد ہے غرباء کو۔ پوچھا کہ یا رسول اللہ

ﷺ غرباء کون ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا وہ لوگ، جو لوگوں کے فساد میں مبتلا ہونے کے وقت ان کی اصلاح کریں گے۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں ان لوگوں کو آپ ﷺ نے مبارک باد دی ہے جو دنیا میں فساد عام ہو جانے کے وقت لوگوں کی اصلاح کریں گے۔ اور لوگوں میں سب سے بڑا فساد یہ ہے کہ وہ اللہ کی سب سے بڑی صفت حاکمیت میں انسانوں کو شریک بنالیں۔ لہٰذا شریعت کی نظر میں اللہ کی حاکمیت اور قانون کی جانب بلانا سب سے بڑی اصلاح کہلائے گی جس کے تحت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا جائے گا۔ یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے بلکہ اس پر قرآن کی آیت کنتم خیر امۃ . الآیہ کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی تفسیر گواہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَحَبُّ شَیْءٍ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَلْغُرَبَاءُ قِیْلَ وَمَنِ الْغُرَبَاءُ قَالَ الْفَرَّارُوْنَ بِدِیْنِھِمْ یَبْعَثُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَعَ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ. ([redacted] ج: ۱ ص: ۲۰ ـ [redacted] ج ۲ ص: ۱۱٦)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمروؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے نزدیک سب سے محبوب لوگ غرباء ہوں گے، پوچھا گیا غرباء کون ہیں؟ فرمایا اپنے دین کو بچانے کے لئے فتنوں سے دور بھاگ جانے والے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کے ساتھ شامل فرمائے گا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّؓ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُوْشِکُ اَنْ یَّکُوْنَ خَیْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ یَتْبَعُ بِھَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ یَفِرُّ بِدِیْنِہٖ مِنَ الْفِتَنِ. ([redacted] ج: ۱ ص: ۱۵) . [redacted] ج ۷ ص ٤٤٨) ([redacted] ج: ۲ ص: ٢٧٦)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایسا وقت قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور دور دراز

کے پہاڑی علاقوں میں دین کو بچانے کی خاطر فتنوں سے بھاگ جائے۔

فائدہ: اس حدیث میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان جگہوں پر آدمی کا ایمان بچانا مشکل ہو جائے گا جہاں پر دجالی ابلیسی تہذیب اور اسکا تجارتی نظام عام ہو۔ کیونکہ اگر یہ وہاں رہے گا تو یقیناً اسکو اس سودی نظام کی حمایت کرنی ہوگی یا کم از کم خاموش رہنا پڑیگا۔ اور یہ خاموش رہنا بھی اس پر راضی رہنے جیسا ہے۔

مبارک باد کے مستحق ہیں وہ نوجوان اور بوڑھے جو اس وقت اپنا ایمان بچانے کے لئے اپنا گھر بار، وطن، دولت اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر پہاڑوں کو اپنا نشیمن بنا چکے ہیں، اور ایک ایسے وقت میں کہ جب ابلیس کے نیو ورلڈ آرڈر نے ہر مسلمان کو سودی کاروبار میں ملوث کر دیا ہے اور اگر کوئی براہ راست ملوث نہیں تو اسکو اس سودی نظام کی ہوا ضرور لگ رہی ہے، ایک ایسے وقت میں کہ جب امت کے سب سے معزز اور شریعت کے محافظ طبقے، علماء کرام کو غیر شرعی فتاویٰ دینے پر مجبور کیا جا رہا ہے، دجالی قوتیں علی الاعلان اپنی حاکمیت اعلیٰ (Sovereignty) کا اعلان کر رہی ہیں، اور صرف اللہ کی حاکمیت کے سامنے سر جھکانے کا وعدہ کرنے والے مسلمان، آج غیر اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کر کے اللہ کے ساتھ کھلا شرک کر رہے ہیں... مفکرین خاموش ہیں، الا ماشاء اللہ، اہل قلم... سوائے چند کے..... یا تو قلم کے تقدس کو فروخت کر چکے یا پھر باطل کی گیدڑ بھبکیوں نے انکے قلم کی سیاہی کو منجمد کر کے رکھ دیا ہے۔ قرآن کریم کی ان آیات کا گلا گھونٹ کر رکھ دیا گیا جو مسلمانوں کو باطل کے سامنے سر اٹھا کر جینا سکھاتی ہیں۔ جس طرف نظر دوڑاؤ مصلحتوں کی چادریں اوڑھے ایسے مسلمان نظر آتے ہیں کہ اگر انکے دور میں دجال آ جائے اور اپنی خدائی کا اعلان کر دے تو شاید یہ مصلحت کی چادر سے باہر نکلنا پسند نہ فرمائیں۔ کیونکہ اس وقت بھی دجال کے ایجنٹ وہی بات کہہ رہے ہیں کہ یا تو ہماری صفوں میں شامل ہو جاؤ یا پھر ہمارے دشمنوں کی... جبکہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث بھی یہی مطالبہ کر رہی ہیں کہ اے مسلمانو! اب وہ وقت آگیا ہے کہ اللہ والی جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ اب درمیان کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

أَنْ يُقَاتِلَ آخِرُ أُمَّتِي الدَّجَّالَ لَا يُبْطِلُهُ جَوْرُ جَائِرٍ وَلَا عَدْلُ عَادِلٍ [redacted] ج ۲ ص۔

۱۸ کتاب السیر ج: ۲ ص: ۱۷۶ ، مسند ابی یعلی ۴۳۱۱ ، سنن البیہقی الکبری)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے جب سے مجھے بھیجا اس وقت سے جہاد جاری ہے اور (اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ) میری امت کی آخری جماعت دجال کے ساتھ قتال کریگی۔ اس جہاد کو نہ تو کسی ظالم کا ظلم ختم کر سکیگا اور نہ کسی انصاف کرنے والے کا انصاف۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَنْ يَبْرَحَ هٰذَا الدِّينُ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ [redacted] ج ۳ ص: ۱۵۲۴)

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا یہ دین باقی رہے گا اسکی حفاظت کیلئے مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک قتال کرتی رہے گی۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَزَالُ الْجِهَادُ حُلْوًا أَخْضَرَ مَا قَطَرَ الْقَطْرُ مِنَ السَّمَاءِ وَتَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُولُ فِيهِ قُرَّاءٌ مِنْهُمْ لَيْسَ هٰذَا زَمَانَ جِهَادٍ فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ الزَّمَانَ فَنِعْمَ زَمَانُ الْجِهَادِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَأَحَدٌ يَقُولُ ذٰلِكَ فَقَالَ نَعَمْ مَنْ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ [1] [redacted] ج ۳ ص۔ ۷۵۱)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک آسمان سے بارش برستی رہے گی تب تک جہاد تر و تازہ رہے گا (یعنی قیامت تک)۔ اور لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب ان میں پڑھے لکھے لوگ بھی یہ کہیں گے کہ یہ

حاشیہ [1]: اس میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم راوی ضعیف ہیں۔

جہاد کا دور نہیں ہے۔ لہٰذا ایسا دور جس کو سنے تو وہ جہاد کا بہترین زمانہ ہوگا۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کیا کوئی (مسلمان) ایسا کہہ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں (ایسا وہ پڑھے لکھے کہیں گے) جن پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی۔

عن الحسن انه قال سياتي على الناس زمان يقولون لا جهاد فاذا كان ذلك فتجاهدوا فان الجهاد افضل. ([redacted] ج:٢ ص:١٧٦)

ترجمہ: حضرت ابورجاء الجزری حضرت حسنؒ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئیگا کہ لوگ کہیں گے کہ اب کوئی جہاد نہیں ہے۔ تو جب ایسا دور آجائے تو تم جہاد کرنا۔ کیونکہ وہ افضل جہاد ہوگا۔

حضرت ابراہیمؒ سے روایت ہے فرمایا انکے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ لوگ کہتے ہیں (اب) کوئی جہاد نہیں ہے۔ تو انھوں نے فرمایا یہ بات شیطان نے پیش کی ہے۔ [redacted]
([redacted] ج:٦ ص:٥-٩٠)

فائدہ: اگرچہ اس حدیث کا مصداق خلافت عثمانیہ ٹوٹنے کے بعد کا دور واضح ہے لیکن اس سے زیادہ واضح دور اور کونسا ہو سکتا جس سے ہم گزر رہے ہیں۔ جاہلوں کا تو کہنا ہی کیا پڑھے لکھے حضرات بھی جہاد کے بارے میں وہی الفاظ استعمال کر رہے ہیں جنکی طرف آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے۔ خصوصاً طالبان کی پسپائی کے بعد تو یوں لگتا ہے جیسے ہوا کا رخ ہی تبدیل ہوگیا ہو۔

سو جہاد کرنے والوں کو کسی کی باتوں یا مخالفتوں اور طعن و تشنیع سے دلبرداشتہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ انکو انکے رسول ﷺ نے پہلے ہی تسلی دیدی ہے کہ ایسے وقت میں جہاد کرنا افضل جہاد ہوگا۔ مجاہدین کو اخلاص اور اللہ کو راضی رکھتے ہوئے اپنے کام میں لگے رہنا چاہئے۔

مسلم ممالک کی اقتصادی ناکہ بندی

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "وہ وقت قریب ہے کہ عراق والوں کے پاس روپے اور غلہ آنے پر پابندی لگادی جائے گی۔ ان سے پوچھا گیا کہ یہ

پابندی کس کی جانب سے ہوگی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ عجمیوں (Non Arabs) کی جانب سے۔ پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب اہل شام پر بھی یہ پابندی لگادی جائے گی۔ پوچھا گیا کہ یہ رکاوٹ کس کی جانب سے ہوگی؟ فرمایا اہل روم (مغرب والوں) کی جانب سے۔ پھر فرمایا رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت میں ایک خلیفہ ہوگا جو لوگوں کو مال لپ بھر بھر کے دیگا اور شمار نہیں کرے گا نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے یقیناً اسلام اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹے گا جس طرح کے ابتداء مدینہ سے ہوئی تھی حتی کہ ایمان صرف مدینہ میں رہ جائے گا پھر آپ نے فرمایا کہ مدینہ سے جب بھی کوئی بے رغبتی کی بنا پر نکل جائے گا تو اللہ اس سے بہتر کو وہاں آباد کر دے گا۔ کچھ لوگ سنیں گے کہ فلاں جگہ پر ارزانی اور باغ وزراعت کی فراوانی ہے تو مدینہ چھوڑ کر وہاں چلے جائیں گے۔ حالانکہ ان کے واسطے مدینہ ہی بہتر تھا کہ وہ اس بات کو جانتے نہیں۔[1] ([redacted] ج ٤ ص ١٥٦)

فائدہ ۱: عراق پر پابندی کی پیشن گوئی مکمل ہو چکی ہے۔ سو اے ایمان والو! اب کس بات کا انتظار ہے؟

ف ۲: مدینہ میں کوئی منافق نہیں رہ سکے گا۔ صرف وہی لوگ وہاں رہ جائیں گے جو اللہ کے دین کی خاطر جان دینے کی ہمت رکھتے ہونگے۔ کیونکہ مسلم شریف میں حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ جب دجال مدینہ کے باہر آئے گا اور اپنا گرز مارے گا تو اس وقت مدینہ کو تین جھٹکے لگیں گے جس سے ڈر کر کمزور ایمان والے مدینے سے نکل کر کفار کے ساتھ مل جائیں گے۔

حضرت ابونضرہ تابعی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی خدمت میں تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ قریب ہے وہ وقت جب اہل شام کے پاس نہ دینار لائے جاسکیں گے اور نہ ہی غلہ۔ ہم نے پوچھا یہ بندش کن لوگوں کی جانب سے ہوگی؟ حضرت جابرؓ نے فرمایا رومیوں کی طرف سے۔ پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر فرمایا حضور ﷺ نے فرمایا: میری آخری امت میں خلیفہ ہوگا جو مال لپ بھر بھر کر دے گا۔ اور شمار نہیں کرے گا ([redacted]: ۲ ص: ۳۹۵)

حاشیہ [1]: اسی مضمون کی روایت مسلم شریف کے طرق سے صحیح ہے۔

حضرت ابو صالح تابعیؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ مصر پر بھی پابندیاں لگائی جائیگی۔ ([redacted] ۲۸۹۔ج ۱، ص ۴۰۳)

عرب کی بحری ناکہ بندی

عَنْ کَعبٍ قَالَ یُوشِکُ اَنْ یَّنزِعَ البَحرُ الشَّرقِیُّ حتیٰ لا یَجرِی فِیہِ سَفِینَۃٌ وحتیٰ لا یَجُوزَ اَھلُ قَریَۃٍ اِلیٰ قَریَۃٍ وَذٰلِکَ عِندَ المَلاحِمِ وذٰلکَ عِندَ خُروجِ المَھدِیِّ [redacted]

ترجمہ: حضرت کعب سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ قریب ہے کہ مشرقی سمندر دور ہوجائیگا اور اس میں کوئی کشتی بھی نہ چل سکے گی، چنانچہ ایک بستی والے دوسری بستی میں نہ جاپائینگے اور یہ جنگ عظیم کے وقت میں ہوگا، اور جنگ عظیم حضرت مہدی کے وقت میں ہوگی۔

فائدہ: مشرقی سمندر سے یہاں بحرِ عرب مراد ہے، دور ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس تک پہنچنا دشوار ہوجائیگا، جسکی وجہ سے وہاں آمدورفت بند ہوجائیگی۔

آپ ذرا دنیا کا نقشہ اٹھائیں اور امریکن بحری بیڑوں کی موجودہ جگہوں کو دیکھیں، تو یہ روایت بہت آسانی سے آپکی سمجھ میں آجائے گی۔ کراچی کے ساحل سے لے کر صومالیہ تک تمام بحری گذرگاہوں پر عالمی کفر کا قبضہ ہے۔ گیارہ ستمبر کے بعد بحرہ ہند اور بحرہ عرب میں آنے جانے والے جہازوں کی چیکنگ بہت سخت کی جارہی ہے۔ خصوصاً پاکستان سے جانے والے جہازوں کی چیکنگ انتہائی سخت ہوتی ہے۔ آئندہ حالات مزید سخت ہونگے جس کی وجہ سے سمندر کے راستے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا بہت مشکل ہوجائے گا۔

دنیا کے نقشہ پر اگر نظر ڈالی جائے تو اس وقت دجالی قوتوں نے مکہ اور مدینہ کی ہر طرف سے ناکہ بندی کررکھی ہے۔ تمام سمندری راستوں پر انکا کنٹرول ہے۔ اسی طرح خشکی کی جانب سے بھی ان دونوں شہروں کو مکمل اپنے گھیرے میں لیا ہوا ہے۔ (دیکھیں نقشہ نمبر ۱)

ایسا محسوس ہوتا ہے گویا دجالی قوتیں حضرت مہدی تک پہنچنے والی رسد و کمک کو ہر طرف سے

روکنا چاہتی ہیں۔ اور ان خاص جگہوں پر اپنا کنٹرول چاہتی ہیں جہاں سے انکی حمایت کے لئے مجاہدین آ سکتے ہیں۔

مدینہ منورہ کا محاصرہ

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں عنقریب مدینہ میں مسلمانوں کا محاصرہ کیا جائیگا یہاں تک کہ آخری مورچہ سلاح میں ہوگا۔ اور سلاح ایک مقام ہے خیبر کے قریب۔ [illegible] باب الملاحم [illegible] ٦٧٧١ [illegible]

فائدہ: خیبر مدینہ منورہ سے ساٹھ میل دور ہے۔ اس وقت امریکی فوجیں مدینہ سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر موجود ہیں۔ (دیکھیں نقشہ ۱)

حضرت محجن ابن ادرعؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (ایک دن) لوگوں سے خطاب کیا چنانچہ تین مرتبہ (یہ) فرمایا یوم الخلاص وما یوم الخلاص یوم الخلاص وما یوم الخلاص۔ کسی نے پوچھا یہ یوم الخلاص کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا دجال آئے گا اور احد کے پہاڑ پر چڑھے گا پھر اپنے دوستوں سے کہے گا کیا اس قصر ابیض (سفید محل) کو دیکھ رہے ہو؟ یہ احمد کی مسجد ہے۔ پھر مدینہ منورہ کی جانب آئے گا تو اس کے ہر راستے پر ہاتھ میں ننگی تلوار لئے ایک فرشتے کو مقرر پائے گا۔ چنانچہ سبخۃ الجرف کی جانب آئے گا اور اپنے خیمے پر ضرب لگائے گا۔ پھر مدینہ منورہ کو تین جھٹکے لگیں گے۔ جسکے نتیجے میں ہر منافق مرد و عورت اور فاسق مرد و عورت مدینے سے نکل کر اسکے ساتھ چلے جائیں گے۔ اس طرح مدینہ (گندگاروں سے) پاک ہو جائے گا۔ اور یہی یوم الخلاص (چھٹکارے یا نجات کا دن) ہے۔ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ امام ذہبی نے اس کی توثیق کی ہے اور علامہ ناصر الدین البانیؒ نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔

[illegible] على الصحيحين ج ٤ ص: ٥٨٦)

فائدہ: دجال جب مسجد نبوی کو دیکھے گا تو اس کو قصر ابیض یعنی سفید محل کہے گا۔ جس وقت نبی کریم ﷺ یہ بات بیان فرما رہے تھے اس وقت مسجد نبوی بالکل سادہ مٹی اور گارے کی بنی ہوئی

حاشیہ ۱۔ ابوداؤد کی روایت کو علامہ البانیؒ نے صحیح کہا ہے اور ابن حبان کی روایت بھی امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

تھی۔ اور اب مسجد نبوی کو اگر دور سے یا کسی اونچی جگہ سے دیکھا جائے تو یہ دیگر عمارتوں کے درمیان بالکل کسی محل کے مانند لگتی ہے۔ مسجد نبوی کی ایک تصویر سیٹلائٹ سے لی گئی ہے جس میں مسجد نبوی بالکل سفید نظر آرہی ہے۔ نیز ایک دوسری روایت جس میں دجال کے وقت میں مدینہ منورہ کے سات دروازوں کا ذکر ہے تو سات دروازوں سے مراد شہر میں داخلے کے سات راستے بھی ہو سکتے ہیں۔ اور اس وقت مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے سات بڑے راستے ہیں۔
(۱) جدہ سے آنے والا (۲) مکہ مکرمہ سے آنے والا (۳) ینبع سے آنے والا۔ (۴) ائیرپورٹ سے شہر میں آنے والا۔ (۵) تبوک سے آنے والا۔ اور باقی دو راستے وہ ہیں جو مضافاتی (Outskirts) علاقوں سے آتے ہیں۔

اہل ایمان کے لئے انتہائی غور و فکر کا مقام ہے۔ (اعوذ باللہ من فتنۃ الدجال)

اہل یمن اور اہل شام کے لئے دعا

عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی یَمَنِنَا قَالُوا وَفِی نَجْدِنَا قال اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا فَاَظُنُّہٗ قال فی الثالثۃ ھُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ۔ [redacted] ١٦٨، مسند احمد ٥٩٨٧)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ ہمارے شام میں برکت عطا فرما اے اللہ ہمارے یمن میں برکت عطا فرما لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے نجد میں بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ ہمارے شام میں برکت عطا فرما اور ہمارے یمن میں بھی۔ لوگوں نے پھر کہا ہمارے نجد میں بھی۔ راوی کا کہنا ہے کہ میرا خیال ہے کہ تیسری بار رسول ﷺ نے فرمایا کہ وہاں زلزلے آئیں گے اور فتنے ہوں گے۔ اور وہاں شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا۔

فائدہ: شام اور یمن کی برکت تو آج بھی صاف نظر آرہی ہے کہ اللہ نے اس آخری معرکہ میں فلسطین و شام اور یمن کے مجاہدین کو جو حصہ عطا کیا ہے وہ آپ کی دعاؤں کا اثر ہے۔ اس وقت دنیائے کفر کو ہلانے والے شام اور یمن کے جانباز ہی زیادہ ہیں۔ اور خود شیخ اسامہ بن لادن

(حفظہ اللہ) کا تعلق بھی یمن ہی سے ہے۔ نجد کا علاقہ ریاض اور اسکے ارد گرد کا علاقہ ہے۔

مختلف علاقوں کی خرابی کا بیان

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ عُمْرَانُ بَیْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ یَثْرِبَ وَخَرَابُ یَثْرِبَ خُرُوجُ الْمَلْحَمَۃِ وخروج الملحمۃ فَتْحُ الْقُسْطَنْطِیْنِیَّۃِ وَفتح القسطنطینیۃ خُرُوجُ الدَّجَّالِ قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ بِیَدِہٖ عَلٰی فَخِذِ الَّذِی حَدَّثَہٗ اَوْ مَنْکِبِہٖ ثُمَّ قَالَ اِنَّ ھٰذَا لَحَقٌّ کَمَا اَنَّکَ قَاعِدٌ ھَاھُنَا اَوْ کَمَا اَنْتَ قَاعِدٌ [redacted] : ۴ ص: ۱۱۰ [redacted] ج: ۵ ص: ۲۴۵ [redacted]

ترجمہ: حضرت معاذ ابن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیت المقدس کا آباد ہونا مدینہ کی خرابی کا باعث ہوگا، اور مدینہ کی خرابی جنگ عظیم کا باعث بنے گی، اور جنگ عظیم فتح قسطنطنیہ کا سبب ہوگی۔ اور فتح قسطنطنیہ دجال کے نکلنے کا سبب بنے گی۔ حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ پھر نبی ﷺ نے حدیث بیان کرنے والے (یعنی حضرت معاذؓ) کی ران یا کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہ سب اسی طرح حقیقت ہے جس طرح تم یہاں ہو یا بیٹھے ہو یا (یہ فرمایا) جیسے تم بیٹھے ہو۔

فائدہ: شہروں کی خرابی کے حوالے سے جو احادیث آئی ہیں ان میں لفظ ''خراب'' استعمال ہوا ہے۔ جو ہر قسم کے نقصان، مکمل ہو یا جزوی، سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسلئے ہم نے اس کا ترجمہ خراب سے ہی کیا ہے۔ کیونکہ حدیث میں بیان کردہ ہر ملک کا نقصان ایک دوسرے سے مختلف ہے۔

بیت المقدس کی آبادی سے مراد یہودیوں کا وہاں قوت پکڑنا ہے۔ بیت المقدس پر اسرائیلی قبضہ کے بعد یہودیوں کی ناپاک نظریں مدینہ منورہ پر لگی ہوئی ہیں۔ جنگ خلیج کے وقت امریکی فوجوں کا جزیرۃ العرب میں آنا درحقیقت وہ اسی منصوبہ کا حصہ ہے جسکی نشاندہی آپ ﷺ نے فرمائی

حاشیہ ل ابوداؤد کی روایت کو علامہ البانی نے حسن کہا ہے۔

ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اہلِ ایمان یہودیوں کی اس سازش کو سمجھ گئے اور اللہ والوں نے امریکہ کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا اس طرح اس وقت سے شروع ہونے والی کفر و اسلام کی جنگ اب تیزی کے ساتھ فیصلہ کن مرحلے کی جانب بڑھ رہی ہے۔

عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ اَلْجَزِيْرَةُ آمِنَةٌ مِنَ الْخَرَابِ حَتّٰى تَخْرَبَ مِصْرُ وَلَا تَكُوْنُ الْمَلْحَمَةُ الْكُبْرٰى حَتّٰى تَخْرَبَ الْكُوْفَةُ فَاِذَا كَانَتِ الْمَلْحَمَةُ الْكُبْرٰى فُتِحَتِ الْقُسْطَنْطِيْنِيَّةُ عَلٰى يَدِ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ وَخَرَابُ الْاَنْدَلُسِ وَخَرَابُ الْجَزِيْرَةِ مِنْ سَنَابِكِ الْخَيْلِ وَاخْتِلَافِ الْجُيُوْشِ فِيْهَا وَخَرَابُ الْعِرَاقِ مِنْ قِبَلِ الْجُوْعِ وَالسَّيْفِ وَخَرَابُ اَرْمِيْنِيَّةَ مِنْ قِبَلِ الرَّجْفِ وَالصَّوَاعِقِ وَخَرَابُ الْكُوْفَةِ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ وَخَرَابُ الْبَصْرَةِ مِنْ قِبَلِ الْغَرَقِ وَخَرَابُ اُبُلَّةَ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ وَخَرَابُ الرَّيِّ مِنْ قِبَلِ الدَّيْلَمِ وَخَرَابُ خُرَاسَانَ مِنْ قِبَلِ تِبَّتَ وَخَرَابُ تِبَّتَ مِنْ قِبَلِ السِّنْدِ وَخَرَابُ السِّنْدِ مِنْ قِبَلِ الْهِنْدِ وَخَرَابُ الْيَمَنِ مِنْ قِبَلِ الْجَرَادِ وَالسُّلْطَانِ وَخَرَابُ مَكَّةَ مِنْ قِبَلِ الْحَبَشَةِ وَخَرَابُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ قِبَلِ الْجُوْعِ۔ ([redacted] ج: ۱ ص: ۸۸۵)

ترجمہ: حضرت وہب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ جزیرۃ العرب اس وقت تک خراب نہ ہوگا جب تک مصر خراب نہ ہو جائے، اور جنگِ عظیم اس وقت تک نہ ہوگی جب تک کوفہ خراب نہ ہو جائے، اور جب جنگِ عظیم ہوگی تو قسطنطنیہ بنی ہاشم کے ایک شخص کے ہاتھوں فتح ہوگا۔ اور اندلس اور جزیرۃ العرب کی خرابی گھوڑوں کی ٹاپوں اور لشکروں کے اختلاف کی وجہ سے ہوگی اور عراق کی خرابی بھوک اور تلوار کی وجہ سے ہوگی، اور آرمینیا کی خرابی زلزلے اور کڑک سے ہوگی، اور کوفہ کی خرابی دشمن کی وجہ سے ہوگی اور بصرہ کی خرابی ڈوبنے کی وجہ سے ہوگی، اور ابلہ کی خرابی دشمن کی وجہ سے ہوگی، اور ری کی خرابی دیلم کی وجہ سے ہوگی اور خراسان کی خرابی تبت کی وجہ سے ہوگی اور تبت کی خرابی سندھ کی وجہ سے ہوگی، اور سندھ کی خرابی ہندستان کی وجہ سے ہوگی، اور یمن کی خرابی ٹڈیوں اور بادشاہ کی وجہ سے ہوگی، اور مکہ کی خرابی حبشہ کی وجہ سے ہوگی، اور مدینہ کی خرابی بھوک کی وجہ سے ہوگی۔

حاشیہ: قوله عبد المنعم بن ادریس ترکه غیر واحد وادریس بن سنان ابو عبد المنعم ترکه الدارقطنی وضعفه ابن عدی

حضرت کعب فرماتے ہیں جزیرۃ العرب خرابی سے محفوظ رہے گا جب تک کہ آرمینیا خراب نہ ہو جائے۔ اور مصر خرابی سے محفوظ رہے گا جب تک جزیرۃ العرب نہ خراب ہو جائے۔ اور کوفہ خرابی سے محفوظ رہے گا جب تک کہ مصر خراب نہ ہو جائے، اور جنگ عظیم اس وقت تک نہیں چھڑے گی جب تک کوفہ خراب نہ ہو جائے۔ اور دجال اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک کفر کا شہر فتح نہ ہو جائے۔[1] ([redacted] ج ۴: ص: ۵۰۹)

حضرت ثور بن غیلانؒ حضرت عبداللہ بن صامتؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد عبداللہ کے ساتھ مسجد سے باہر آئے تو عبداللہ نے فرمایا "خطوں میں زیادہ جلد خراب ہونے والے خطے، بصرہ اور مصر ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ان کو کیا چیز خراب کر سکتی ہے حالانکہ وہاں تو بڑے معزز اور مالدار لوگ موجود ہیں۔ تو انھوں نے جواب دیا خونریز قتل عام اور انتہائی بھوک۔ (یہ بات میں ایسے کہہ رہا ہوں) گویا میں بصرہ میں ہوں اور بصرہ گویا بیٹھا ہوا شتر مرغ ہو۔ رہا مصر تو دریائے نیل خشک ہو جائیگا اور یہی مصر کی خرابی کا سبب ہوگا۔ [redacted] ج ۴: ص: ۹۰۷)

حضرت ابو عثمان النہدی کہتے ہیں کہ میں جریر ابن عبداللہ کے ساتھ قطربل میں تھا تو انھوں نے پوچھا اس بستی کا کیا نام ہے؟ میں نے کہا قطربل۔ ابو عثمان کہتے ہیں پھر جریر بن عبداللہ نے دجیل کی جانب اشارہ کیا (پوچھا اسکا کیا نام ہے) ابو عثمان کہتے ہیں میں نے کہا دجیل۔ کہتے ہیں پھر انھوں نے دجلہ کی جانب اشارہ کیا۔ میں نے کہا وہ دجلہ ہے۔ وہ کہتے ہیں پھر انھوں نے الصراۃ کی طرف اشارہ کیا میں نے کہا اس کو الصراۃ کہتے ہیں۔ وہ (جریر ابن عبداللہؓ) فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دجلہ اور دجیل اور قطربل اور الصراۃ کے درمیان ایک شہر بنایا جائے گا جس میں دنیا کی دولت و خزانے اور دنیا کے جابر لوگ جمع کئے جائیں گے۔ دل شہر دھنس جائیں گے تو یہ شہر لوہے کی کیل سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ زمین میں دھنس جانے والا ہے۔ [redacted] ج:۸ ص:۳۰)

حاشیہ[1]: منقطع وہو (تعلیق الذہبی فی التلخیص)

فائدہ: ذوخیل بغداد اور تکریت کے درمیان سامرا شہر کے قریب ہے۔

عن اسحاق بن ابی یحییٰ الکعبی عن الاوزاعی قال اذا دخل اصحابُ الرّایات الصُّفرِ مصرَ فلْیحفِرْ اهلُ الشّامِ اسرَاباً تحتَ الأرْضِ ۱ [redacted]

ترجمہ: حضرت اسحٰق ابن ابی یحیی الکعبی حضرت اوزاعی سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ جب پیلے جھنڈوں والے مصر میں داخل ہوجائیں تو اہل شام کو زمین دوز سرنگیں کھود لینی چاہئیں۔

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے انھوں نے مصر والوں سے فرمایا جب تمہارے پاس مغرب سے عبداللہ ابن عبدالرحمن آئے گا تو تم اور وہ قنطرہ سے قتال کرو گے جسکے نتیجے میں تمہارے درمیان ستر ہزار مقتول ہونگے، اور تمھیں سرزمین مصر اور شام کی ایک ایک بستی سے ضرور نکال دینگے، اور عربی عورت دمشق کے راستے پر پچیس درہم میں بیچی جائے گی، پھر وہ حمص میں داخل ہونگے وہاں وہ اٹھارہ مہینے ٹھہریں گے، اور وہاں مال و دولت تقسیم کریں گے، نیز وہاں مردوں اور عورتوں کو قتل کرینگے۔ پھر انکے خلاف ایک شرقی شخص نکلے گا تو وہ ان سے جنگ کریگا اور ان کو شکست دیدیگا، یہاں تک کہ ان کو مصر میں داخل کردیگا۔ [redacted] ج ۱ ص: ۲٦٧)

عن سعید بن سنان عن الاشیاخ قال تکونُ بحمصَ صَیْحَةٌ فلْیلْبثْ احدُکم فی بَیْتِه فلا یخْرُجْ ثلاثَ ساعاتٍ. به شیوخ سعید وهم مجهولون۔ ۲ [redacted]

[redacted] ج ۱ ص: ٤١٤)

ترجمہ: سعید بن سنان نے شیوخ سے روایت کی ہے فرمایا (شام کے شہر) حمص میں ایک چیخ ہوگی سو (اس وقت) ہر ایک اپنے گھر میں رکا رہے، تین گھنٹے تک نہ نکلے۔

فائدہ: ان تمام روایات میں واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ مسلمان دشمن کو دیکھ کر خواب غفلت میں نہ پڑے رہیں، اور ایک مسلم ملک کو پٹتا ہوا دیکھ کر دوسرے مسلمان یہ نہ کہیں کہ ہماری باری نہیں آئیگی، بلکہ پہلے سے ہی دشمن کے مقابلے کے لئے تیاری شروع کردیں۔

حاشیہ ۱: ضعیف ہے۔ حاشیہ ۲: اس میں سعید کے شیوخ مجہول ہیں۔

عن كعبٌ قال إذا رأيت الرايات الصفر نزلت الإسكندرية ثم نزلوا سُرّة الشام فعند ذلك يُخسف بقرية من قرى دمشق يقال لها حرستا [redacted] ج:١ ص:٢٧٢)

ترجمہ: حضرت کعب سے روایت ہے انھوں نے فرمایا جب تم دیکھو کہ پیلے جھنڈے اسکندریہ میں آچکے ہیں پھر وسط شام میں اتر آئیں تو اس وقت دمشق کی بستیوں میں سے ایک بستی، جس کا نام حرستا ہے دھنس جائے گی۔

فائدہ: حرستا دمشق سے قریب حمص کے راستے میں ہے۔

عراق پر قبضے کی پیشن گوئی

عن عبداللهٍ بن عمروٌ قال يوشك بنو قنطوراء أن يخرجوكم من أرض العراق قلت ثم نعود قال أنت تشتهي ذاك قلت أجل قال نعم ويكون لهم سلوة من عيش [redacted] ج: ٢ ص: ٦٧٩)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عمروؓ سے روایت ہے کہ وہ وقت قریب ہے جب بنو قنطوراء (اہل مغرب) تمہیں عراق سے نکال دیں۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے پوچھا (کیا عراق سے نکلنے کے بعد) پھر ہم دوبارہ (عراق) واپس آسکیں گے؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا آپ ایسا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا ضرور (میں ایسا چاہتا ہوں) انھوں نے فرمایا ہاں (وہ واپس عراق لوٹ کر آئیں گے)۔ اور ان کے لئے (عراق میں) خوشحالی اور آسودگی کی زندگی ہوگی۔

شام اور یمن کے بارے میں دیگر روایات

عن عبد السلام بن مسلمة سمع أبا قبيل يقول إن صاحب المغرب وبني مروان وقضاعة تجتمع على الرايات السود في بطن الشام [redacted] ج: ١ ص: ٢٦٧)

ترجمہ: حضرت عبدالسلام ابن مسلمہ سے روایت ہے انھوں نے ابوقبیل کو یہ فرماتے ہوئے

سنا کہ مغرب والا، بنی مروان اور قضاعہ اور دوسرے شام میں کالے جھنڈوں کے پیچھے جمع ہو گئے۔

عن كعب قال إن الله تعالى يمدّ أهل الشام إذا قاتلهم الروم في الملاحم بقطعتين قطعة سبعين ألفا وقطعة ثمانين ألفا من أهل اليمن حمائل سيوفهم المسد يقولون نحن عباد الله حقا حقا نقاتل أعداء الله ورفع الله عنهم الطاعون والأوجاع والأوصاب حتى لا يكون بلد أبرأ من الشام ويكون ما كان في الشام من تلك الأوجاع والطاعون في غيرها (ا[redacted] ج: ۲ ص: ٤٦٩)

ترجمہ: حضرت کعب سے روایت ہے انھوں نے فرمایا جب رومی جنگ عظیم (ملاحم) میں اہل شام سے جنگ کریں گے تو اللہ تعالیٰ دو لشکروں کے ذریعے ان (اہل شام) کی مدد فرمائے گا، ایک مرتبہ ستر ہزار سے اور دوسری مرتبہ اسی ہزار اہل یمن کے ذریعے، جو اپنی بند تلواریں (یعنی بالکل بیک اصطلاح سے مراد نیام والی ہے) لٹکائے ہوئے آئیں گے۔ وہ کہتے ہوں گے کہ ہم سچے اللہ کے بندے ہیں۔ ہم اللہ کے دشمنوں سے قتال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے طاعون، ہر قسم کی تکلیف (بیماری وغیرہ) اور تھکاوٹ کو اٹھالیں گے۔ حتیٰ کہ شام سے زیادہ کوئی ملک (ان بیماریوں سے) محفوظ نہیں ہوگا اور شام میں جو تکالیف اور طاعون ہوگا وہ شام کے علاوہ (ملکوں) میں بھی ہوگا۔ (یعنی طاعون اور دیگر بیماریاں تمام جگہوں پر ہوں گی لیکن شام میں سب سے کم ہوں گی، اور مجاہدین کو تو اللہ بالکل ہی ان تمام آفتوں سے محفوظ فرمائے گا)۔

اسی روایت میں ہے "حضرت کعبؓ نے فرمایا مغرب میں بھیڑ کی مدت حمل کے برابر ایک بادشاہ ہوگا جو اہل شام کے مقابلے کے لئے جہاز تیار کرے گا، چنانچہ جب بھی وہ جہاز تیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ (ان کو تباہ کرنے کے لئے) تیز ہوا کو بھیج دیگا یہاں تک کہ اللہ ان (جہازوں) کو نکلنے کی اجازت دیگا تو وہ "عکا" اور "نہر" کے درمیان لنگر انداز ہو گئے۔ پھر ہر لشکر دوسرے کی مدد کریگا۔ (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے حضرت کعبؓ سے پوچھا کہ وہ نہر کون سی ہے؟ (جہاں اہل مغرب آکر لنگر انداز ہو گئے) انھوں نے فرمایا دریائے ارنط (یعنی) نہر حمص، اور عراقہ" اقرع اور معیصہ کے درمیان کا علاقہ ہے۔ [redacted] ج: ۲ ص: ٤٦٩)

حاشیہ ؎ اس میں بقیہ ابن الولید راوی مدلس ہیں اور یہاں عن سے روایت کی ہے چنانچہ روایت ضعیف ہے۔

دریائے فرات (Euphrates) پر جنگ

عن ابی ھریرةؓ قال قال رسولُ اللہ ﷺ یُوشِکُ الفراتُ انْ یَحْسِرَ عن کَنْزٍ مِنْ ذَھَبٍ فَمَنْ حَضَرَہُ فلا یَاْخُذْ مِنْہُ. [redacted] ج٦ ص: ٢٦٠٥ [redacted] ج٤ ص: ٦٩٨)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب دریائے فرات سے سونے کا خزانہ نکلے گا۔ لہٰذا جو بھی اس وقت موجود ہو اس میں سے کچھ نہ لے۔

فائدہ: نبی کریم ﷺ نے مال کو اس امت کے لئے فتنہ قرار دیا ہے۔ فرمایا ان لکل امة فتنة وان فتنة امتی المال[1] ہر امت کے لئے کوئی چیز فتنہ ہوتی ہے اور بیشک میری امت کے لئے فتنہ مال ہے اور فتنے سے دور رہنا ہی فتنے سے بچنے کا سبب ہوتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے اس مال سے دور رہنے کا حکم فرمایا۔ اس حدیث میں نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو اللہ کے احکامات کو بھلا کر دولت اکٹھی کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی، جب تک فرات سے سونے کا پہاڑ نہ نکلے لوگ اس پر جنگ کریں گے اور ہر سو میں سے ننانوے مارے جائیں گے ہر ایک بچنے والا یہی سمجھے گا کہ شاید میں ہی اکیلا بچا ہوں [redacted] ج٤ ص: ٢٢١٩)

فائدہ: دریائے فرات کے کنارے واقع "فلوجہ" کے لئے اتحادی فوجوں اور مجاہدین کے درمیان خونریز جنگ ہوئی ہے۔ اور جھڑپیں ابھی بھی جاری ہیں۔ البتہ اس بات کا علم نہیں کہ کیا وہاں سونے کے پہاڑ کے بارے میں کافروں کو علم ہے یا نہیں؟ یا پھر یہاں سونے کے پہاڑ سے کچھ اور مراد ہے۔ واللہ اعلم

عن ثوبانؓ قالَ قالَ رسولُ اللہ ﷺ یَقْتَتِلُ عِندَ کَنْزِکُمْ ثلاثةٌ کُلُّھُم ابنُ خلیفةٍ ثُمَّ لا یَصِیرُ اِلیٰ واحِدٍ مِنھُم ثُمَّ تَطْلُعُ الرایاتُ السُّودُ مِن قِبَلِ المَشْرِقِ فَیُقَاتِلُونَکُم

حاشیہ ١: الآحاد والمثانی ج٤ ص: ٤٦٢

قِتَالاً لَمْ يُقَاتِلْهُ قَوْمٌ ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئاً فَقَالَ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْواً عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللهِ الْمَهْدِيُّ. هذا حديث صحيح على شرط الشيخين. ووافقه الذهبي [redacted] ج: ٤ ص: ٥١٠ ـ [redacted] ج:٢ ص: ١٣٦٧)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا ”تمہارے خزانے کے پاس تین شخص جنگ کرینگے یہ تینوں خلیفہ کے لڑکے ہونگے پھر بھی یہ خزانہ ان میں سے کسی کی طرف منتقل نہیں ہوگا اسکے بعد مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے نمودار ہونگے اور وہ تم سے اس شدت کیساتھ جنگ کرینگے کہ اس سے پہلے کسی قوم نے اس شدت کے ساتھ جنگ نہ کی ہوگی۔ (راوی کہتے ہیں پھر آپ ﷺ نے کوئی بات فرمائی جو ہم نہ سمجھ سکے) ابن ماجہ کی روایت میں اس جملے کی تصریح ان الفاظ میں ہے ”پھر اللہ کے خلیفہ مہدی کا خروج ہوگا پھر فرمایا کہ جب تم لوگ انہیں دیکھنا تو ان سے بیعت کر لینا اگر چہ اس بیعت کے لئے تمہیں برف پر گھسٹ کر آنا پڑے وہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہونگے۔ یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور امام ذہبی نے اس کی توثیق کی ہے۔

فائدہ: اس خزانے سے مراد یا تو وہی فرات والا خزانہ ہے یا وہ خزانہ ہے جو کعبہ میں دفن ہے اور جس کو حضرت مہدی نکالینگے۔ یہاں وہ فریق پہلے سے اس خزانے کے لئے جنگ کر رہے ہونگے۔ پھر مشرق سے کالے جھنڈے والے آجائینگے۔ جو اسلام کی طلب میں آئیں گے۔ اس کا بیان آگے آئے گا۔

عَنْ أَبِي الزَّعْرَاءِ قَالَ ذُكِرَ الدَّجَّالُ عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ تَفْتَرِقُ النَّاسُ عِنْدَ خُرُوجِهِ ثَلَاثَ فِرَقٍ فِرْقَةٌ تَتْبَعُهُ وَفِرْقَةٌ تَلْحَقُ بِأَهْلِهَا مَنَابِتَ الشِّيحِ وَفِرْقَةٌ تَأْخُذُ شَطَّ هَذَا الْفُرَاتِ يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُونَهُ حَتَّى يَقْتُلُونَ بِغَرْبِيِّ الشَّامِ فَيَبْعَثُونَ طَلِيعَتَهُمْ فِيهِمْ فَرَسٌ أَشْقَرُ أَوْ أَبْلَقُ فَيَقْتَتِلُونَ فَلَا يَرْجِعُ مِنْهُمْ أَحَدٌ [redacted] على الصحيحين ج: ٤ ص: ٥٢٦ـ)

ترجمہ: حضرت ابو زاعرا فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے سامنے دجال کا ذکر ہوا تو فرمانے لگے کہ دجال کے وقت لوگ تین جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک جماعت اس

کے ساتھ ہو جائے گی، اور ایک جماعت گھر کے بڑے کا قائم مقام بن کر اپنے گھروں میں بیٹھ جائے گی اور ایک جماعت اس فرات کے کنارے ڈٹ جائے گی۔ دجال ان سے جنگ کرے گا اور یہ دجال سے جنگ کریں گے۔ (لڑتے لڑتے آگے بڑھتے جائیں گے) یہاں تک کہ مغربی شام میں جنگ کریں گے۔ پھر (ریکی کے لئے) ایک دستہ بھیجیں گے جس میں چتکبرے یا بھورے رنگ کے گھوڑے ہوں گے، یہ (وہاں) جنگ کریں گے۔ چنانچہ ان میں سے کوئی بھی واپس نہیں آئے گا۔

فائدہ: امام ذہبی نے اس روایت سے اتفاق کیا ہے۔

دریائے فرات اور موجودہ صورت حال

دیکھو! قافلہ چھوٹ نہ جائے:

تاریخ میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں جن کو اس وقت کوئی خاص اہمیت نہیں دی گئی جب وہ رونما ہو رہے تھے، البتہ بعد میں پتہ چل کر لگے وہ دور رس اثرات کے بارے میں لوگوں کو علم ہوا۔ اس دور میں بھی ہمارے سامنے دل دہلا دینے والے اور ذہنوں کو جھنجوڑ دینے والے حادثات رونما ہو رہے ہیں، زمانہ قیامت کی چال چل رہا ہے، واقعات چیخ چیخ کر غور و فکر کی دعوت دے رہے ہیں۔ لیکن غفلت کے صحراؤں میں بھٹکنے والے نہ معلوم کب تک بھٹکتے رہیں گے۔ نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ احادیث پر عمل کرنا تو دور کی بات آج اکثر مسلمان ان میں غور کرنے کی بھی تکلیف گوارا نہیں کر رہے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خود کو اس وقت کے لئے تیار کرو جب جہاد ہی ایمان کا معیار ہوگا، جو جہاد سے پیچھے رہے گا اس کا ایمان معتبر نہیں ہوگا، تو کہتے ہیں کہ ابھی وہ وقت بہت دور ہے۔ حالانکہ حقیقت میں وہ اپنی بزدلی اور دنیا کی محبت کی وجہ سے جہاد کی تیاری نہیں کرتے۔ کیونکہ اگر وہ اپنے کہنے میں سچے ہوتے تو کچھ تو تیاری کرتے۔ نیز ان حالات میں تو غور و فکر کرتے جو اس وقت ان علاقوں میں رونما ہو رہے ہیں جن کے بارے میں احادیث میں بہت کچھ بیان کیا گیا ہے۔

دریائے فرات کے بارے میں کافی احادیث آئی ہیں ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جیسے ہی فرات کے کنارے فلوجہ میں جنگ شروع ہوئی تھی تو ایمان والوں کو فکر لاحق ہونی چاہئے تھی لیکن لگتا یوں

ہے کہ مسلمان بھی کفری ٹی وی (مغربی میڈیا) سے واقعات کو دیکھتے ہیں۔

فرات کے کنارے فلوجہ میں گھمسان کی جنگ بھی لڑی گئی، اور مشرق سے کالے جھنڈے والے بھی وہاں لڑ رہے ہیں اور اس انداز میں لڑ رہے ہیں کہ اس سے پہلے کوئی نہیں لڑا۔ اگرچہ ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ یہ وہی لشکر ہے جس کا ذکر اوپر والی حدیث میں آیا ہے، ممکن ہے حدیث والا لشکر بعد میں پہنچے۔ البتہ جو دو باتیں ہم نے بیان کی ہیں وہ ساری دنیا جانتی ہے کہ حقیقت ہیں۔ جنگ بھی فرات کے کنارے ہے اور کالے جھنڈے والے القاعدہ کے مجاہدین کی بڑی تعداد جو وہاں لڑ رہی ہے وہ سب وہی عرب مجاہدین ہیں جو طالبان کی پسپائی کے بعد مشرق (افغانستان) ہی سے عرب ممالک واپس گئے ہیں۔ اب مزید تحقیق کرنا علماء کرام کا کام ہے کہ مسئلہ بہت اہم ہے اور میڈیا پر کفریہ طاقتوں کا قبضہ ہے۔

ایمان والوں سے گذارش یہ ہے کہ حالات کو احادیث کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں، ابھی سے اپنے آپ کو جہاد کے لئے تیار کرلیں، اگر دل میں ایمان ہے اور ایمان ہی کی حالت میں اللہ سے ملنا چاہتے ہیں۔ ورنہ یہ حقیقت ذہن نشین رہے کہ حضرت مہدی آکر کفار سے قتال کریں گے اس وقت تربیت کا موقع نہیں ملے گا، وہی انکے ساتھ جا پائے گا جو پہلے سے جہاد کی تیاری کئے ہوگا۔ ابھی وقت ہے بیدار ہونے کا ورنہ ایسا نہ ہو کہ نامعلوم منزلوں کی جانب سفر جاری رہے اور جب ہوش آئے تو قافلہ چھوٹ چکا ہو۔

خروجِ مہدی کی نشانیاں

حج کے موقع پر منیٰ میں قتلِ عام

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ تَجَاذَبُ الْقَبَائِلُ وَتَغَادَرُ فَيُنْهَبُ الْحَاجُّ فَتَكُونُ مَلْحَمَةٌ بِمِنًى يَكْثُرُ فِيهَا الْقَتْلَى وَيَسِيلُ فِيهَا الدِّمَاءُ حَتَّى تَسِيلَ دِمَاؤُهُمْ عَلَى عَقَبَةِ الْجَمْرَةِ وَحَتَّى يَهْرُبَ صَاحِبُهُمْ

فَيَأْتِي بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَيُبَايِعُ وَهُوَ كَارِهٌ يُقَالُ لَهُ إِنْ أَبَيْتَ ضَرَبْنَا عُنُقَكَ يُبَايِعُهُ مِثْلُ عِدَّةِ أَهْلِ بَدْرٍ يَرْضَى عَنْهُمْ سَاكِنُ السَّمَاءِ وَسَاكِنُ الْأَرْضِ ۔ [1]

([illegible]لی الصحیحین ج:۴ ص:۵۴۹)

ترجمہ: حضرت عمرو ابن شعیب نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذی قعدہ کے مہینے میں قبائل کے درمیان کشمکش اور معاہدہ شکنی ہوگی چنانچہ حاجیوں کو لوٹا جائے گا اور منیٰ میں جنگ ہوگی۔ بہت زیادہ قتل عام اور خون خرابہ ہوگا یہاں تک کہ عقبہ جمرہ پر بھی خون بہ رہا ہوگا۔ نوبت یہاں تک آئے گی کہ حرم والا (حضرت مہدی) بھی بھاگ جائیں گے اور (بھاگ کر) وہ رکن اور مقامِ ابراہیم کے درمیان آئینگے اور انکے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی۔ اگر چہ وہ (حضرت مہدی) اسکو پسند نہیں کر رہے ہونگے۔ ان سے کہا جائے گا کہ اگر آپ نے بیعت لینے سے انکار کیا تو ہم آپکی گردن اڑا دینگے۔ پھر بیعت کرینگے بیعت کرنے والوں کی تعداد اہلِ بدر کے برابر ہوگی۔ ان (بیعت کرنے والوں) سے زمین و آسمان والے خوش ہونگے۔

مستدرک کی ہی دوسری روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمروؓ فرماتے ہیں کہ جب لوگ بھاگے بھاگے حضرت مہدی کے پاس آئیں گے تو اس وقت حضرت مہدی کعبہ سے لپٹے ہوئے رو رہے ہونگے۔ (حضرت عبداللہ ابن عمروؓ فرماتے ہیں) گویا میں ان کے آنسو دیکھ رہا ہوں۔ چنانچہ لوگ (حضرت مہدی سے کہیں گے) آیئے ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ وہ (حضرت مہدی) کہیں گے افسوس! تم کتنے ہی معاہدوں کو توڑ چکے ہو اور کس قدر خون خرابہ کر چکے ہو! اسکے بعد نہ چاہتے ہوئے بھی وہ بیعت کرینگے۔ (حضرت عبداللہ ابن عمروؓ) فرمایا (اے لوگو!) جب تم انھیں پالو تو تم ان کے ہاتھ پر بیعت کر لینا کیونکہ وہ دنیا میں بھی "مہدی" ہیں اور آسمان میں بھی "مہدی" ہیں"۔

حاشیہ [1]: اس روایت کی سند منقطع ہے (تعلیق الذہبی فی التلخیص)

فائدہ۱: اس حدیث میں مکّی میں خون خرابے کا ذکر ہے۔ اتنا بڑا واقعہ اچانک تو رونما نہیں ہوگا بلکہ باطل قوتیں اسکے لئے پہلے سے ہی تیاریاں کر رہی ہونگی۔

فائدہ۲: حضرت مہدی کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کی تعداد جنگ بدر کے مجاہدین کے برابر یعنی تین سو تیرہ ہوگی۔ نعیم ابن حماد نے اپنی کتاب "الفتن" میں اس کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے:

امام زہری فرماتے ہیں کہ اس سال (حضرت مہدی کے سال) دو اعلان کرنے والے اعلان کریں گے۔ آسمان سے اعلان کرنے والا اعلان کرے گا اے لوگو! تمہارا امیر فلاں شخص ہے۔ اور زمین سے اعلان کرنے والا اعلان کریگا۔ اس (اعلان کرنے والے) نے جھوٹ کہا۔ چنانچہ نیچے والے اعلان کرنے والے لڑائی کریں گے یہاں تک کہ درختوں کے تنے خون سے سرخ ہوجائیں گے۔ اور اس دن جس کے بارے میں عبداللہ ابن عمروؓ نے فرمایا یہ وہ لشکر ہے جس کو زینوں والا لشکر (جیش البراذع) کہا جاتا ہے۔ وہ (اپنے گھوڑوں کی) زینوں کو پھاڑ کر ڈھال بنالیں گے۔ چنانچہ (جب کافروں اور مسلمانوں کے درمیان لڑائی ہوگی تو) اس دن آسمان سے آنے والی آواز کا ساتھ دینے والوں میں سے صرف اہل بدر کی تعداد کے برابر تین سو تیرہ مسلمان بچیں گے۔ اسی طرح ان (مسلمانوں) کی مدد کی جائیگی۔ پھر یہ اپنے ساتھی کے پاس آئیں گے۔[1]

حضرت علیؓ فرماتے ہیں مدینہ کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا۔ وہ آل بیت کو قتل کریں گے۔ تو مہدی اور بعض مدینے سے بھاگ جائیں گے۔ (منتخب کنز العمال ص۳۳ ج ٦)

رمضان میں آواز کا ہونا

عن فیروز الدیلمی قال قال رسول اللہ ﷺ یکون فی رمضان صوت قالوا یا رسول اللہ فی اوّلہ او فی وسطہ او فی آخرہ قال لا بل فی النصف من رمضان اذا

---

[1] یہ ضعیف ہے۔ لیکن نعیم بن حماد نے ہی حضرت کی روایت دوسری سند سے بیان کی ہے جس میں کوئی نقص نہیں ہے۔

وَتَعَوَّذَ بِالسُّجُودِ وَجَهَرَ بِالتَّكْبِيرِ لِلّٰهِ ثُمَّ يَتْبَعُهُ صَوْتٌ آخَرُ فَالصَّوْتُ الْأَوَّلُ صَوْتُ جِبْرِيلَ وَالثَّانِي صَوْتُ الشَّيْطَانِ، فَالصَّوْتُ فِي رَمَضَانَ وَالْمَعْمَعَةُ فِي شَوَّالٍ وَيُمَيِّزُ الْقَبَائِلَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَيُغَارُ عَلَى الْحَاجِّ فِي ذِي الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمِ وَأَمَّا الْمُحَرَّمُ أَوَّلُهُ بَلَاءٌ عَلَى أُمَّتِي وَآخِرُهُ فَرَجٌ لِأُمَّتِي. اَلرَّاحِلَةُ بِقَتَبِهَا يَنْجُو عَلَيْهَا الْمُؤْمِنُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ دَسْكَرَةٍ تُغِلُّ مِائَةَ أَلْفٍ. (المعجم الكبير ج:۱۸ ص:۳۳۲)

ترجمہ: حضرت فیروز دیلمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان میں ایک زبردست آواز آئیگی۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ آواز رمضان کے شروع میں ہوگی یا درمیان میں یا آخر میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نصف رمضان میں۔ جب نصف رمضان میں جمعہ کی رات ہوگی تو آسمان سے ایک آواز آئے گی، جس سے ستر ہزار لوگ بے ہوش ہو جائینگے، اور ستر ہزار بہرے ہو جائینگے۔ صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ تو آپ کی امت میں سے اس آواز سے محفوظ کون رہیگا؟ فرمایا جو (اس وقت) اپنے گھروں میں رہے اور سجدوں میں گر کر پناہ مانگے، اور زور زور سے تکبیریں کہے۔ پھر اسکے بعد ایک اور آواز آئیگی۔ پہلی آواز جبرئیل کی ہوگی اور دوسری آواز شیطان کی ہوگی۔

(واقعات کی ترتیب یہ ہے کہ) آواز رمضان میں ہوگی۔ اور معمعہ[1] شوال میں ہوگی۔ اور ذی قعدہ میں قبائل عرب بغاوت کرینگے اور ذی الحجہ میں حاجیوں کو لوٹا جائے گا۔ رہا محرم کا مہینہ تو محرم کا ابتدائی حصہ میری امت کے لئے آزمائش ہے اور اسکا آخری حصہ میری امت کے لئے نجات ہے۔ اس دن وہ سواری مع کجاوے کے جس پر سوار ہوکر مسلمان نجات پائے گا، اس کے

حاشیہ [1] معمعہ جنگ کی گھن گرج یا گھمسان کی جنگ کو کہتے ہیں۔ اور اسکے معنی آگ کی لپٹ اور حرارت (Heat Radiation) کے بھی ہیں۔ کیونکہ یہ اصل میں معمعہ سے لیا گیا ہے جسکے معنی آگ کی لپٹ یا انگارے کے ہیں۔ (لسان العرب)

لئے ایک لاکھ سے زیادہ قیمت والے اس مکان سے بہتر ہوگی جہاں کھیل و تفریح کا سامان ہوتا ہے۔

فائدہ: اس روایت میں عبد الوہاب بن ضحاک راوی متروک ہیں۔ چنانچہ یہ روایت ضعیف ہے۔ (مجمع الزوائد ج: ۷ ص: ۳۱۰)

ایک دوسری روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے " اور ستر ہزار (گھبراہٹ کے مارے) راستہ بھٹک جائینگے، ستر ہزار اندھے ہوجائینگے ستر ہزار گونگے ہو جائینگے، ستر ہزار لڑکیوں کی بکارت زائل ہوجائیگی۔ [redacted]

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان میں آواز ہوگی، اور ذی قعدہ میں قبائل کی بغاوت ہوگی، اور ذی الحجہ میں حاجیوں کو لوٹا جائیگا۔ طبرانی نے اسکو الاوسط میں روایت کیا ہے۔ اس میں شہر ابن حوشب راوی ضعیف ہیں۔ [redacted] ج۷ ص: ۳۱۰)

حضرت یزید ابن سندی نے حضرت کعب سے روایت کی ہے فرمایا حضرت مہدی کے خروج کی نشانی یہ ہے کہ مغرب کی جانب سے جھنڈے آئیں گے جن پر کندہ کا ایک لنگڑا شخص سربراہ ہوگا، سو جب مغرب والے مصر میں آجائیں تو اس وقت شام والوں کے لئے زمین کا اندرونی حصہ بہتر ہوگا۔[1] ([redacted])

خروج حضرت مہدی

عن ام سلمةؓ قالت سمعت رسول الله ﷺ يقولُ يكونُ اختلافٌ عند موت خليفة فيخرجُ رجلٌ من بني هاشم فيأتي مكة فيستخرجُه الناس من بيته وهُوَ كارِهٌ فيبايعونهُ بين الرُكن والمقامِ فيُجهزُ إليه جيشٌ من الشامِ حتىٰ اذا كانوا بالبيداءِ خُسفَ بهم فيأتيه عصائبُ العراقِ وابدالُ الشامِ وينشأُ رجلٌ بالشامِ واخوالُه كلبٌ فيُجهزُ اليه جيشاً فيهزمُهمُ اللهُ فتكونُ الدائرةُ عليهم فذلك يومُ كلبٍ الخائبُ من

---

[1] حاشیہ ۱: موضوع ہے۔

خاب من غنیمة کلب فیستخرج الکنوز ویقسم الأموال ویلقی الاسلام بجرانه إلی الأرض فیعیش بذلک سبع سنین أو قال تسع سنین [redacted] ج ؟ ص ۲۳۵ مسند ابو یعلی - ۶۹۴۰ ط [redacted] ۲۷۵ المعجم الکبیر ج ۲۳ [redacted] ۷۵۷ (۱

ترجمہ: ام المومنین ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خلیفہ کی وفات پر اختلاف ہوگا خاندان بنی ہاشم کا ایک شخص (اس خیال سے کہیں لوگ مجھے خلیفہ نہ بنا دیں) مدینہ سے مکہ چلا جائیگا لوگ (اسے پہچان کر کہ یہی مہدی آخر الزماں ہیں) گھر سے باہر نکال لائیں گے اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان انکے نہ چاہتے ہوئے بھی انکے ہاتھ پر بیعت خلافت کرینگے۔ (اس کی بیعت خلافت کی خبر سن کر) شام سے ایک لشکر ان سے مقابلہ کے لئے روانہ ہوگا چنانچہ یہ لشکر جب بیداء میں پہنچیگا تو دھنسا دیا جائیگا۔ اسکے بعد ان کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال حاضر ہونگے۔ پھر ایک شخص شام سے نکلیگا جسکی ننھیال قبیلہ کلب میں ہوگی وہ اپنا لشکر ان (بنی ہاشم کے اس شخص) کے خلاف مقابلے کے لئے روانہ کریگا اللہ تعالیٰ اس لشکر کو شکست دیگا جسکے نتیجے میں ان پر آفت آئیگی۔ یہی "کلب" کی جنگ ہے۔ وہ شخص خسارہ میں رہے گا جو "کلب" کی غنیمت سے محروم رہا۔ پھر وہ (مہدی) خزانوں کو کھول دینگے اور مال تقسیم کریں گے اور اسلام دنیا میں مستحکم ہوجائے گا وہ اس طرح سات یا نو سال رہینگے۔ اس روایت کو طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا ہے۔ اور اسکے تمام راوی صحیح ہیں۔ [redacted] ج ۷ ص ۳۱۵)

ابوداؤد کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے "پھر وہ (مہدی) وفات پاجائیں گے اور لوگ ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

فائدہ: بنی ہاشم کے وہ شخص جن کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی وہ محمد ابن عبداللہ ہونگے جو مہدی کے لقب سے مشہور ہونگے۔

طبرانی کی دوسری روایت میں ہے کہ بیعت کرنے والوں کی تعداد میدان بدر کے صحابہ کے

حاشیہ: محقق حسین سلیم اسد کہتے ہیں کہ یہ روایت امام مجاہد کی مرسل ہے حسن ہے۔

برابر یعنی تین سو تیرہ ہوگی۔ (المعجم الاوسط ج:۹ ص: ۱۷۶)

فائدہ۲: حدیث میں لفظ "مدینہ" سے مراد اگر مدینہ منورہ ہے تو وفات پانے والا حکمران سعودیہ کا ہی ہوگا جسکے بعد اسکے جانشین پر اختلاف ہوگا۔ اور امیر مہدی مدینہ منورہ سے مکہ آجائینگے (اختلاف سے بچنے کے لئے)۔ اور اگر لفظ مدینہ سے مراد شہر ہے تو پھر کسی اور ملک کا شہر بھی ہوسکتا ہے، جہاں کے حکمران کے مرنے کے بعد اختلاف ہوگا۔[1]

فائدہ۳: حضرت مہدی کی بیعت کی خبر ملتے ہی ایک لشکر انکے خلاف نکلے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کفار حضرت مہدی کے انتظار میں ہونگے اور اپنے جاسوسوں کے ذریعے حرم شریف کی خبریں رکھتے ہونگے۔ اس روایت میں صرف اتنا ذکر ہے کہ لشکر بھیجنے والے کی ننھیال بنو کلب میں ہوگی۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے توربشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جب سفیانی حضرت مہدی سے اختلاف کرے گا تو انکے خلاف اپنی ننھیال والوں سے مدد طلب کرے گا۔" (عون المعبود)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت بنو کلب بھی عرب کے کسی ملک پر حکمراں ہونگے۔ اور اسلام کے دشمن ہونگے۔

طبرانی کی ہی دوسری روایات میں اس شخص کے بارے میں یہ آیا ہے کہ اس کا تعلق قریش سے ہوگا۔ اور بعض دیگر روایات میں ہے کہ وہ سفیانی کے نام سے مشہور ہوگا۔ اس کا ذکر ہم آگے کریں گے۔

ف۴: بیدا شام میں بھی ہے اور ایک بیدا اردن میں ہے۔ لیکن شارح مسلم امام نوویؒ کے مطابق یہاں بیدا سے مراد مدینہ منورہ والا بیدا ہے۔ جو ذوالحلیفہ کے قریب ہے۔

جب پہلا لشکر بیدا میں دھنس جائے گا تو اسکے بعد حضرت مہدی مجاہدین کا لشکر شام کی طرف جائینگے اور وہاں دوسرے لشکر سے قتال کرینگے اور اس کو شکست دینگے۔ اس جنگ کو ہی حدیث میں جنگ کلب کہا گیا ہے۔ اور اس لشکر کے سردار جو سفیانی کے لقب سے مشہور ہوگا اس کو اسرائیل میں بحیرہ طبریہ (Lake of Tiberias) کے قریب قتل کرینگے۔ (کتاب السنن الواردۃ فی الفتن)

(دیکھیں نقشہ نمبر۲)

حاشیہ 1: شرح ابوداؤد عون المعبود

فائدہ: "ابدال": ابدال اولیاء اللہ کے ایک گروہ کو کہتے ہیں۔ دنیا میں کل ابدال کی تعداد ستر رہتی ہے۔ اس میں سے چالیس ابدال تو شام (سوریا، فلسطین، اردن، لبنان وغیرہ) میں رہتے ہیں اور تیس ابدال باقی ملکوں میں رہتے ہیں۔ علامہ سیوطیؒ نے جمع الجوامع میں حضرت علیؓ کی یہ روایت نقل کی ہے "ابدال نے یہ جو درجہ پایا ہے وہ بہت زیادہ نماز روزہ کرنے کی وجہ سے نہیں پایا ہے، اور نہ ان عبادتوں کی وجہ سے ان کو تمام لوگوں سے ممتاز کیا گیا ہے، بلکہ انھوں نے اتنا اونچا درجہ اپنی سخاوت، نفس (دریادلی)، سلامتی دل، اور مسلمانوں کی خیر خواہی رکھنے کی وجہ سے پایا ہے۔

ایک اور حدیث میں حضرت معاذ ابن جبلؓ سے منقول ہے "جس شخص میں تین صفتیں یعنی رضاء بقضاء (تقدیر پر راضی رہنا) ممنوعہ چیزوں سے مکمل بچنا، اور خدا کے دین کی خاطر غصہ کرنا پائی جائیں اس کا شمار ابدال کی جماعت میں ہوتا ہے۔ (بحوالہ مظاہر حق جدید ج ۵ ص: ۳۳، ۳۴ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

فائدہ: "عصائب": عصائب بھی اولیاء اللہ کے ایک گروہ کا نام ہے۔

سفیانی کون ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْقِبْطِيَّةِ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلٰی اُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ حَدِّثِيْنِي عَنْ جَيْشِ الْخَسْفِ فَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَخْرُجُ السُّفْيَانِيُّ بِالشَّامِ فَيَسِيْرُ اِلَى الْكُوْفَةِ فَيَبْعَثُ جَيْشًا اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَيَقْتُلُوْنَ مَا شَاءَ اللّٰهُ حَتّٰى يُقْتَلَ الْحَبَلُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهِ وَيَعُوْذُ عَائِذٌ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ اَوْ قَالَ مِنْ وُلْدِ عَلِيٍّ بِالْحَرَمِ فَيَخْرُجُوْنَ اِلَيْهِ فَاِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ غَيْرُ رَجُلٍ يُنْذِرُ النَّاسَ (علل ابن ابی حاتم ج ۲ ص: ۴۲۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن قبطیہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ میں اور حضرت حسنؓ ابن علیؓ ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے تو حضرت حسنؓ نے فرمایا (اے ام المومنین) آپ مجھے دھنس جانے والے لشکر کا حال بیان کیجیے۔ تو ام المومنین ام سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سفیانی کا خروج شام (موجودہ دور کا

اردن، فلسطین، اسرائیل، شام، لبنان۔ راقم) میں ہوگا۔ پھر وہ کوفہ کی جانب روانہ ہوگا تو مدینہ منورہ کی جانب ایک لشکر روانہ کریگا، چنانچہ وہ لوگ وہاں لڑائی کریں گے جب تک اللہ چاہے، حتیٰ کہ ماں کے پیٹ میں موجود بچے کو بھی قتل کر دیا جائے گا، اور (اس انتشار کی صورت میں) حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے یا فرمایا کہ حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ایک پناہ لینے والا حرم شریف میں پناہ لے لیگا، لہٰذا (اس کو پکڑنے کے لئے) وہ لشکر والے اسکی طرف نکلیں گے تو جب یہ لوگ مقام بیداء میں پہنچیں گے تو ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائیگا سوائے ایک شخص کے جو لوگوں کو ڈرائیگا۔

فائدہ ۱: ابن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں میرے والد نے فرمایا (مذکورہ) راوی عبید اللہ بن قبطیہ ہیں۔

فائدہ ۲: امام حاکمؒ نے مذکورہ مفہوم کی روایت امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کی شرط پر نقل کی ہے اور اسکو صحیح کہا ہے۔ امام ذہبیؒ نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔

نعیم ابن حماد نے "الفتن" میں یہ روایت نقل کی ہے "ہم سے عبد اللہ بن مروان نے بیان کیا، انھوں نے ارطاۃ سے، ارطاۃ نے تُبیع سے تبیع نے کعب سے روایت کی ہے کعبؓ نے فرمایا عبد اللہ ابن یزید عورت کی مدت حمل کے برابر حکومت کرے گا، اور وہ الازہر ابن الکلبیہ ہے یا الزہری بن الکلبیہ ہے جو سفیانی کے نام سے مشہور ہوگا۔

حضرت کعب سے روایت ہے فرمایا سفیانی کا نام عبد اللہ ہوگا۔ (الفتن نعیم ابن حماد ج ۱ ص: ۲۷۹)

الفتن ہی کی روایت ہے کہ سفیانی کا خروج مغربی شام میں "اندر" نامی جگہ سے ہوگا (ج ۱ ص: ۲۷۸)

فائدہ: "اندر" (Indur) اس وقت شمالی اسرائیل کے ضلع الناصرہ (Nazareth) کا ایک قصبہ ہے۔ اسرائیل نے اس پر 24 مئی 1948 میں قبضہ کر لیا تھا۔

شرح مشکوٰۃ مظاہر حق جدید میں یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ سفیانی (جو آخر زمانہ میں شام کے علاقے پر قابض ہوگا) نسلی طور پر خالد ابن یزید ابن معاویہ ابن ابوسفیان اموی کی پشت سے تعلق رکھتا ہوگا۔ وہ بڑے سر اور چیچک زدہ چہرے والا

ہوگا۔ اس کی آنکھ میں ایک سفید دھبہ ہوگا۔ دمشق کی طرف اس کا ظہور ہوگا اس کے ساتھ قبیلہ کلب کے لوگوں کی اکثریت ہوگی۔ لوگوں کا خون بہانا اس کی خاص عادت ہوگی یہاں تک کہ حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کرکے بچوں کو بھی ہلاک کردیا کرے گا۔ وہ جب حضرت مہدی کے خروج کی خبر سنے گا تو ان سے جنگ کرنے کے لئے لشکر بھیجے گا۔ (بحوالہ مظاہر حق جدید ج ۵ ص ۳۳)

فائدہ: مظاہر حق نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

ان روایات کے علاوہ دیگر روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ سفیانی حضرت مہدی سے کچھ پہلے شام، اردن فلسطین میں کسی جگہ ہوگا۔ "فیض القدیر" میں ہے کہ "ابتدا میں وہ بہت متقی پرہیزگار اور انصاف کرنے والے حکمران کے طور پر سامنے آئیگا حتیٰ کہ شام کے اندر مسجدوں میں اس کا خطبہ پڑھا جائے گا۔ پھر جب مضبوط ہوجائے گا تو اسکے دل سے ایمان نکل جائے گا اور ظلم اور بد اعمالیوں کا ارتکاب کرے گا"[1]

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو مسلمانوں کے اندر عظیم رہنما اور ہیرو بنا کر پیش کیا جائے گا۔ جیسا کہ باطل قوتیں ہمیشہ کیا کرتی ہیں۔ اور جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ اہل مغرب سے جنگ کریگا اور انکو شکست دیدیگا۔ تو ممکن ہے اس کا یہ جنگ کرنا بھی ایک ڈرامہ ہوتا کہ عالم اسلام کے اندر اسکو فاتح اور عظیم رہنما بنادیا جائے۔

اسکے بعد وہ اپنے اصل روپ میں آئے گا اور مسلمانوں کے خلاف دو لشکر روانہ کریگا ایک لشکر مدینہ منورہ کی جانب اور دوسرا مشرق کی جانب۔ یہ لشکر مدینہ منورہ میں تین دن تک لوٹ مار کریگا پھر یہ لشکر مکہ مکرمہ کی جانب جائیگا جب یہ بیداء کے مقام پر آئیگا تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس لشکر کو دھنسانے کا حکم دینگے چنانچہ یہ لشکر زمین میں دھنس جائیگا۔ اور دوسرا لشکر بغداد کی طرف جائے گا اور یہ لشکر بھی لوٹ مار اور قتل عام کریگا جو اس کی مخالفت کریگا اس کو قتل کردیا کریگا حتی کہ حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کرکے بچوں کو بھی قتل کردیگا[2]۔

حاشیہ [1] فیض القدیر ج۳ ص:۲۲۸ حاشیہ [2] تفسیر قرطبی ج ۳ ص:۳۱۵

حاشیہ [3] مستدرک ج۳ ص:۵۹۵

نعیم ابن حماد کی الفتن کی بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ سفیانی خراسان کے مجاہدین اور عرب مجاہدین کے خلاف بھی لشکر بھیجے گا۔

نفس زکیہ کی شہادت

مُجَاهِدٌ قَالَ حَدَّثَنِي فُلَانٌ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ الْمَهْدِيَّ لَا يَخْرُجُ حَتَّى تُقْتَلَ النَّفْسُ الزَّكِيَّةُ فَإِذَا قُتِلَتِ النَّفْسُ الزَّكِيَّةُ غَضِبَ عَلَيْهِمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ فَأَتَى النَّاسُ الْمَهْدِيَّ فَزَفُّوهُ كَمَا تُزَفُّ الْعَرُوسُ إِلَى زَوْجِهَا لَيْلَةَ عُرْسِهَا وَهُوَ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا وَتُخْرِجُ الْأَرْضُ نَبَاتَهَا وَتُمْطِرُ السَّمَاءُ مَطَرَهَا وَتَنْعَمُ أُمَّتِي فِي وِلَايَتِهِ نِعْمَةً لَمْ تَنْعَمْهَا قَطُّ. (مصنف ابن ابی شیبہ ج:۷ ص:۵۱۴)

ترجمہ:۔ امام مجاہد فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی نے یہ بیان کیا کہ مہدی اس وقت تک نہیں آئیں گے جب تک نفس زکیہ کو قتل نہیں کر دیا جاتا۔ چنانچہ جب نفس زکیہ قتل کر دیے جائیں گے تو زمین و آسمان والے ان قاتلوں پر غضبناک ہو نگے۔ اسکے بعد لوگ حضرت مہدی کے پاس آئیں گے اور انہیں نئی دلہن کی طرح منائیں گے جیسے اسکو حجلہ عروسی میں لے جایا جاتا ہے۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دینگے۔ زمین اپنی پیداوار کو اگا دے گی اور آسمان خوب برسے گا اور انکے دور خلافت میں امت اتنی خوشحال ہوگی کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی گی۔

فائدہ:۔ نفس زکیہ کو شہید کر دیا جائیگا۔ ان کا خدا کے ہاں محبوب ہونا اس قدر ہے کہ انکی شہادت پر زمین و آسمان والے غضبناک ہو نگے۔ نیز وہ اہل ایمان کے ہاں بھی بہت مقبول ہو نگے۔

اس روایت میں آپ ﷺ نے اس وقت کے اہل ایمان کو تسلی دی ہے کہ کتنی ہی محبوب ہستی کیوں نہ شہید کر دی جائے اسکی وجہ سے اپنا مشن نہیں چھوڑنا بلکہ منزل کی طرف بڑھتے رہنا۔ کیونکہ بڑی چیزوں کو حاصل کرنے کیلئے قربانیاں بھی بڑی ہی دینی پڑتی ہیں اور اس مشن کیلئے کائنات کا قیمتی ترین لہو بھی زمین پر گروایا گیا ہے۔ میرے پیارے آقا ﷺ نے اپنا دندان مبارک شہید کروایا ہے۔ آپکے پیارے نواسوں کو اسی راہ میں قربان ہونا پڑا ہے۔

حاشیہ: حضرت مسکین محمد فی کے نزدیک اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ البتہ علامہ البانی نے اسکو منکر کہا ہے۔

مجاہدین کو یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ خواہ کتنی ہی محبوب ہستی آپ سے جدا ہو جائے بہت جلد آپ بھی تو اُنکے پاس پہنچنے والے ہیں۔ اور پھر اپنے رب سے ملاقات، حوروں کی محفلیں تو سب مجاہدین ہی کی راہ تکتی ہیں خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے۔ ہاں البتہ یہ دعا ضرور کرتے رہیں کہ یا اللہ تو اپنے دشمنوں کو اپنے دوستوں پر اب ہنسنے کا موقع نہ دینا۔ (آمین)

آپ ﷺ کی پیشن گوئیاں اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں

شاہِ مصر کے خواب کی تعبیر جب حضرت یوسف علیہ السلام نے بیان فرمائی کہ تم پر سات سال قحط آئے گا تو اس قحط سے نمٹنے کی منصوبہ بندی کے لیے بھی فرما دیا۔ چنانچہ شاہِ مصر نے اس پر عمل کر کے اپنی رعایا کو تباہی سے بچا لیا۔ اس امت کے امام محمد عربی ﷺ چودہ سو سال پہلے خبر دے رہے ہیں کہ دیکھو فلاں فلاں مسلم ممالک پر ایسے حالات آئینگے لہذا پہلے ہی سے اس کے بارے میں منصوبہ بندی کر کے رکھنا لیکن مسلمان اپنے پیارے نبی ﷺ کی باتوں کو نہیں مانتے۔ بلکہ غفلت کی دنیا کے باسی تو اسکو تقدیر کا لکھا کہہ کر اپنی نا اہلی کا کھلا مظاہرہ کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر آج مغربی میڈیا یہ اعلان کر دے کہ فلاں شہر میں سمندری طوفان آنے والا ہے یا فلاں علاقہ تباہ ہونے والا ہے لہذا چوبیس گھنٹے کے اندر شہر خالی کر دیا جائے تو آپ دیکھیں گے کہ شہر میں ان کا ایک کتا بھی نظر نہیں آئے گا۔ اور اس وقت اس طرح موت کے خوف سے بھاگیں گے جیسے لکھی ہوئی موت کو بھی ٹال سکتے ہوں۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ آقائے مدنی ﷺ کی احادیث سننے کے بعد بھی مسلمانوں میں کوئی بیداری پیدا نہیں ہو رہی؟

جنگِ عظیم میں مسلمانوں کا ہیڈ کوارٹر

عن ابی الدَّرْدَاءِ انّ رسولَ اللہ ﷺ قال اِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ الْكُبْرٰى بِالْغُوْطَةِ اِلٰى جَانِبِ مَدِيْنَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ۔

ترجمہ: حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنگِ عظیم کے وقت

حاشیہ: (سنن ابو داؤد ج:۲ ص: ۱۱۱، مستدرک ج:۴ ص: ۵۳۲، المغنی لابن قدامہ ج: ۹ ص: ۱۶۹)

حاشیہ: ابو داؤد کی روایت کو علامہ البانیؒ نے السلسلۃ الصحیحۃ و الضعیفۃ میں صحیح کہا ہے۔ اور مستدرک کی روایت کو حاکم نے صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔

مسلمانوں کا خیمہ (فیلڈ ہیڈ کوارٹر) شام کے شہروں میں سب سے اچھے شہر دمشق کے قریب ''الغوطہ کے مقام پر ہوگا۔

فائدہ: الغوطہ (Al ghutah) شام کے دارالحکومت دمشق سے مشرق میں تقریباً ساڑھے آٹھ کلو میٹر ہے۔ یہاں کا موسم عموماً گرم اور خشک رہتا ہے۔ جولائی میں کم سے کم درجہ حرارت 16.5 ڈگری سینٹی گریڈ اور زیادہ سے زیادہ 40.4 ڈگری رہتا ہے۔ جبکہ جنوری میں کم سے کم درجہ حرارت 9.3 ڈگری اور زیادہ سے زیادہ 16.5 ڈگری رہتا ہے۔ یہاں پانی اور درخت وغیرہ وافر مقدار میں موجود ہیں۔

حضرت مہدی کی قیادت میں لڑی جانے والی جنگیں

حضرت مہدی کے دور میں لڑی جانے والی جنگوں میں ایک بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ حضرت مہدی کے وقت جنگ عظیم ہوگی۔ یعنی حق اور باطل کا آخری معرکہ ہوگا جس میں دونوں فریقوں میں سے کوئی بھی اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹے گا جب تک اس کی قوت ختم نہ ہو جائے۔ لہٰذا یہ جنگ عظیم کئی بڑی جنگوں پر مشتمل ہوگی۔ نیز یہ صرف حضرت مہدی کے علاقے تک ہی محدود نہیں ہوگی بلکہ یہ جنگ بیک وقت کئی محاذوں پر چل رہی ہوگی۔ جن میں ایک محاذ تو وہ ہوگا جس پر خود حضرت مہدی کمانڈ کر رہے ہوں گے۔ دوسرا بڑا محاذ فلسطین کا ہوگا، تیسرا عراق کا ہوگا جس کو حدیث میں دریائے فرات والا محاذ کہا گیا ہے۔ ایک اور بڑا محاذ ہندوستان کا ہوگا۔ اس کے علاوہ بھی کئی چھوٹے محاذ ہو سکتے ہیں۔

البتہ ان تمام محاذوں کی مرکزی کمانڈ دمشق کے قریب الغوطہ کے مقام پر حضرت مہدی کے ہاتھ میں ہوگی۔ اور ہر محاذ کے کمانڈر سے حضرت مہدی کا رابطہ ہوگا۔

عسکری امور پر نظر رکھنے والے اس کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ کیونکہ آج بھی مجاہدین اسی طرح دشمن کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں۔ مرکزی کمانڈ کہیں ایک جگہ ہے اور ان کے تحت جگہ جگہ مجاہدین دشمن پر یلغار کر رہے ہیں۔ لہٰذا ان باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے آنے والی احادیث کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان جنگوں کا بیان کرتے وقت نبی کریم ﷺ نے کئی تو

پوری کی پوری تاریخ چند الفاظ میں بیان کر دی ہے اور کہیں تھوڑی تفصیل اور کہیں بہت تفصیل بیان کی ہے۔ اسلئے بعض دفعہ واقعات کی ترتیب میں تضاد (Contradiction) محسوس ہوتا ہے حالانکہ حقیقت میں تضاد نہیں ہوتا۔

رومیوں سے صلح اور جنگ

عَنْ ذِی مِخْبَرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ سَتُصَالِحُونَ الرُّومَ صُلْحًا آمِنًا، فَتَغْزُونَ أَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِنْ وَرَائِكُمْ، فَتُنْصَرُونَ وَتَغْنَمُونَ وَتَسْلَمُونَ ثُمَّ تَرْجِعُونَ حَتَّى تَنْزِلُوا بِمَرْجٍ ذِي تُلُولٍ فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ النَّصْرَانِيَّةِ الصَّلِيبَ فَيَقُولُ غَلَبَ الصَّلِيبُ، فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَدُقُّهُ، فَعِنْدَ ذَلِكَ تَغْدِرُ الرُّومُ وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ [redacted]

ترجمہ: حضرت ذی مخمر (نجاشی کے بھتیجے) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم اہل روم سے امن کی خاطر صلح کرو گے پھر تم اور وہ بچ ایک عقب کے دشمن سے جنگ کرو گے پھر تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہیں مال غنیمت حاصل ہوگا اور تمہارا بچاؤ ہو جائیگا پھر واپس لوٹو گے حتیٰ کہ تم سرسبز مرتفع (Plateau) زمین میں اتر جاؤ گے پھر ایک عیسائی صلیب بلند کرے گا اور کہے گا کہ صلیب غالب آ گئی پھر مسلمانوں میں سے ایک شخص غضبناک ہو جائیگا اور وہ اس صلیب کو توڑ ڈالے گا جس پر اہل روم عہد و معاہدے کو بالائے طاق رکھ کر جنگ کیلئے متحد ہو جائیں گے اہل ایمان بھی اپنا اسلحہ اٹھائیں گے اور جنگ کریں گے اور اس جماعت کو اللہ تعالیٰ اعزاز شہادت سے سرفراز فرمائینگے۔

صحیح ابن حبان اور مستدرک کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے "پھر رومی اپنے بادشاہ سے کہیں گے کہ ہم عرب والوں کے لئے آپ کی جانب سے کافی ہیں، چنانچہ وہ جنگ عظیم کے لئے

حاشیہ ۱: ابوداؤد کی روایت کو علامہ البانی نے صحیح کہا ہے۔

اکٹھے ہوں گے اور اسی جھنڈوں کے تحت آئیں گے اور ہر جھنڈے کے تحت بارہ ہزار سپاہی ہوں گے۔ [redacted]

ف ۱: "سرسبز سطح مرتفع" یہ ترجمہ حدیث کے الفاظ "مرج ذی تلول" کا کیا ہے۔ کیونکہ ابوداؤد کی شرح عون المعبود میں "مــــرج" کی تشریح سرسبز وسیع زمین اور ذی تلول کی تشریح موضع مرتفع یعنی بلند جگہ سے کی گئی ہے۔ لیکن اگر یہاں مرج کو لفظی معنی میں لینے کے بجائے جگہ کا نام مراد لیا جائے تو عرب کے خطے میں کئی جگہوں کے نام مرج ہیں۔ جن میں سے تین لبنان میں ہیں۔

اس جنگ کا ذکر حضرت حذیفہؓ والی مفصل حدیث میں بھی آیا ہے، جس میں یہ وضاحت ہے کہ یہ جنگ بھی حضرت مہدی کے دور میں ہوگی۔ اور یہ صلح بھی حضرت مہدی کے ساتھ رومی بادشاہ کرے گا۔ لہٰذا اس حدیث کو حضرت مہدی کے خروج سے پہلے کسی اور جنگ کے لئے ثابت کرنا درست نہیں ہے۔

ف ۲: مسلمان اور رومی صلح کریں گے۔ ابھی یہ واضح نہیں کہ عیسائیوں کے کون سے ممالک اس صلح میں شامل ہوں گے۔ لیکن ایک بات ضرور ہے کہ اکثر عیسائی ممالک کی حکومتیں اگرچہ اس وقت یہودیوں کے ساتھ یعنی امریکی اتحادی نظر آرہی ہیں لیکن تمام رومن کیتھولک عوام اس میں امریکہ کے ساتھ نہیں ہیں، اور یہی وہ طبقہ ہے جو مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کریگا۔

ف ۳: پھر مسلمان اور رومی مل کر اپنے عقب کے دشمن سے لڑیں گے۔ نعیم ابن حمادؒ نے اپنی کتاب "الفتن" میں حضرت عبداللہ ابن عمروؓ سے روایت نقل کی ہے جس میں اس عقب کے دشمن کی وضاحت آئی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں" وتغزون انتم وهم عدوا من وراء القسطنطنيه" یعنی قسطنطنیہ کے عقب کی جانب کا دشمن۔ [redacted] ج:۲ ص: ٤٣٨)۔

اگر آپ دنیا کے نقشے (گلوب) میں عرب اور اٹلی (روم) کو اپنے سامنے رکھیں تو ان دونوں کا عقب تقریباً امریکہ ہی بنتا ہے۔ واللہ اعلم

مسلمان اور رومی مل کر عقب کے دشمن سے جو جنگ کریں گے تو یہ جنگ کہاں ہوگی؟ اس میں یہ ضروری نہیں کہ جنگ دشمن کی سرزمین پر ہی ہو، بلکہ اس دور کے جو حالات احادیث میں آئے ہیں ان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ عقب کا دشمن خود اسی خطے میں پہلے سے موجود ہوگا۔

ف ۴: جنگِ عظیم میں نو لاکھ ساٹھ ہزار رومی (اہلِ مغرب) شریک ہوں گے۔

جنگِ اعماق اور اس کے فضائل

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقَ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِينَةِ مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ فَإِذَا تَصَافُّوا قَالَتِ الرُّومُ خَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِينَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ لَا وَاللّٰهِ لَا نُخَلِّي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا فَيُقَاتِلُونَهُمْ فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ وَهُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لَا يُفْتَنُونَ أَبَدًا فَيَفْتَتِحُونَ قُسْطُنْطِينِيَّةَ فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوا سُيُوفَهُمْ بِالزَّيْتُونِ إِذْ صَاحَ فِيهِمُ الشَّيْطَانُ إِنَّ الْمَسِيحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِي أَهْلِيكُمْ فَيَخْرُجُونَ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ فَإِذَا جَاءُوا الشَّامَ خَرَجَ فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّونَ لِلْقِتَالِ وَيُسَوُّونَ الصُّفُوفَ إِذْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّهُمْ فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللّٰهِ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَا نْذَابَ حَتّٰى يَهْلِكَ وَلٰكِنْ يَقْتُلُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِيَدِهٖ فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهٖ [redacted] ج

ح: ۲۲۲۱ [illegible] ۱ ص: ۲۲۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "قیامت سے پہلے یہ واقعہ ضرور ہو کر رہیگا کہ اہلِ روم اعماق یا دابق کے مقام پر پہنچ جائیں گے اُنکی طرف ایک لشکر "مدینہ" سے پیش قدمی کریگا جو اس زمانہ کے بہترین لوگوں میں سے ہوگا۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے صف بستہ ہوں گے تو رومی (مسلمانوں سے) کہیں گے تم ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ جو ہمارے لوگوں کو قید کر کے لائے ہیں ہم انہی سے جنگ کرینگے مسلمان کہیں گے نہیں اللہ کی قسم ہم ہرگز تمہارے اور اپنے بھائیوں کے درمیان سے نہیں ہٹیں گے۔ اب پر تم ان

سے جنگ کریں گے۔ اب ایک تہائی مسلمان تو بھاگ کھڑے ہونگے۔ جنکی توبہ اللہ کبھی قبول نہ کریگا۔ اور ایک تہائی مسلمان شہید ہو جائیں گے جو اللہ کے نزدیک افضل الشہداء ہونگے۔ باقی ایک تہائی فتح حاصل کرینگے۔ (البتہ) یہ آئندہ ہر قسم کے فتنے سے محفوظ ہو جائینگے۔ اسکے بعد یہ لوگ قسطنطنیہ کو فتح کرینگے (ایک اور روایت میں روم بھی فتح کرنے کا ذکر ہے۔ راقم) اور اپنی تلواریں زیتون کے درخت پر لٹکا کر ابھی مال غنیمت تقسیم کر رہے ہونگے کہ شیطان ان میں چیخ کر یہ آواز لگائے گا کہ مسیح دجال تمہارے پیچھے تمہارے گھروں میں گھس گیا ہے۔ یہ سنتے ہی یہ لشکر روانہ ہو جائیگا اور یہ خبر اگرچہ غلط ہوگی لیکن جب یہ لوگ شام پہنچیں گے تو دجال واقعی نکل آئیگا۔ ابھی مسلمان جنگ کی تیاری اور صفیں سیدھی کرنے میں ہی مشغول ہونگے کہ نماز (فجر) کی اقامت ہو جائیگی اور فوراً بعد ہی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہو جائیں گے اور مسلمانوں کے امیر کو ان (مسلمانوں) کی امامت کا حکم فرمائیں گے۔ اللہ کا دشمن (دجال) عیسیٰ کو دیکھ کر اس طرح گھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے۔ چنانچہ وہ اگر اسکو چھوڑ بھی دیتے تو وہ اسی طرح گھل کر ہلاک ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ اسکو انہی کے ہاتھ سے قتل کرائیگا۔ اور وہ لوگوں کو اسکا خون دکھلائینگے جو انکے نیزے میں لگ گیا ہوگا۔

ف ا: اعماق اور دابق شام کے شہر حلب کے قریب دو قصبوں کے نام ہیں۔ [redacted]

ف ۲: دابق (اعماق) کا جغرافیہ اور موسم

دابق شام کے شہر حلب سے شمال میں تقریباً پینتالیس (45) کلومیٹر کے فاصلے پر ترکی کی سرحد کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ ترکی کی سرحد یہاں سے تقریباً چودہ کلومیٹر دور ہے۔ اس کے قریب بڑا قصبہ اعزاز (A'zaz) ہے۔ اور عُمق (اعماق) بھی دابق کے قریب ہی ہے۔

دابق کا عرض البلد 31 36 شمالی اور طول البلد 16 37 شرقی ہے۔ جولائی کے مہینے میں زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 4 40 ڈگری اور کم سے کم 26 ڈگری سینٹی گریڈ رہتا ہے۔ اور جنوری میں کم سے کم منفی 0.4 ڈگری اور زیادہ سے زیادہ 9.2 ڈگری ہوتا ہے۔ سطح سمندر سے اس علاقے کی اونچائی پچاس میٹر سے کم ہے۔ (دیکھیں نقشہ نمبر ۳)

فائدہ ۳: نصاریٰ اپنے قیدی مانگیں گے۔ یہاں قیدیوں سے کون سے قیدی مراد ہیں؟ کیا وہ

مجاہدین سے لڑنا چاہیں گے جنہوں نے انکے لوگوں کو گرفتار کرلیا ہوگا؟

محدثین کے نزدیک یہاں دونوں صورتیں ہوسکتی ہیں۔ البتہ اکثر محدثین کے نزدیک یہاں پہلی صورت مراد ہے۔

چنانچہ مسلمانوں کے امیران مسلمانوں کو کافروں کے حوالے کرنے سے انکار کردینگے۔ کیونکہ کسی مسلمان کو کافروں کے حوالے کرنا اسلام میں جائز نہیں۔ ممکن ہے وہاں بھی نام نہاد دانشور یہ کہیں کہ چند لوگوں کی وجہ سے سب کو مروانا کہاں کی عقلمندی ہے۔؟

فائدہ۴: مذکورہ حدیث میں ہے کہ مسلمانوں کا لشکر "مدینہ" سے خروج کریگا۔ مدینہ سے مراد مدینہ منورہ بھی ہوسکتا ہے اور اگر اسکے لفظی معنی مراد ہیں تو پھر اس سے مراد شام کا شہر دمشق (الغوطہ) بھی ہوسکتا ہے کیونکہ جنگ عظیم میں مسلمانوں کا مرکز دمشق کے قریب الغوطہ کے مقام پر ہوگا۔

نعیم ابن حماد نے اپنی "الفتن" میں اس جنگ کے بارے میں ایک طویل روایت نقل کی ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے: (وہ رومی معاہدہ شکنی کرنے کے بعد متحد ہوکر سمندر کے راستے آئیں گے)" اور شام (سیریا اردن فلسطین لبنان) کے تمام سمندر اور زمینی حصے پر قبضہ کرلیں گے، صرف دمشق اور معتق بچیں گے اور بیت المقدس کو تباہ کردیں گے۔ راوی کہتے ہیں اس پر عبداللہ ابن مسعودؓ نے دریافت کیا یارسول اللہ! دمشق میں کتنے مسلمان آسکتے ہیں؟ راوی کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے دمشق پر آنے والے مسلمان کے لئے اس طرح وسیع ہوجائے گا جس طرح رحم مادر (وقت کے ساتھ ساتھ) بچے کے لئے وسیع ہوجاتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا یارسول اللہ اور یہ معتق کیا ہے؟ فرمایا شام کا ایک پہاڑ ہے جو حمص کے دریائے "ارنط" (Orontes) کے کنارے ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے اہل وعیال (اس وقت) معتق (یعنی پہاڑ) کے اوپر ہونگے، اور مسلمان دریائے ارنط کے کنارے

ہو گئے۔ الحدیث[1] (الفتن نعیم بن حماد ج: ۱ ص: ۴۱۸)

تمہاری داستاں تک نہ ہو گی داستانوں میں

نبی کریم ﷺ کی اس پیش گوئی کا مطالعہ کرنے کے بعد اگر شام اور لبنان کا نقشہ اٹھا کر دیکھا جائے تو سوئے ہوئے مسلمانوں کو بیدار ہو جانا چاہئے۔ شام کی اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ایک طرف عراق ہے جہاں کفر کا متحدہ لشکر قابض ہے، مغرب میں لبنان ہے جہاں سے شامی فوج کے انخلاء کے بعد طرابلس (Tripoli) سے لیکر گولان کی پہاڑیوں تک اسی لشکر کا قبضہ ہو جائے گا۔ حمص کے قریب دریائے ارنط لبنان کی سرحد سے صرف چند کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ البتہ دمشق سے ملحق یعنی حمص شہر کے مغربی جانب تک جبل لبنان ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی شُهَدَاءُ الْبَحْرِ وَشُهَدَاءُ اَعْمَاقِ اَنْطَاكِيَةَ وَشُهَدَاءُ الدَّجَّالِ[2] (الفتن نعیم بن حماد ج: ۲ ص: ۴۹۳)

حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے انھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل شہداء بحری جہاد کے شہداء، اعماق انطاکیہ کے شہداء اور دجال کے خلاف لڑتے ہوئے مارے جانے والے شہداء ہیں۔

ان جنگوں کے شہداء کے بارے میں ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے "چنانچہ وہ ایک تہائی جو اس جنگ میں شہید ہو گئے ان کا ایک شہید، شہداء بدر کے دس شہیدوں کے برابر ہوگا۔ شہداء بدر کا ایک شہید ستر کی شفاعت کرے گا جبکہ ملاحم (ان خطرناک جنگوں) کا شہید سات سو کی شفاعت کرے گا۔" (الفتن نعیم بن حماد ج: ۱ ص: ۴۱۹)

نوٹ: یہ جزوی فضیلت ہے ورنہ شہداء بدر کا مقام تمام شہداء میں سب سے بلند ہے۔

حاشیہ [1]: اس روایت میں ایک راوی ابن لہیعہ ہیں۔ کتب جلنے کے بعد محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

حاشیہ [2]: اس میں اسحاق بن ابی فروہ راوی متروک ہیں۔

فدائی جنگ

فقال إنّ السّاعة لا تقومُ حتى لا يُقسَمَ ميراثٌ ولا يُفرَحَ بغنيمةٍ ثُمّ قال بيده هكذا ونحّاها نحوَ الشام فقال عدوٌّ يجمعون لأهل الإسلام ويَجمعُ لهم أهلُ الإسلام قلتُ الرّومَ تعني قال نعم وتكونُ عند ذاكم القتال رَدّةٌ شديدةٌ فيشترطُ المسلمون شرطةً للموت لا ترجعُ إلّا غالبةً فيقتتلون حتى يحجزَ بينهُمُ اللّيلُ فيفيءُ هؤلاء وهؤلاء كُلٌّ غيرُ غالبٍ وتفنى الشّرطةُ ثم يشترط المسلمون شرطة للموت لا ترجع الا غالبة فيقتتلون حتى يحجز بينهم الليل فيفيء هؤلاء وهؤلاء كل غير غالب وتفنى الشرطة ثم يشترط المسلمون شرطة للموت لا ترجعُ إلّا غالبة فيقتتلون حتى يُمسُوا فيفيء هؤلاء وهؤلاء كل غير غالب وتفنى الشرطة فإذا كان يومُ الرّابعِ نهدَ إليهم بقيّةُ أهل الإسلام فيجعلُ اللهُ الدّبْرةَ عليهم فيقتلون مقتلةً إمّا قال لا يُرى مثلُها وإمّا قال لم يُرَ مثلُها حتى إنّ الطائرَ ليمُرُّ بجنَباتهم فما يُخلّفُهم حتى يخرّ ميتاً فيتعادُّ بنو الأبِ كانوا مائةً فلا يجدونه بقي منهم إلّا الرّجلُ الواحدُ فبأيّ غنيمةٍ يُفرحُ؟ أو أيُّ ميراثٍ يُقاسَمُ فبينماهم كذلك إذْ سمعوا ببأسٍ هو أكبرُ من ذلك فجاءهم الصّريخُ إنّ الدّجّالَ قد خلفهُم في ذراريهم فيرفضون ما في أيديهم ويُقبلون فيبعثون عشرةَ فوارسَ طليعةً قال رسولُ الله ﷺ إني لأعرفُ أسماءَهم وأسماءَ آبائهم وألوانَ خُيُولهم هُمْ خيرُ فوارسَ على ظهر الأرض يومئذٍ أو من خيرِ فوارسَ على ظهر الأرض يومئذٍ۔ (صحیح مسلم ج: ۴ ص: ۲۲۲۳ المستدرک ج: ۴ ص: ۵۲۳ مصنف [illegible] ج: ۹ ص: ۴۵۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا "قیامت قائم ہونے سے پہلے ایسا ضرور ہوگا کہ نہ میراث کی تقسیم ہوگی نہ مال غنیمت کی خوشی ہوگی۔ (پھر اسکی تشریح کرتے ہوئے) فرمایا شام کے مسلمانوں سے جنگ کرنے کیلئے ایک زبردست دشمن جمع ہوکر آئیگا ان سے جنگ کرنے کے

لئے مسلمان بھی جمع ہو جائیں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا دشمن سے آپ کی مراد روم والے ہیں تو عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا "ہاں"۔ چنانچہ وہاں زبردست جنگ ہوگی۔ مسلمان اپنی فوج سے ایسی جماعت کا انتخاب کر کے دشمن کے مقابلے میں بھیجیں گے جس سے یہ طے کر چکے کہ یا مر جائیں گے یا فتحیاب ہوں گے (یعنی فدائی مجاہدین کا دستہ۔ راقم) چنانچہ دونوں میں لڑائی ہوگی۔ حتی کہ رات دونوں کے درمیان حائل ہو جائے گی اور دونوں فریق اپنی اپنی پناہ گاہوں میں چلے جائینگے۔ نہ ان کو غلبہ ہوگا نہ وہ غالب آئینگے اور وہ فدائی دستہ (جو آج لڑا تھا) شہید ہو جائیگا۔ پھر مسلمان (دوبارہ) اپنی فوج سے ایسی جماعت کا انتخاب کر کے دشمن کے مقابلے میں بھیجیں گے جس سے یہ طے کر چکے کہ یا مر جائیں گے یا فتحیاب ہوں گے چنانچہ جنگ ہوگی حتی کہ رات دونوں کے درمیان حائل ہو جائے گی اور یہ دونوں اپنی اپنی پناہ گاہوں کی طرف چلے جائیں گے نہ یہ غالب ہوں گے نہ وہ۔ اور اس دن بھی لڑنے والے ختم ہو جائیں گے۔ پھر مسلمان (تیسری بار) اپنی فوج سے ایسی جماعت کا انتخاب کر کے دشمن کے مقابلہ میں بھیجیں گے جس نے یہ طے کر چکے کہ یا مر جائیں گے یا فتحیاب ہوں گے چنانچہ شام تک جنگ ہوگی اور یہ دونوں اپنی اپنی پناہ گاہوں کی طرف چلے جائیں گے، نہ یہ غالب ہوں گے نہ وہ۔ اور اس دن بھی لڑنے والے ختم ہو جائیں گے۔ چوتھے روز بچے کھچے مسلمان جنگ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کافروں کو شکست دیگا۔ اس روز ایسی زبردست جنگ ہوگی کہ اس سے پہلے ایسی جنگ نہ دیکھی گئی ہوگی اس جنگ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ میدان جنگ میں مرنے والوں کی لاشوں کے قریب سے پرندہ گزرنا چاہے گا مگر (لاشیں اتنی دور تک پھیلی ہوئی ہونگی یا لاشوں کی بدبو آتی ہوگی کہ وہ) مر کر گر پڑیگا۔ اور جنگ میں شریک ہونے والے لوگ اپنے اپنے کنبے کے آدمیوں کو شمار کرینگے تو ایک فیصد میدان جنگ سے بچا ہوگا۔ پھر فرمایا بھلا اس حال میں مال غنیمت لے کر دل خوش ہوگا اور کیا ترکہ (مرنے والا جو کچھ چھوڑ کر جائے) بانٹنے کو دل چاہے گا۔؟

پھر فرمایا اسی دوران ایک ایسی جنگ کی خبر سنیں گے جو پہلی جنگ سے بھی زیادہ سخت ہوگی دوسری خبر یہ ہوگی کہ دجال نکل آیا ہے جو ان کے بچوں کو فتنے میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ یہ سن کر مسلمان

لئے اپنے آگے دس سوار بھیج دیئے تاکہ دجال کی صحیح خبر لائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ان سواروں کے اور انکے والدین کے نام اور گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں۔

ف ۱:۔ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ جنگ پہلے تین دن مکمل دفاعی کاروائیوں کی ہوگی۔

فائدہ ۲: اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ کافروں کا لشکر اہل شام کے مقابلے کے لئے آئیگا تو اس وقت جو امریکی اور اتحادیوں کا لشکر عرب میں آیا ہوا ہے اسکا اصل مقصد فلسطین اور تمام عالم عرب سے اسرائیل مخالف قوتوں کا خاتمہ کرنا ہے تاکہ مسجد اقصیٰ کو شہید کر کے ہیکل سلیمانی تعمیر کیا جا سکے۔

ف نمبر ۳: کیا جنگیں صرف تلواروں سے ہونگی؟!

شبہ اور اس کی وضاحت:۔ اس حدیث میں جنگ صرف دن میں ہونے کا ذکر ہے رات کو جنگ نہیں ہوگی۔

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ جنگ تیر اور تلواروں کیساتھ پرانے انداز میں ہوگی؟ کیونکہ رات کو جنگ کا نہ ہونا اسی صورت میں سمجھ میں آتا ہے۔

عوام کے ذہنوں میں یہ بات عام ہے کہ حضرت مہدی کے دور میں جدید ٹیکنالوجی ختم ہو جائیگی اور جنگ تیر و تلوار سے لڑی جائے گی۔ غالباً اس خیال کی بنیاد لفظ "سیف" ہے جو احادیث میں استعمال ہوا ہے۔ سیف کے معنی تلوار کے ہیں۔ لیکن صرف اس کو دلیل بنا کر یہ بات حتمی طور پر نہیں کہی جا سکتی کہ حضرت مہدی کے دور میں تلوار سے جنگ ہوگی۔ کیونکہ لفظ سیف سے مراد مطلقاً ہتھیار بھی لیا جا سکتا ہے۔ جبکہ اس پر کافی دلائل بھی موجود ہیں۔

حاشیہ ۱: پہلے ایڈیشن میں اس بحث میں مسند احمد کے حوالے سے یہ لکھا گیا تھا کہ مسند احمد کی روایت میں لڑنے والی دونوں جماعتوں کے ختم ہونے کا ذکر ہے۔ اس غلطی کے لئے معذرت خواہ ہیں۔ کیونکہ مسند احمد کی روایت میں بھی لڑنے والی ایک جماعت کے ختم ہونے کا ذکر ہے۔ شکریہ

۱۔ کئی حدیثوں میں یہ ذکر ہے کہ حضرت مہدی کے دور میں جنگوں میں مرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی۔ دوسرا ذکر اس بات کا ہے کہ جنگ ایسی ہوگی کہ اس سے پہلے اس طرح کی جنگ نہیں لڑی گئی ہوگی۔

۲۔ دجال کی سواری والی حدیث جس میں اسکی سواری کی تیز رفتاری کا ذکر ہے۔ یہ بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہاں گدھے سے مراد کوئی جدید سواری ہوسکتی ہے۔

۳۔ حضرت حذیفہؓ کی مفصل حدیث میں ہے کہ جنگِ اعماق میں اللہ تعالیٰ کافروں پر فرات کے ساحل سے خراسانی کمانوں کے ذریعے تیر برسائے گا۔ جنگِ اعماق سے دریائے فرات کا قریب ترین ساحل پچھتر (75) کلومیٹر ہے۔ اس طرح اس میں بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہاں کمانوں سے مراد توپ ہوسکتی ہے۔ اسکے علاوہ اس طرح کے کافی اشارات ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کم از کم دجال کے تباہی پھیلانے تک جدید جنگ کو یکسر مسترد نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ اعلم

اب رہا یہ سوال کہ اگر اس وقت موجودہ ٹیکنالوجی ہوگی تو رات کو جنگ نہ ہونے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ ممکن ہے وہاں اس وقت صورتحال ایسی ہو کہ رات کو کاروائیاں بند کی جاسکیں۔ اسکی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ رات کو ان علاقوں میں نقل و حرکت کرنا ممکن نہ ہو۔ اور ساری کاروائیاں دن کے وقت ہی کی جائیں۔ کیونکہ رات کو اپنے ٹھکانوں سے نکلنے کی صورت میں مجاہدین فوراً پہچان لئے جائینگے اور ہدف تک پہنچنے سے پہلے ہی گرفتار ہونے کا خطرہ ہوگا۔ اس کے برخلاف دن کے وقت سارا شہر سڑکوں پر ہوتا ہے اور ہدف تک باآسانی پہنچا جاسکتا ہے۔ نیز دشمن اپنے کیمپوں سے دن کو ہی نکلتا ہے۔

ایسا عموماً ان جنگوں میں ہوتا جو شہری علاقوں میں لڑی جاتی ہیں۔ جیسا کہ آج ہم فدائی کاروائیاں فلسطین و عراق میں دیکھ رہے ہیں کہ مجاہدین اکثر دن میں ہی کاروائیاں کرتے ہیں۔

اس وقت دنیا میں جاری کفر و اسلام کے درمیان لڑائی میں دشمن کی موجودہ صورتحال یہ ہے کہ جنگ اس کے ہاتھ سے نکل چکی ہے اور اب یہ اسکے ہاتھ میں نہیں ہے کہ جنگ کب اور کس جگہ کرنی

ہے بلکہ یہ معاملہ اب مجاہدین کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جہاں اور جس وقت جنگ چھیڑنا چاہتے ہیں وہاں کارروائیاں شروع کر دیتے ہیں، اسکے بعد کسی اور علاقے کی طرف نکل جاتے ہیں۔

حضرت مہدی کے دور میں ہونے والی جنگوں اور ان جنگوں میں مسلمانوں کی قوت کو سامنے رکھ کر اگر جدید عسکری انداز میں اس وقت کی صورت حال کو سمجھا جائے تو صورت حال کافی حد تک واضح ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اپنی طرف سے یہ حتمی رائے قائم کرنا کہ جنگ تلواروں کی ہی ہوگی اور اس رائے کو حدیث کے طور پر بیان کرنا درست نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کے دور میں تیر و تلوار ہی کے ذریعے جنگ ہوتی تھی، لہٰذا اگر آپ ﷺ کسی ایسی چیز کا بیان کرتے جس کو اس دور میں سمجھنا ممکن نہ تھا تو لوگوں کے ذہن اصل مقصد سے ہٹ جاتے اور جو بات آپ ﷺ سمجھانا چاہتے تھے لوگوں کے ذہن اسکو ٹھیک طرح سے سمجھنے سے قاصر رہتے۔

ف نمبر۴:۔ آخری دن ایک جنگ کا تذکرہ ہے کہ ایسی جنگ کبھی نہ دیکھی گئی ہوگی۔ ہو سکتا ہے اس جنگ میں کوئی نئی قسم کے ہتھیار استعمال کیے جائیں جو اس سے پہلے استعمال نہ کیے گئے ہوں گے۔ اس بات کی طرف مرنے والوں کی کثرت بھی اشارہ کر رہی ہے۔

ف ۵: اس جنگ میں فتح کے بعد مجاہدین دو خبریں سنیں گے، پہلی خبر حریہ گھمسان کی جنگ کی ہوگی اور دوسری خروج دجال کی۔ ظاہراً اس روایت کو پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ دجال اس جنگ کے فوراً بعد نکل آئے گا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ آگے آنے والی مسلم شریف کی روایت اور دیگر روایات میں یہ وضاحت ہے کہ خروج دجال روم یعنی ویٹی کن سٹی کی فتح کے بعد ہوگا۔ مذکورہ حدیث میں اجمال ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ پہلی خبر ایک خطرناک جنگ کے بارے میں ہوگی۔ یہ وہ جنگ بھی ہو سکتی ہے جو قسطنطنیہ کی فتح کے لئے لڑی جائے گی۔

فائدہ ۶: اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ جب مسلمان دجال کی خبر سنیں گے تو جو کچھ مال غنیمت وغیرہ انکے پاس ہوگا وہ سب پھینک دینگے۔ اس بارے میں نعیم ابن حماد نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت نقل کی جس میں یہ تاکید ہے کہ "نبی ﷺ نے فرمایا جو تم میں سے اس

وقت وہاں ہو تو اپنے پاس سے تم کو بھی نہ چھینے اس لئے کہ اس کے بعد والی جنگوں میں یہ ساز و سامان تمہارے لئے قوت ہوگا۔ (ج ۱ ص ۳۲۱)

افغانستان کا بیان

امام زہریؒ کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کالے جھنڈے خراسان سے نکلیں گے تو جب وہ خراسان کی گھاٹی سے اتر چکے گے تو اسلام کی نصب میں بڑھیں گے کوئی چیز ان کے آڑے نہیں آئے گی سوائے اہل عجم کے جھنڈوں کے جو مغرب سے آئیں گے۔ (کنز العمال ۱۱/۱۲۲، الفتن نعیم بن حماد)

فائدہ: یعنی اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کرنے کے علاوہ ان کا کوئی ذاتی مفاد نہ ہوگا لہذا ابلیسی قوتیں کہاں برداشت کریں گی، ان کے مقابلے کیلئے تمام کفر جمع ہو چکا ہوگا لیکن جیسا کہ آگے آنے والی حدیث میں بتایا گیا ہے کہ کوئی ان کا راستہ نہ روک سکے گا۔

عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً اذا اقبلت الرایات السود من قبل المشرق فلا یردھا شیٔ حتی تنصب بایلیاء (مسند احمد ۸۴۴۱ رواہ الحاکم و صححہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب کالے جھنڈے مشرق سے نکلیں گے تو ان کو کوئی چیز نہیں روک سکے گی حتی کہ وہ ایلیا (بیت المقدس) میں نصب کر دیے جائیں گے۔

ف: اب آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں خراسان کی حدود عراق سے ہندوستان تک اور شمال میں دریائے آمو تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اس کی تفصیل ہم آگے بیان کریں گے۔

اس وقت افغانستان میں وہ لشکر منظم ہو رہا ہے، جو دنیا بھر کی کوششوں کے باوجود دجالی قوتیں ختم نہیں کر سکی ہیں بلکہ مجاہدین ان پر تابڑ توڑ حملے کر رہے ہیں۔ عرب مجاہدین (القاعدہ) کا پرچم بھی کالے رنگ کا ہے اور ان شاء اللہ تمام طاقتوں کا سینہ چیرتا ہوا یہ لشکر بیت المقدس فتح کرے گا۔ واللہ اعلم

حاشیہ ۱: مسند احمد کی سند ضعیف ہے۔ حاشیہ ۲: معجم البلدان

ایسا لگتا ہے جیسے یہودی ان تمام حدیثوں کو سامنے رکھ کر منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ حالانکہ آقائے مدنی ﷺ نے یہ احادیث امت مسلمہ کے لیے بیان فرمائی تھیں کہ ان مشکل حالات میں ان حدیثوں کو سامنے رکھ کر اپنی منصوبہ بندی کرے۔

مبارکباد کے مستحق ہیں وہ لوگ جو ان حدیثوں کو سمجھ کر اس وقت افغانستان کے پہاڑوں کو اپنا مرکز بنا رہے ہیں۔ اس حدیث میں ان مجاہدین کے لئے خوشخبری ہے کہ دجالی قوتیں اس خطہ پر آگ برسا کر آگ کے سمندر میں کیوں نہ تبدیل کر دیں لیکن محمد عربی ﷺ کا رب اس لشکر کو ضرور منظم فرمائیگا جو تاریخ کے دھاروں کو اور دنیا کے نقشے کو تبدیل کر کے رکھ دے گا۔

یہ حدیث بہار نو کی نوید ہے ان اہل دل کے لئے جو مجاہدین کی شکستہ حالی دیکھ کر مایوسیوں کے صحراؤں میں کھو گئے تھے.... کہ اب مایوس نہ ہوں بلکہ اس لشکر کا حصہ بن جائیں، فتح جن کا مقدر بنا دی گئی ہے.... یہ خوشخبری ہے ان بوڑھوں کے لئے جنکے بازو گن نہیں اٹھا سکتے لیکن ذہین ہندوستان و بیت المقدس کی ضروریات تو پوری کر سکتے ہیں.... یہ امید کا جزیرہ ہے ان ماؤں بہنوں کے لئے... جو مجاہدین کو افغانستان سے پسپا ہوتا دیکھ کر اور شہر قندوز سے کیوبا تک مظالم کی داستانیں سن سن کر رنج والم کے سمندر میں غوطہ زن تھیں کہ اے قاسم و طارق کی بہنو!.... اب خوش ہو جاؤ اور ماتم چھوڑ دو کہ اب ہندوؤں اور یہودیوں کے گھروں میں ماتم شروع ہوا چاہتا ہے۔ اے ماؤں! اب بچوں کو اس آخری معرکہ کے لئے بنا سجا کر روانہ کرو کہ دولہوں کی بارات دہلی و بیت المقدس کی جانب روانہ ہونے والی ہے.... شہنائیاں بجنے والی ہیں اور وہ دیکھو..... میرے عزیز از جان...... جو کب سے پہلے سروں پر شہادت کا سہرا سجا کر اپنی دلہنوں کیساتھ ہمارے استقبال کی تیاریوں میں لگے ہیں۔ ہاں بہنو! بھائیوں کو دولہا بنانے کا وقت آ گیا ہے۔ اس خوشی کے موقع پر.... چہروں پر اداسی نہیں بلکہ مسکراہٹیں ہونی چاہئیں..... آنکھوں میں آنسو نہیں بلکہ فتح کی چمک ہونی چاہیے کہ اب ہماری باری ہے۔

یہ اللہ والے دنیا کے فرعونوں کو..... قبرستان پر جھنڈے گاڑ کر خوشی کے نعرے لگانے والوں کو..... بتا سکیں گے کہ فتح کیا ہوتی ہے؟ جنگ کس کو کہتے ہیں؟ اور انصاف کس کو کہا جاتا ہے؟

ف ۲: اس حدیث میں جو یہ ذکر ہے کہ اس لشکر کو کوئی نہیں روک سکے گا تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ انکے راستے میں رکاوٹیں نہیں آئیں گی، بلکہ رکاوٹیں تو بہت ہوں گی لیکن یہ ساری رکاوٹوں کو عبور کرتے ہوئے بیت المقدس تک پہنچیں گے۔

افغانستان میں دجالی قوتیں اپنی تمام تر قوت مجاہدین کے خلاف استعمال کر چکی ہیں اور اب انکے پاس اس سے زیادہ استعمال کرنے کو کچھ اور نہیں بچا۔ طالبان حکومت پر حملوں کے وقت امریکی طیارے طالبان کے لئے بہت بڑا مسئلہ تھے۔ کیونکہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچنے کے لئے انکے پاس کوئی چیز نہیں تھی لیکن طالبان کی پسپائی کے بعد اب ان طیاروں کا کوئی مسئلہ ہی نہیں رہا۔ اب طالبان امریکی فوج پر ایک سے ایک کاری ضرب لگاتے ہیں انکے کیمپوں پر دھاوا بول کر زندہ امریکیوں کو گرفتار کر لیتے ہیں، انکا مال غنیمت اٹھاتے ہیں اور اس تمام کاروائی کے دوران امریکہ کی ناقابل تسخیر سمجھی جانی والی فضائی قوت اپنی قوت پر صرف آنسو ہی بہا سکتی ہے اسکے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتی فرعون وقت کی یہ فضائی طاقت فضاء میں چنگھاڑ رہی ہوتی ہے اور نیچے مجاہدین امریکی سوروں کو جنگ کا مطلب سمجھا رہے ہوتے ہیں۔

ظاہر ہے امریکی طیارے اب ان چند مجاہدین کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ اگر ان پر بمباری کی بھی جائے تو اسکا کوئی فائدہ امریکہ کو نہیں ہوتا بلکہ نقصان ہی ہوتا ہے۔ البتہ جب امریکی ہیلی کاپٹر پہنچ جاتے ہیں اس وقت مجاہدین واپسی شروع کرتے ہیں۔ اور مجاہدین اپنی قوت ایمانی توکل اور فرشتوں کی مدد کے ساتھ دنیا کی سب سے بڑی مادی قوت کی جدید ٹیکنالوجی کے سامنے سے گزرتے چلے جاتے ہیں۔

اگرچہ ابھی تک مجاہدین کے پاس ہیلی کاپٹر کے لئے کوئی موثر توڑ نہیں ہے لیکن انشاء اللہ جلد اسکا بھی انتظام ہو جائیگا۔ لہٰذا جب مجاہدین فاتحین بن کر واپس آتے ہیں تو امریکی ہیلی کاپٹر انکا پیچھا کرتے ہیں لیکن اللہ اپنے ان محبوب بندوں کو فرشتوں کے پروں میں چھپا لیتا ہے اور باوجود صرف چند میٹر اوپر ہونے کے ہیلی کاپٹر مجاہدین کو دیکھ نہیں پاتے۔

مجاہدین اور دجالی فوج کے مورال کی بات کی جائے تو مجاہدین کے حوصلوں کا یہ عالم ہے کہ

وہ امریکی کیمپوں پر حملے کر رہے ہیں اور باقاعدہ انکو فتح کرتے ہیں اور مال غنیمت لے کر آتے ہیں، اور اس عزم کے ساتھ جاتے ہیں کہ امریکیوں کو زندہ گرفتار کر کے لائیں گے۔

جبکہ دوسری جانب امریکی سورماؤں کی حالت یہ ہے کہ ایک حملے کے دوران ایک مجاہد امریکی فوجی کے اتنے قریب پہنچ گیا کہ ان کے کیمپ کی باڑ کاٹنے لگا کہ دونوں ایک دوسرے سے صرف دس میٹر کے فاصلے پر تھے لیکن اس امریکی بہادر کو اتنی ہمت نہ ہوئی کہ اپنی انگلی ٹریگر تک لے جا کر اس مجاہد پر فائر کر دیتا، بلکہ عالم یہ تھا کہ اپنے پاس بیٹھے ہوئے شمالی فوجی کو زبان سے بھی نہیں کہہ پا رہا تھا.....اس امریکی شیر کی گھگھی بندھی ہوئی تھی.....جی ہاں.....یہ اسی ریوڑ کا شیر تھا جو صرف بے سہاروں اور نہتوں پر نشانے فائر کرتے ہیں، یہ انہیں فوجیوں کا ساتھی تھا جو عراق میں میری باحیاء اور باپردہ بہنوں پر نشانہ لے کر فائر کر کے خود کو دنیا کا بہادر فوجی سمجھتے ہیں، یہ وہی کاغذی ہیرو ہیں جن کی دھاڑیں اور دھمکیاں ان معصوم بچوں کے لیے ہوتی ہیں جن کے ہاتھ ابھی گن تو کیا پھول بھی اٹھانے کے قابل نہیں ہوئے۔ ابو غریب جیل میں بے بسوں پر بہادری دکھانا تو آسان ہے فلموں اور اخبارات کے ذریعے ہیرو بننے میں کیا مشکل ہوتی ہے لیکن اللہ کے شیروں سے مقابلہ کوئی فلمی کہانی نہیں ہوتی یہاں اصلی گولیاں چلتی ہیں جو لگنے کے بعد بہت تکلیف دیتی ہیں۔ اسی طرح جب مجاہدین کسی امریکی قافلے پر حملہ آور ہوتے ہیں تو یہ فوجی یا تو گاڑیوں کے اندر ہی زندہ جل جاتے ہیں یا زخمی ہو کر اپنی فضائیہ کا انتظار کرتے ہیں، ان میں اتنی بھی مردانہ غیرت نہیں ہوتی کہ مردوں سے مقابلے کے لیے تھوڑا گاڑیوں سے باہر نکل کر دو دو ہاتھ کر لیں۔

عن الزهري قال تَقْبَلُ الرَّايَاتُ السُّوْدُ مِنَ الْمَشْرِقِ يَقُوْدُهُمْ رِجَالٌ كَالْبُخْتِ الْمُجَلَّلَةِ أَصْحَابُ شُعُوْرٍ أَنْسَابُهُمُ الْقُرَى وأَسْمَائُهُمُ الْكُنَى يَفْتَحُوْنَ مَدِيْنَةَ دِمَشْقَ تُرْفَعُ عَنْهُمُ الرَّحْمَةُ ثَلَاثَ سَاعَاتٍ. (الفتن لنعيم بن حماد، ج ۱ ص ۲۰۶)

ترجمہ: امام زہری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ کالے جھنڈے مشرق سے نکلیں گے جن کی قیادت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہوگی جو جھول پڑی خراسانی اونٹنیوں کی مانند ہوں گے بالوں والے

ہونگے، ان کے نسب دیہاتی ہونگے اور ان کے نام کنیت (سے مشہور) ہونگے، وہ دمشق شہر کو فتح کریں گے تین گھنٹے رحمت ان سے دور رہے گی۔

فائدہ: اس روایت میں مشرق سے آنے والے مجاہدین کی چند نشانیاں بتائی گئی ہیں (۱) ان کے لباس ڈھیلے ڈھالے ہونگے (۲) بالوں والے ہونگے (۳) ان کے نسب دیہاتی ہونگے (۴) وہ اپنے اصل ناموں کے بجائے کنیت (Surname) سے مشہور ہونگے۔ اہل علم حضرات کو چاہئے کہ دلائل و ثبوت کی روشنی میں ان تمام نشانیوں کے حامل افراد کو تلاش کرتے رہیں۔

فائدہ: مذکورہ روایت میں ہے کہ اس لشکر والوں سے تین ساعت کے لئے رحمت کو اٹھا لیا جائیگا۔ یہ اللہ کی طرف سے آزمائش اور امتحان کے طور پر ہوگا تاکہ اللہ اپنے وعدوں پر سچا یقین رکھنے والوں کو پرکھ لے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب کالے جھنڈے مشرق سے اور پیلے جھنڈے مغرب سے آئینگے حتیٰ کہ ان کے مابین مرکز شام یعنی دمشق میں مقابلہ ہوگا تو مصیبت وہیں ہے

(الفتن نعیم بن حماد)

عَنْ هِلَالِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَاءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ حَرَّاثٌ عَلَى مُقَدِّمَتِهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَنْصُورٌ يُوَطِّئُ أَوْ يُمَكِّنُ لِآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَجَبَ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهُ أَوْ قَالَ إِجَابَتُهُ (ابو داؤد، ۳۷۳۹)

ترجمہ: ہلال ابن عمرو نے فرمایا میں نے حضرت علیؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ایک شخص ماوراء النہر سے چلے گا اسے حارث حراث (کسان) کہا جاتا ہوگا۔ اس کے لشکر کے اگلے حصہ (مقدمۃ الجیش) پر مامور شخص کا نام منصور ہوگا۔ جو آل محمد کے لئے (خلافت کے مستحکم) راہ ہموار کرے گا یا مضبوط کریگا جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کو قریش نے ٹھکانہ دیا تھا، ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس لشکر کی مدد و تائید کرے یا یہ فرمایا کہ (ہر مسلمان پر واجب ہوگا کہ وہ) اس شخص کی اطاعت کرے۔

ذکر ہونے والا ماوراء النہر دریائے آمو کے اس پار وسط ایشیائی (Central Asia) ریاستوں کے علاقوں کو کہا جاتا ہے۔ جن میں ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان، آذربائیجان، قازقستان اور کرغیزیا وغیرہ شامل ہیں، تو یہ لشکر کرغیزیا، ازبکستان وغیرہ ہی سے حضرت مہدی کی نصرت کیلئے جائے گا یا پھر یہ حارث نامی مجاہد اس لشکر کے ساتھ ہونگے جنکا ذکر گذشتہ خراسان والی حدیث میں آیا ہے۔ واللہ اعلم

واضح رہے کہ اس وقت خراسان (افغانستان) میں دجالی قوتوں سے برسرِ پیکار مجاہدین میں بڑی تعداد ازبک مجاہدین کی بھی ہے جنھوں نے افغانستان میں اب تک امریکہ کے خلاف ہونے والی کاروائیوں میں اپنی ہمت و شجاعت کا مظاہرہ کیا ہے کہ عرب ساتھی بھی انکی ہمت و بہادری کی داد دیے بغیر نہ رہ سکے۔ نیز طالبان کی پسپائی کے وقت تک تمام میمنہ مجاہدین کی قیادت بھی امیر المومنین (حفظہ اللہ) نے ازبک مجاہدین ہی کو سونپ رکھی تھی۔ یہ بھی امکان ہے کہ افغانستان ہی سے یہ مجاہدین اس لشکر کی قیادت کریں۔ اللہ نے اس قوم کو بہت نوازا ہے۔ علامہ ابو الحسن علی ندوی نے انکے بارے میں لکھا ہے کہ سوویت یونین کی ستر سالہ بدترین غلامی کے باوجود اپنا ایمان بچانا یہ ترک قوم کا ہی طرہ امتیاز ہے ورنہ کوئی اور قوم ہوتی تو شاید اس غلامی میں اپنا ایمان نہ بچا پاتی۔

عن ثوبانؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا رأیتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فأتوها فإن فیها خلیفۃ اللہ المہدی۔ (مسند احمد ج ۵ ص: ۲۷۷ ۔ کنز العمال 264/14 مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ فصل ثانی)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جب تم دیکھو کالے جھنڈے خراسان کی طرف سے آئے ہیں تو ان میں شامل ہو جانا۔ کیونکہ ان میں اللہ کے خلیفہ مہدی ہونگے۔

حاشیہ: اس مفہوم کی روایت حاکم نے شیخین کی شرط پر درست کہی ہے اور امام ذہبی نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔

فائدہ: اللہ کے رسول ﷺ امت کو پہلے ہی خبر فرما رہے ہیں کہ اس لشکر میں شامل ہو جانا۔ آخرت کے بڑے سودے کی خاطر دنیا کے چھوٹے سودے کو قربان کر کے کامیاب تاجر ہونے کا ثبوت دینا، تمناؤں کی ستار رفیق حیات کے آنسو یا پھر... جگر کے ٹکڑوں کے چہرے... کہیں میرے اور میرے پیارے جانثار صحابہؓ کی محبت کے راستے میں رکاوٹ بن کر نہ کھڑے ہو جائیں شہروں کے اجالوں کی چکاچوند کہیں تمہیں پہاڑوں کے اندھیروں میں جانے سے تردد نہ دے، گارے اور مٹی کے گھر کو مسمار ہونے سے بچانے کے لئے اپنے آخرت کے محلوں کو تباہ نہ کر لینا، جیل کی کال کوٹھریوں سے ڈر کر دجالی قوتوں کے سامنے سر نہ جھکا دینا، کیونکہ قبر سے بڑی اور خطرناک کال کوٹھری کوئی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کچھ بھی ہو کسی چیز کی پرواہ نہ کرنا اس لشکر میں شامل ہو جانا حتیٰ کہ دوسری حدیث میں فرمایا کہ اگر برف پر گھسٹ کر بھی آنا پڑے تو بھی اس لشکر میں ضرور شامل ہو جانا۔

اس حدیث میں جو یہ ذکر ہے کہ اس میں مہدی ہوں گے تو اس سے مراد یہ ہے کہ یہ جماعت حضرت مہدی کی ہی ہوگی، اور عرب پہنچ کر حضرت مہدی کے ساتھ شامل ہو جائے گی، اور اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ حضرت مہدی خود بھی اس جماعت میں ہوں، لیکن اس وقت تک لوگوں کو ان کے مہدی ہونے کا علم نہ ہوا اور بعد میں حرم شریف پہنچ کر ان کا ظہور ہو۔ واللہ اعلم

ف ۲: برف پر چلنا بہت مشکل ہوا کرتا ہے جب دن میں سورج پڑتا ہے تو آنکھوں میں یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کسی نے دہکتے انگارے بھر دیئے ہوں اور اگر زیادہ دیر برف میں چلا جائے تو پاؤں جلنے کا خطرہ ہو جاتا ہے اور برف کا جلا آگ کے جلے سے کئی گنا اذیت ناک ہوتا ہے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ فرمایا کہ ایمان کو بچانے کے لئے برف پر بھی چل کر آنا پڑے تو ضرور آنا۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ إِذْ أَقْبَلَ فِتْيَةٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَلَمَّا رَآهُمُ النَّبِيُّ ﷺ اغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ وَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ قَالَ فَقُلْتُ مَا نَزَالُ نَرَى فِي وَجْهِكَ شَيْئًا نَكْرَهُهُ فَقَالَ إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ اخْتَارَ اللهُ لَنَا الْآخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا وَإِنَّ أَهْلَ بَيْتِي سَيَلْقَوْنَ بَعْدِي بَلَاءً وَتَشْرِيدًا وَتَطْرِيدًا حَتَّى يَأْتِيَ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ

مَعَهُمْ رَايَاتٌ سُوْدٌ فَيَسْئَلُوْنَ الْخَيْرَ فَلَا يُعْطَوْنَهُ فَيُقَاتِلُوْنَ فَيُنْصَرُوْنَ فَيُعْطَوْنَ مَا سَأَلُوْا فَلَا يَقْبَلُوْنَهُ حَتّٰى يَدْفَعُوْهَا اِلٰى رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ فَيَمْلَؤُهَا قِسْطًا كَمَا مَلَؤُوْهَا جَوْرًا فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَأْتِهِمْ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ [۱] (سنن ابن ماجہ ج: ۲ ص: ۱۳۶۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف فرما تھے کہ بنی ہاشم کے کچھ نوجوان آئے۔ جن کو دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور چہرہ کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ہم آپکے چہرے پر ناپسندیدگی کے اثرات دیکھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اہل بیت کے لئے اللہ نے دنیا کے مقابلے آخرت کو پسند کیا ہے۔ اور یقیناً میرے بعد اہل بیت کو آزمائشوں، جلاوطنی اور بے بسی کا سامنا ہوگا۔ یہاں تک کہ مشرق سے کچھ (مجاہدین) لوگ آئینگے جنکے جھنڈے کالے ہونگے چنانچہ وہ (مجاہدین) امارت کا سوال کرینگے لیکن یہ (بنو ہاشم) انکو امارت نہیں دینگے، سو وہ جنگ کرینگے اور انکی مدد کی جائیگی (اور وہ مجاہدین جیت جائینگے) پھر (بنو ہاشم) انکو امارت دینگے لیکن اب وہ اسکو قبول نہیں کرینگے اور میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو امارت دیدینگے جو زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دیگا جیسے پہلے وہ ناانصافی سے بھری ہوئی تھی۔ تو تم میں سے جو بھی اس وقت موجود ہو ان (مجاہدین) کے ساتھ شامل ہو جائے خواہ برف پر گھسٹ کر آنا پڑے۔

فائدہ: مجاہدین کی فتح سے پہلے جس امارت کے سوال کا ذکر ہے وہ اس وقت بھی واضح ہے کہ اگر انصاف اور دیانتداری سے فیصلہ کیا جائے کہ اس وقت عالم اسلام اور خصوصاً عالم عرب کی امارت کا حقدار کون ہے؟

عالم عرب کی امارت کا حقدار کون؟

کون ہے جو اپنی جان دیکر آج اسلام کی کشتی کو اس بھنور سے نکال سکے؟ وہ کون دل والے

حاشیہ [۱] وفی اسنادہ یزید بن ابی زیاد وھو سیئ الحفظ اختلط فی آخر عمرہ وکان یقلب الفلوس (المنار المنیف ج: ۱ ص: ۱۵۰)

ہیں جو امت کے درد میں رات دن تڑپتے رہتے ہیں؟ وہ کون دیوانے ہیں جنھوں نے فلسطین کے بچوں کی سسکیوں پر، عراق کے بوڑھوں کی فریاد کے لئے، بیت اللہ کی حرمت کی خاطر، کشمیر کی بیٹیوں کی عزت کے لئے، افغان کی غیرت کی خاطر اپنا سب کچھ اسلام پر قربان کردیا؟ اپنے دلوں میں رونقوں اور ہنگاموں کی چتا جلا کر انکو امت محمدیہ ﷺ کے درد سے آباد کرلیا؟ اپنی ماؤں اور بہنوں کو خون کے آنسو رلا کر تمام امت کی ماؤں بہنوں کے آنسوؤں کو سمیٹنے کے لئے پہاڑوں کی جانب نکل کھڑے ہوئے؟ وہ کون تھے جنھوں نے آقائے مدنی ﷺ کے شہر کو آقا کے دشمنوں سے بچانے کی خاطر اپنے شہروں کو چھوڑ دیا؟ اے اہل دانش! ذرا بتاؤ تو سہی وہ کون ہیں جنھوں نے اپنی تمام خوشیوں کو آگ لگا کر امت کے غموں کو اپنے دل میں سمیٹ لیا؟ جنھوں نے اپنی جوانی کے ارمانوں کو جلایا، جذبات کا خون کیا، مستقبل کے سپنوں کو قوم کی نظر کردیا، اپنی خواہشات کو ان چراغوں میں جلادیا جو اس تاریک دور میں عالم اسلام کیلئے روشنی کی آخری کرن بنے ہوئے ہیں، بھلا سوچو تو سہی وہ کون ہیں؟

کیا عرب حکمران؟ جنکے دلوں میں فلسطینی معصوم بچوں سے زیادہ یہودیوں کی محبت بھری ہے؟ جو عراق کے مجبور بوڑھوں کو گلے لگانے کے بجائے انکے قاتلوں کے گلوں میں صلیب لٹکاتے ہیں؟ کیا وہ دانشور طبقہ جو ایک کافر کے مرنے پر تو تڑپ اٹھتا ہے لیکن مسلمانوں کی چیخیں ان پر کوئی اثر نہیں کرتیں؟

تیری اس سادگی پہ کون نہ مرجائے فراز

[illegible]

عن ثوبان مولی رسول اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ عصابتان من امتی أحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُوْ الهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عيسى بن مريم عليهما السلام ([illegible] المجتبیٰ ج: ٦ ص: ٤٢)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ (نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام) سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”میری امت کی دو جماعتوں کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے محفوظ فرمایا ہے۔ ایک وہ

جماعت جو ہندوستان سے جہاد کرے گی دوسری وہ جماعت جو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے ساتھ ہوگی (النسائی کتاب [illegible])

عن أبي هريرة قال وعدنا رسول الله ﷺ غزوة الهند فإن أدركتها أنفق فيها نفسي ومالي فإن أقتل كنت من أفضل الشهداء وإن أرجع فأنا أبو هريرة المحرر (سنن النسائی الصحیح: ۲ ص: ۴۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے ہندوستان سے جہاد کا وعدہ فرمایا (حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ) اگر اس جہاد کو میں نے پالیا تو میں اپنی جان و مال اس (جہاد) میں قربان کردونگا، چنانچہ اگر میں شہید ہوگیا تو میں افضل شہداء میں سے ہونگا، اور اگر واپس آگیا تو جہنم سے آزاد ابو ہریرہ ہونگا۔

عن النبي ﷺ قال يغزو قوم من أمتي الهند يفتح الله عليهم حتى يأتوا بملوك الهند مغلولين في السلاسل فيغفر الله لهم ذنوبهم فينصرفون إلى الشام فيجدون عيسى بن مريم عليه السلام بالشام ([illegible] ج ۱ ص: ۴۰۹)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے کچھ لوگ ہندوستان کے خلاف جنگ کرینگے اللہ انکو فتح عطا فرمائیگا، چنانچہ ہندوستان کے بادشاہوں کو زنجیروں میں جکڑ کر لائینگے اللہ تعالیٰ انکے گناہوں کو معاف فرمادیگا، پھر وہ شام کی جانب جائینگے تو شام میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو پائینگے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا ایک لشکر ہندوستان سے جہاد کریگا جس کو اللہ تعالیٰ فتح دیگا۔ چنانچہ یہ لشکر ہند کے حکمرانوں کو زنجیروں اور ہتھکڑیوں میں جکڑ کر لائیگا۔ اللہ اس لشکر کے گناہوں کو معاف فرمادیگا۔ پھر جب یہ لوگ واپس لوٹیں گے تو شام میں ابن مریمؑ کو پائینگے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا اگر میں نے اس جہاد (ہند) کو پالیا تو میں اپنی تمام نئی اور پرانی قیمت فروخت کردونگا (اور بیچ کر) ہندوستان سے جہاد کرونگا۔ سو جب اللہ ہمیں فتح دیدیگا اور ہم واپس آئیں گے تو میں (جہنم سے) آزاد ابو ہریرہ

ہونگا اور وہ (ابو ہریرہ) شام آئے گا تو وہاں عیسیٰ ابن مریمؑ کو پائے گا، چنانچہ میں (ابو ہریرہ) ان (عیسیٰ ابن مریمؑ) سے قریب ہونے کے لئے انتہائی بے قرار ہونگا۔ میں ان کو خبر دونگا کہ یا رسول اللہ (عیسیٰ ابن مریمؑ) میں آپ کے ساتھ شامل ہوگیا ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ (حضرت ابو ہریرہ کی) اس بات پر نبی کریم ﷺ مسکرائے اور ہنسے پھر فرمایا بہت دور بہت دور۔ ۱ (الفتن نعیم بن حماد ج:۱ ص:۴۰۹)

فائدہ: ہندوستان کے خلاف جہاد کی اہمیت کا اندازہ ان احادیث سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان مجاہدین کی فضیلت اس جماعت کے ساتھ بتائی گئی ہے جو عیسیٰ بن مریم کے ساتھ ملکر دجال سے جہاد کرے گی۔ یہ آپ ﷺ نے غالباً اس لئے فرمایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سارے مجاہدین حضرت مہدی کے ساتھ جہاد کے شوق میں عرب میں جمع ہو جائیں اور ہندوستان سے غافل ہو جائیں۔ حالانکہ ہندوستان سے جہاد بھی اسی مشن کا حصہ ہے جس کے لئے حضرت مہدی جہاد کر رہے ہونگے سو مجاہدین ہند کی بھی وہی فضیلت بتائی گئی جو دوسری جماعت کی ہوگی۔ پھر ساتھ ساتھ یہ خوشخبری بھی دی گئی کہ ہندوستان فتح کرکے آنے والوں کو یہ ملال بھی نہ رہے کہ انہیں حضرت مہدی یا عیسیٰ ابن مریمؑ کے ساتھ جہاد کا موقع نہ مل سکا اسلئے فرمایا کہ واپس آکر وہ عیسیٰ ابن مریمؑ کو پالیں گے۔

ان احادیث میں ہندوستان کا اسلام کے لئے خطرناک ہونا بھی بتایا گیا ہے اور دجال کیساتھ اسکے اتحاد (Alliance) کی طرف اشارہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسکی فضیلت ایسی ہے جیسے خود دجال سے جنگ کرنے والوں کی۔ نظریاتی اور تہذیبی اعتبار سے یہودیوں کا سب سے پکا دوست ہندوستان ہے نیز جنوبی ایشیاء کو کنٹرول کرنے کیلئے ہندوستان کو مضبوط کیا جارہا ہے۔ اس وقت انکا مکمل زور بھارت کو مضبوط کرنے پر ہے۔ اس کے علاوہ اس خطہ میں وہ جگہ بھی ہے جہاں سے دجال کے خلاف ایک لشکر نکلے گا جو حضرت مہدی کی حمایت کریگا بلکہ انکو مضبوط کریگا۔ اس

حاشیہ: ۱ اس کی سند ضعیف ہے۔

لئے اس وقت سے پہلے ہی یہودی بھارت کو ناقابل تسخیر (Undefeatable) بنانا چاہتے ہیں اور ہر اس قوت کو ختم کرنا چاہ رہے ہیں جو بھارت کیلئے خطرہ پیدا کر سکے۔

پاکستان پر مسلسل دباؤ اور بھارت کی مکمل حمایت کو اسی تناظر (Perception) میں دیکھنا چاہئے۔ جہاد کشمیر کا خاتمہ، پاکستان میں مجاہدین پر پابندیاں، قبائل اور افغانستان میں مخلص مجاہدین کے گرد گھیرا تنگ کیا جانا۔ کیا ان سب کو دیکھ کر اب بھی نہیں لگتا کہ ہمارا دشمن ان احادیث پر ہم سے پہلے عمل درآمد شروع کر چکا ہے اور ہم ہیں کہ ابھی فرصت ہی نہیں۔

لیکن ان سب حالات کو دیکھ کر نبی ﷺ کی احادیث پر ایمان رکھنے والوں کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے انہیں پہلے سے زیادہ اپنے کام میں جوش و جذبہ اور نئے جنون کے ساتھ لگ جانا چاہئے۔ یہود و ہنود کے سیاسی پنڈت جو چاہیں اہل حق کو ختم کرنے کے لئے چالبازیاں اور امن مذاکرات کی چالیں چلتے رہیں لیکن محمد عربی ﷺ کا رب آسمانوں میں اپنی تدبیریں فرما رہا ہے اور یہود و ہنود کی یہی چالیں ان پر الٹنے والی ہیں جن سے مجاہدین کے لئے نئے راستے نکلنے والے ہیں، صرف اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی استقامت کا امتحان لینا چاہتا ہے۔

فائدہ: نیز ہندوستان کے جہاد میں مال خرچ کرنے کی اتنی فضیلت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرما رہے ہیں کہ میں اس جہاد میں اپنی ساری نئی اور پرانی جائداد فروخت کر دونگا۔

عَنْ كَعْبٍ قَالَ يَبْعَثُ مَلِكٌ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ جَيْشًا إِلَى الْهِنْدِ فَيَفْتَحُهَا وَيَأْخُذُ كُنُوزَهَا فَيَجْعَلُهُ حِلْيَةً لِبَيْتِ الْمَقْدِسِ وَيُقْبِلُوا عَلَى مُلُوكِ الْهِنْدِ مُغَلَّلِينَ يُقِيمُ ذَلِكَ الْجَيْشُ فِي الْهِنْدِ إِلَى خُرُوجِ الدَّجَّالِ [۱] ([redacted] ج ۱ ص ۴۰۲)

ترجمہ: حضرت کعب نے فرمایا بیت المقدس کا ایک بادشاہ ہندوستان کی جانب ایک لشکر روانہ کریگا۔ چنانچہ وہ لشکر ہندوستان فتح کریگا اور اسکے خزانے حاصل کریگا۔ تو وہ بادشاہ اس خزانے سے بیت المقدس کو آراستہ کریگا۔ اور وہ (مجاہدین) ہندوستان کے بادشاہوں کو قیدی بنا کر لائیں گے۔ یہ لشکر ہندوستان میں دجال کے آنے تک قیام کریگا۔

حاشیہ [۱] اس کی سند ضعیف ہے۔

فائدہ ۱: جہاد کے مخالفین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ دہلی کے لال قلعے پر اسلام کے جھنڈے گاڑھنے کی باتیں دیوانے کے خواب سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ حالانکہ اس روایت میں بھی اور گذشتہ روایات میں بھی آپ نے پڑھا کہ یہ کوئی دیوانے کا خواب نہیں بلکہ وہ حقیقت ہے جس کا نبی آخر الزماں ﷺ نے مجاہدین سے وعدہ فرمایا ہے۔ اور جو وعدہ ہمارے نبی صادق ﷺ نے فرمادیا وہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا، بھلے ہی بھارت کتنا ہی طاقتور ہو جائے، وہ کتنی ہی عسکری تیاریاں کرتا رہے، رحمۃ للعالمین ﷺ کا رب وہ دن ضرور لائے گا جب لال قلعے پر اسلام کا پرچم لہرا رہا ہوگا۔

ان احادیث میں یہ ذکر ہے کہ بیت المقدس میں موجود امیر یا حاکم ہندوستان کی جانب لشکر روانہ کریگا۔ اگر ہم تاریخ میں دیکھیں تو ابھی تک ایسا کبھی نہیں ہوا کہ بیت المقدس سے کوئی لشکر ہندوستان فتح کرنے کے لئے آیا ہو۔ چنانچہ یہ پیشن گوئی ابھی پوری ہونا باقی ہے۔ بیت المقدس سے آنے والے لشکر میں تمام مجاہدین شامل ہوسکتے ہیں۔ جہاد کشمیر میں قربانیوں کا جو اتنا طویل تسلسل ہے، انشاء اللہ یہ رائیگاں نہیں جائے گا، بلکہ انشاء اللہ یہی سلسلہ اس فتح تک پہنچے گا۔

فائدہ ۲: آج کل بھارت کی معاشی حالت بڑی مستحکم ہوتی جارہی ہے، اور دنیا کی دولت بھارت کی جانب کھنچی چلی آرہی ہے۔ اس حدیث میں مسلمانوں کو اور خصوصاً پاکستان کے مسلمانوں کو خوشخبری ہے کہ پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ ساری دولت مالِ غنیمت میں اللہ کی راہ میں قتال کرنے والوں کو ہی ملنے والی ہے۔

فائدہ ۳. یہ لشکر ہندوستان میں دجال کے آنے تک قیام کرے گا۔ کیونکہ دجال کے آنے کے بعد کفر و اسلام کے درمیان دوبارہ جنگوں کا آغاز ہو جائے گا۔

اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد

یہاں چند گذارشات مجاہدین سے کرنا ضروری ہے۔ اس وقت دنیا کے مختلف خطوں میں مجاہدین جہاد کر رہے ہیں، کچھ مجاہدین ہندوستان کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں تو کچھ افغانستان میں امریکہ کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ اسی طرح چیچنیا، فلسطین، عراق اور دیگر خطوں میں مجاہدین مصروف ہیں۔ اگر غزوہ ہند والی حدیث اور خراسان والی حدیث کو سامنے رکھا جائے تو

خراسان کے مجاہدین اور کشمیر اور ہندستان کے مجاہدین کا آپس میں بہت گہرا تعلق بنتا ہے۔ لہٰذا ان دونوں مجاہدین کو اس تعلق کو ہر وقت اپنے ذہن میں رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وقتی حالات اور حکمرانوں کی پالیسیوں کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کی مخالفت کرنا شروع کردیں، اور اس طرح ہماری توانائیاں کافروں کے بجائے آپس میں ہی خرچ ہونا شروع ہوجائیں۔ ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ جس خطے میں مجاہدین جہاد کررہے ہیں ان کا مقصد کیا ہے؟ اگر جانیں دینے والوں کا مقصد اسلام کی سربلندی ہے تو پھر کسی کی باہری امداد کی وجہ سے اس شرعی جہاد کو غیر شرعی نہیں قرار دیا جاسکتا۔ ہاں البتہ اگر کوئی خامی کسی تحریک میں پائی جاتی ہو تو اسے سب مجاہدین کو مل کر ختم کرنا چاہئے نہ کہ اس کو بنیاد بنا کر انکے خلاف پروپیگنڈہ۔

اگر ہم صرف اس وجہ سے جہاد کشمیر کو غیر شرعی قرار دینا شروع کردیں کہ وہاں حکومت کی امداد ہے تو پھر جہاد کے مخالفین کو ہم دنیا میں چلنے والے کسی بھی جہاد کے بارے میں مطمئن نہیں کرسکتے۔ اگر کل تک جہاد کشمیر اس لئے فرض تھا کہ وہاں امت کی بیٹیوں کی عصمت لٹتی تھی، ماؤں کے لال سنگینوں پر اچھالے جاتے تھے، بہنوں کی چادروں کو پامال کیا جاتا تھا، ایک مسلم سرزمین پر کافر قبضہ کر بیٹھے تھے، تو یہ تمام شرائط آج بھی وہاں موجود ہیں، بلکہ اب تو انکے خطرات پہلے سے زیادہ بڑھ گئے ہیں، اور "باہری امداد" بند ہونے کے بعد تو وہ اور زیادہ مظلوم ہوجائیں گے، تو پھر آج جہاد کشمیر کس طرح غیر شرعی ہوسکتا ہے؟

جس جہاد کی جو فضیلت آپ ﷺ نے بیان فرمائی وہ ایک اٹل حقیقت ہے، اور ہمارے ایک دوسرے کو برا کہنے یا اس میں خامیاں نکالنے سے اخلاص کے ساتھ جہاد کرنے والوں کی فضیلت کم نہیں ہوجائے گی، ہاں البتہ ہم خود اپنا ہی نقصان کریں گے کہ جس وقت دنیا کی تمام اسلامی تحریکوں کو متحد کرنے کی ضرورت تھی تو ہم خود ہی ان میں تفریق کی بنیاد ڈال رہے تھے، اس وقت شہداء کے رب کو یہ بات ہرگز پسند نہیں ہوگی کہ جہاد کے راہی پھر وہی غلطیاں دہرانا شروع کردیں جو ماضی میں ان سے ہوتی رہی ہیں۔

اس وقت اگر حکومت اپنی پالیسی تبدیل کررہی ہے اور مجاہدین کشمیر بے سروسامانی کے عالم

میں دنیا کے ایک بڑے کفر سے برسرِ پیکار ہیں تو اس نازک وقت میں انھیں اپنے ساتھیوں سے ہمدردی اور دعاؤں کی توقع ہے نہ کہ طعن و تشنیع اور الزام تراشیوں کی۔ ہم خود کو مجاہد بھی سمجھیں اور اپنے ساتھیوں کے جہاد کو غیر شرعی بھی کہیں تو پھر غیروں میں اور اپنوں میں کیا فرق رہ جائے گا؟

نیز ان دونوں تحریکوں میں فرق کرنا کسی بھی اعتبار سے درست نہیں ہے، کیونکہ ہم جس خطہ میں ہیں وہاں بھارت کو نظر انداز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ابھی تک ہم اپنی ترجیحات ہی متعین نہیں کر سکے، کہ ہمارے جہاد کا مقصد کیا ہے؟ اس وقت خواہ خراسان کا لشکر ہو یا مجاہدین کشمیر کا اس میں شامل اکثر مجاہدین کو پہلے بھارت فتح کرنا پڑیگا اسکے بعد آخری دشمن یہودیوں سے نمٹنے کے لئے جانا ہے، یہودی اس حقیقت کو بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں، جسکی وجہ سے انھوں نے بھارت کو انتہائی مضبوط بنانے کا فیصلہ کیا ہے، سو آپ کتنا بھی بھارت سے درگزر کرنا چاہیں اللہ تعالیٰ جلد ایسے حالات پیدا کر دیگا کہ آپ کو ہندوستان کا رخ کرنا ہی ہوگا۔ کیا مجاہدین نے کبھی سوچا ہے کہ کیا وجہ ہوئی کہ آپ غزوہ ہند والی حدیث کو بھول گئے جس میں اس جہاد کو افضل جہاد قرار دیا گیا ہے؟ مجاہدین کو اس وقت ہر قسم کے تعصب سے بچنا ہے، خواہ وہ لسانی تعصب ہو یا علاقائی، ماضی میں جو خامیاں اور کوتاہیاں ہوتی رہی ہیں ان میں غور کر کے ان سے دامن چھڑانا چاہئے، اور اسلام کو ہر جماعت اور ہر پرچم پر مقدم رکھنا چاہئے۔ بلکہ حالات کو دیکھتے ہوئے سب کو ایک پرچم کے تحت ہونا چاہئے، اور پرانی رنجشوں، کدورتوں اور اختلافات کو بھلا کر یکسوئی کے ساتھ جہاد کو پروان چڑھانا چاہئے۔ جس جہاد کو قرآن سکھانا چاہتا ہے اس جہاد کو لیکر آگے بڑھنا ہے، ورنہ خیال رہے کہ اللہ کی ذات بہت بے نیاز ہے، اسکو ایسے بندے پسند ہیں جن میں عاجزی، تواضع، اور اخلاص ہو۔ اور دنیا میں تحریکیں بھی وہی چلتی ہیں جنکا نصب العین واضح ہو۔

صوبہ سرحد کے بارے میں پیشن گوئی

صوبہ سرحد اور قبائل کے بارے میں شاہ نعمت اللہ ولی کی پیشن گوئیاں بھی ہیں جو یقیناً اہل ایمان کے لئے دلی تسلی اور تقویت کا باعث ہونگی۔ ان پیشن گوئیوں کو شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے اپنی کتاب "الاربعین" میں بھی نقل فرمایا ہے۔ یہ پیشن گوئیاں فارسی میں اشعار کی شکل میں ہیں۔ اگر

چند پیشن گوئیاں کوئی قطعی یقین نہیں دیتیں البتہ ان میں سے کئی اشعار کی احادیث سے بھی تائید ہوتی ہے۔ یہاں ہم انکا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ فرمایا: "اچانک مسلمانوں کے درمیان ایک شور برپا ہوگا اور انکے بے ہودہ کافروں (بھارت) سے ایک بہادرانہ جنگ کرینگے پھر محرم کا مہینہ آئیگا اور وہ مسلمانوں کے ہاتھ میں تلوار دیدیگا اور وہ مسلح ہو کر جارحانہ اقدام کرینگے پھر حبیب اللہ نامی ایک شخص جو اللہ کی طرف سے صاحب قرآن ہوگا، اللہ کی مدد کیساتھ اپنی تلوار میان سے نکالے گا۔

"صوبہ سرحد کے بہادر غازیوں کے لشکر سے زمین مرقد کی طرح لرز اٹھے گی لوگ دیوانہ وار جہاد کیلئے آگے بڑھیں گے اور راتوں رات ٹڈیوں اور چیونٹیوں کی طرح حملہ کرینگے یہاں تک کہ افغانی قوم فتح حاصل کرلے گی۔ جنگل پہاڑ اور دشت و دریا سے قبائل تیزی کے ساتھ ہر طرف سے آتشیں اسلحہ لئے ہوئے سیلاب کے مانند امڈ پڑینگے۔ پنجاب، دہلی، کشمیر، دکن اور جموں کو اللہ کی غیبی مدد سے فتح کرلینگے۔ دین اور ایمان کے تمام بدخواہ مارے جائینگے اور تمام ہندوستان ہندوانہ رسموں سے پاک ہو جائیگا۔ ہندوستان کی طرح یورپ کی بھی قسمت خراب ہو جائیگی اور تیسری جنگ عظیم چھڑ جائیگی۔" یہ جنگ و جدال چند سال تک سمندر اور میدان میں وحشیانہ طور سے جاری رہے گی۔ بے ایمان ساری دنیا کو تباہ کر دینگے آخر کار ہمیشہ کے لئے جہنم کا ایندھن بن جائینگے۔ اچانک موسم حج میں حضرت مہدی خروج فرمائینگے۔

فائدہ: عقل پاک بھارت مذاکرات پر حیران ہے کہ یہ کیسے مذاکرات ہیں جس میں پاکستان ہی ساری قربانی دے رہا ہے جبکہ بھارت کی مکاری کا یہ عالم ہے کہ پہلے تو وہ مشرقی سرحدوں سے ہی ہمارے ملک میں دہشت گردی کراتا تھا اب جلال آباد اور پولدک میں بھی اس نے دہشت گردی کے اڈے کھول لئے ہیں؟

عقل کا نام جنوں رکھدیا جنوں کا خرد

صوبہ سرحد [illegible]

اللہ تعالیٰ جب اپنے دین کو مضبوط کرنے اور کفر پر غالب کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کام کے لئے اس کی رحمت ہر فرد اور ہر قوم کی جانب متوجہ ہوتی ہے۔ جو فرد یا قوم اللہ کی رحمت کو لینے

میں ذرا بھی پس و پیش سے کام لیتی ہے تو یہ رحمت دوسرے علاقے کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔

اس اہم ذمہ داری کو اٹھانے کے لئے اللہ رب العزت کے ہاں کچھ اصول ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

ترجمہ: اے ایمان والو! تم میں سے جو دین (جہاد) سے منہ موڑ جائے گا تو اللہ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جن سے اللہ محبت کرتا ہوگا اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہونگے، وہ مسلمانوں کے لئے بہت نرم اور کافروں کے لئے انتہائی سخت ہونگے۔ (ان کی شان یہ ہوگی کہ) وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرینگے، اور (جہاد کے بارے میں) ملامت کرنے والوں کی پرواہ نہیں کرینگے۔ اور یہ تو اللہ کا فضل ہے وہ جس پر چاہتا ہے فرماتا ہے۔

خلافت عثمانیہ ٹوٹنے کے بعد نصف صدی سے زائد تک اللہ کی رحمت خلافت کے قائم کرنے کے لئے مختلف شخصیات اور مختلف قوموں کی طرف متوجہ ہوتی رہی کہ خلافت قائم کر کے اسلام کو کہیں ٹھکانہ مل جائے۔ یہ رحمت کبھی مسلمانان ہند کی طرف متوجہ ہوئی تو کبھی پاکستان کی طرف آئی، کبھی مصر کی تاریخی علمی درسگاہوں کا دروازہ کھٹکھٹایا تو کبھی حجاز کے بدوی خوانوں کے پاس گئی۔ غرض رحمت الٰہی ہر طبقے اور ہر قوم کی جانب متوجہ ہوئی، لیکن تمام وسائل، علمی درسگاہیں، اور جدید حالات سے آگاہی کے باوجود بھی اسلام کو کہیں ٹھکانہ نہ مل سکا۔ اور ایک ہی جواب آیا کہ ان تند و آندھیوں میں ہم تو خود کو نہیں سنبھال سکتے۔

پھر اسلام ایک سیدھے سادے افغانی کے پاس آیا اور کہا کہ نصف صدی بیت گئی مجھے "غریب" بنے ہوئے لیکن ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کے ہوتے ہوئے کوئی ٹھکانہ دینے کو تیار نہیں۔ یہ سن کر افغانی نے اپنی چادر کاندھے پر سنبھالتے ہوئے کہا" اگرچہ میرے پاس ان بوسیدہ کپڑوں اور اس چادر کے سوا کچھ نہیں لیکن میں جس حال میں بھی رہونگا تجھ کو تنہا نہیں چھوڑونگا

یہاں تک کہ میری جان میرے جسم کو خیر باد کہہ جائے۔

پھر کیا تھا کائنات کا رب تو بس ایسے ہی سادہ لوگوں اور ایسی ہی سادہ باتوں کو پسند کرتا ہے۔ سو پسند کر لیا۔ پھر ایمان والے بھی ان کو پسند کرنے لگے، اور ایک ارب تیس کروڑ مسلمانوں کا امام، اور قافلہ محمدیہ ﷺ کا (سردار، سربراہ) اس قوم کو بنا دیا گیا۔

ان اللہ والوں کے خلاف اسلام سے بغض رکھنے والوں کی زبانیں کتنی ہی لمبی ہو جائیں، جو ہم نے کہہ دیا وہ دوپہر میں چمکتے سورج کی طرح اٹل حقیقت ہے۔ اور عربی کی ایک کہاوت ہے لَوْمُ الْخُفَّاشِ لَا يَضُرُّ الشَّمْسَ وَعُوَاءُ الْكَلْبِ لَا يُظْلِمُ الْبَدْرَ یعنی سورج کو چمگادڑوں کے گالیاں دینے سے اس کو گہن نہیں لگا کرتا، اور چودھویں رات کے چاند پر کتوں کے بھونکنے سے چاند کا نور ماند نہیں پڑ جاتا۔

قوم افغان بھی امت مسلمہ کے لئے سورج اور چاند ہے۔ قندھار کے افق سے نمودار ہونے والے اس چاند نے اندھیری رات کے مسافروں کو راستوں سے روشناس کرایا، اس چاند کی چاندنی نے ایک ارب تیس کروڑ انسانوں کے خاموش سمندر میں مدوجزر پیدا کیا، یہ چاند کل بھی چمکا اور آج بھی ہر اس انسان کے دل میں چمکتا ہے جو نبی ﷺ کے دین سے محبت رکھتا ہے۔ اس چاند کو ابھی بھی گہن نہیں لگا، بلکہ یہ ان شاء اللہ کل دہلی کے لال قلعہ پر اپنے نور کی برسات کرتا ہوا، آگرہ کے تاج محل کو چودھویں کی چاندنی رات میں توحید کا غسل کرائے گا اور اسی چاند سورج کی کرنوں سے قبلہ اول پر پڑنے والے منحوس سائے ہمیشہ کے لئے چھٹ جائیں گے۔ کفر کے خوف سے ٹھٹھرتی اس امت کی رگوں میں اس سورج کی کرنوں سے حرارت پیدا ہوگی۔

لہٰذا خون مسلم سے روشن چراغوں کو دجالی میڈیا کی پھونکوں سے نہیں بجھایا جا سکتا اور کسی کے تسلیم نہ کرنے سے حقیقت تبدیل نہیں ہو جایا کرتی، حقیقت وہی ہے جو آنکھوں سے نظر آ رہی ہے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کر دیتا ہے۔

اس قوم کے اندر وہ تمام چیزیں پائی گئیں جو اللہ کے انتخاب کے لئے کافی ہوتی ہیں۔ جن میں غیرت دینی، حمیت ایمانی، اہل بدر کی طرح طہارت، مہمان نوازی، اسلامی شعائر سے بے انتہا

محبت، مضبوط معاشرتی نظام، جدید جاہلی تہذیب کے اثرات سے پاک رہنا وغیرہ شامل ہیں۔

غافل لوگ خوش ہوتے ہیں۔ طالبان ختم ہو گئے، ڈنڈے کے زور پر بننے والی تمہاری اسلامی حکومت مٹ گئی، لیکن اہل دل جانتے ہیں کہ طالبان ختم نہیں ہوئے بلکہ وہ آج بھی ایمان والوں کے دلوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ کسی ایمان والے گھر میں، دعا کے لئے اٹھنے والے ہاتھ طالبان کے لئے دعا کئے بغیر گر جاتے ہوں۔ یہ میری جذباتیت یا عقیدت نہیں بلکہ زندہ حقیقت ہے۔ حکومت ختم ہو جانے کے بعد بھی مسلمانوں میں ان کی محبت کا یہ عالم ہے کہ جب طالبان امریکیوں کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے جاتے ہیں تو جیسے ہی پہلے فائر کی آواز مقامی لوگوں کے گھروں میں پہنچتی ہے تو کوئی ماں یا بہن سب سے پہلے دوڑ کر چولہے پر چائے کا بڑا دیگچہ چڑھا دیتی ہے، وہ سمجھ جاتی ہے کہ کفر و اسلام کے آخری معرکے کے سپاہی، تھکے ہارے اسی راستے سے واپس آئیں گے تو وہ اللہ والوں کو چائے پلا کر اپنا بھی نام ان میں لکھوا لے گی۔ یہ کسی ایک گھر کی کہانی نہیں بلکہ حملے کی جگہ سے پیچھے مرکز تک ہر گھر میں اس رات شادی کا سا سماں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کن معرکے میں بھی اس قوم کا بڑا حصہ رکھا ہے۔ اور اس وقت جہاد کی میزبانی اس خطے میں پختونوں کے حصے میں آئی ہے۔ لہٰذا ان پر دو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اول جہاد کے علم کو بلند رکھنا اور خود کو ان تمام بیماریوں سے دور رکھنا جن سے فاتح قومیں متاثر ہو جایا کرتی ہیں۔ اور دوسرا اس علم کے پیچھے چلنے والے تمام قافلے کو متحد و منظم رکھنا۔

انسانی نفسیات کا مطالعہ کرنے والے یہودی دماغ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ پاکستان میں صوبہ سرحد کے مسلمان یہود و ہنود کے عزائم کے راستے میں سب سے بڑی دیوار ہیں۔ لہٰذا اس دیوار کو گرانے یا کمزور کرنے کے لئے بھارت و اسرائیل کی جانب سے بہت تیزی کے ساتھ کام جاری ہے۔ اسلئے صوبہ سرحد کے اندر مساجد کے کردار کو زیادہ سے زیادہ فعال بنانے کی ضرورت ہے۔

افغان کی غیرت دیں کا ہے یہ علاج
ملا کو اس کے کوہ و دمن سے نکال دو

جنگِ عظیم میں مسلمانوں کی پناہ گاہ

عن مکحول قال قال رسول الله ﷺ للمسلمین ثلاثة معاقل فمعقلهم من الملحمة الکبری التي تکون بعمق انطاکیة دمشق ومعقلهم من الدجال بیت المقدس ومعقلهم من یاجوج وماجوج طور سیناء. (السنن الواردة في الفتن، ورواه ابو نعیم في حلیة الاولیاء ج: ٦ ص: ١٤٦)

ترجمہ: حضرت مکحولؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں (مسلمانوں) کے لئے تین پناہ گاہیں ہیں، جنگِ عظیم جو کہ عمق انطاکیہ میں ہوگی، اس میں پناہ گاہ دمشق ہے، دجال کے خلاف پناہ گاہ بیت المقدس ہے اور یاجوج ماجوج کے خلاف پناہ گاہ طور پہاڑ ہے۔

فائدہ ۱: یہ روایت مرسل ہے لیکن ابونعیم نے اس کو محمد بن علی بن حسین بن فاطمہ بنت رسول ﷺ کے طریق سے بھی روایت کیا ہے۔

فائدہ ۲: اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ **الملحمة الکبری** (جنگِ عظیم) ''عمق'' میں ہوگی۔ یہ وہی عمق (یا اعماق) ہے جو حلب کے قریب ہے۔

عن عبد الله بن بسر قال قال رسول الله ﷺ بین الملحمة وفتح القسطنطینیة ست سنین ویخرج الدجال في السابعة. (ابن ماجه ج: ٢ ص: ١٣٧)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن بُسر سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنگِ عظیم اور شہر (قسطنطنیہ) کی فتح میں چھ سال کا عرصہ لگے گا اور ساتویں سال دجال نکلے گا۔

فائدہ: جنگِ عظیم اور فتح قسطنطنیہ کے بارے میں دو روایتیں آئی ہیں، ایک میں جنگِ عظیم اور فتح قسطنطنیہ کے درمیان چھ مہینے کی مدت کا ذکر ہے اور دوسری روایت میں یہ مدت چھ سال بیان کی گئی ہے۔ سند کے اعتبار سے علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں چھ سال والی روایت کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔[1]

---

[1] حاشیہ فتح الباری ج ۶ ص: ۲۷۸

نیز ابوداؤد کی شرح عون المعبود میں ملا علی قاری کا یہ قول نقل کیا گیا ہے " جنگ عظیم اور خروج دجال کی سات سال زیادہ صحیح ہے بمقابلہ سات مہینے کے یعنی جنگ عظیم اور فتح قسطنطنیہ کے درمیان چھ سال کا عرصہ ہے اور ساتویں سال دجال نکل نکلے گا ؎

قال نافع بن عتبة قال رسول الله ﷺ تغزون جزيرة العرب فيفتحها الله ثم فارس فيفتحها الله ثم تغزون الروم فيفتحها الله ثم تغزون الدجال فيفتحه الله

(مسلم ج: ٤ ص: ٢٢٢٥ صحيح ابن حبان ٦٦٧٢)

ترجمہ: حضرت نافع ابن عتبہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا " تم لوگ (میرے بعد) جزیرۃ العرب میں جنگ کرو گے سو اللہ تعالیٰ اس کو (تمہارے ہاتھوں) فتح کرائے گا پھر تم فارس کی مملکت سے جنگ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس کو (بھی) فتح کرائے گا، پھر تم روم کی مملکت سے جنگ کرو گے چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو فتح کرائے گا، اور پھر تم دجال سے جنگ کرو گے اللہ اس پر تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے مکمل تاریخ اسلام بیان فرمائی ہے۔ جزیرۃ العرب اور فارس (عراق اور ایران) حضرت عمرؓ کے دور خلافت تک فتح ہو چکے تھے۔ جہاں تک روم کی فتح کا تعلق ہے تو رومی سلطنت (Roman empire) 395 عیسوی میں رومن بادشاہ تھیوڈوسس (Theodosius) کے مرنے کے بعد دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی: ایک حصہ مشرقی روم جسکا دارالحکومت قسطنطنیہ (استنبول) تھا۔ رومی سلطنت کا یہ حصہ بازنطینی (Byzintine) سلطنت کے نام سے مشہور ہوا۔ اور دوسرا حصہ مغربی روم جس کا دارالحکومت موجودہ اٹلی کا شہر "روم" تھا۔

لہٰذا اگر حدیث میں فتح روم سے مشرقی حصہ مراد لیا جائے تو یہ خلافت عثمانیہ کے سلطان فاتح محمدؒ کے ہاتھوں 1453 میں فتح ہو چکا ہے۔ اور اگر اس سے مکمل رومی سلطنت کی فتح مراد ہے تو وہ ابھی باقی ہے اور جلد ان شاء اللہ مکمل ہو گی۔

؎ حاشیہ: عون المعبود ج:١١ ص:٢٧٢

ف ۲: اس حدیث مبارک میں نبی کریم ﷺ نے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی کے یہ فتوحات جنگ کے نتیجے میں ہونگی۔ اور اللہ تعالیٰ مجاہدین کے ذریعے یہ فتوحات کرائے گا۔ لہٰذا ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا ضروری ہے جو آپ ﷺ نے بیان فرمایا کہ کفر کو شکست جہاد کے ذریعے ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔ لہٰذا کسی کا یہ کہنا کہ کفر نے کبھی مسلمانوں سے شکست نہیں کھائی تمام تاریخ اسلام کا تو انکار ہے ہی بلکہ اللہ تعالیٰ کی مصلحتوں، نبی کریم ﷺ کی سیرت اور صحابہ کرامؓ کی بے شمار جانوں کی قربانی کا بھی مذاق اڑانا ہے۔ سو جس کے دل میں رتی برابر بھی ایمان ہو اس کو ایسے طفلانہ جملے کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے ورنہ ایمان جانے کا خطرہ ہے۔

مجاہدین کے نعروں سے روم (ویٹی کن سٹی Vatican city) کا فتح ہونا

عن ابی ہریرۃؓ ان النبی ﷺ قال سمعتم بمدینۃ جانب منها فی البر وجانب منها فی البحر قالوا نعم یا رسول اللہ قال لا تقوم الساعۃ حتی یغزوها سبعون الفا من بنی اسحاق فاذا جاؤوها نزلوا فلم یقاتلوا بسلاح ولم یرموا بسهم قالوا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر فیسقط احد جانبیها قال ثور لا اعلمه الا قال الذی فی البحر ثم یقولوا الثانیۃ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر فیسقط جانبها الآخر ثم یقولوا الثالثۃ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر فیفرج لهم فیدخلوها فیغنموا فبینما هم یقتسمون المغانم اذ جاءهم الصریخ فقال ان الدجال قد خرج فیترکون کل شیء ویرجعون (مسلم ج: ۴ ص: ۲۲۳۸)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ نے (صحابہ سے) پوچھا کیا تم نے کسی ایسے شہر کے بارے میں سنا ہے جس کے ایک طرف سمندر اور دوسری طرف جنگل ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ حضرت اسحٰقؑ کی اولاد میں سے ستر ہزار آدمی اس شہر کے لوگوں سے جنگ نہیں کر لینگے۔ چنانچہ حضرت اسحٰقؑ کی اولاد میں سے وہ لوگ (جنگ کے ارادے سے) اس شہر میں آئینگے، تو اس شہر کے باہر (نواحی علاقے میں) پڑاؤ ڈالینگے۔ (اور شہر کا محاصرہ کرلینگے) لیکن وہ لوگ شہر

والوں سے ہتھیاروں کے ذریعے جنگ نہیں کرینگے اور نہ انکی طرف تیر پھینکیں گے بلکہ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کا نعرہ بلند کرینگے اور شہر کی دو طرف کی دیواروں میں سے ایک دیوار گر پڑے گی۔ (اس موقع پر) حدیث کے راوی ثور ابن یزیدؒ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے یہاں سمندر کی جانب والی دیوار کہا تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ پھر وہ لوگ دوسری مرتبہ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کا نعرہ لگائینگے تو شہر کی دوسری جانب والی دیوار بھی گر پڑے گی۔ اسکے بعد وہ لوگ تیسری مرتبہ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کا نعرہ بلند کرینگے تو انکے لئے شہر میں داخل ہونے کا راستہ کشادہ ہو جائیگا اور وہ شہر میں داخل ہو جائینگے۔ پھر وہ مال غنیمت جمع کرینگے۔ اور اس مال غنیمت کو آپس میں تقسیم کر رہے ہونگے کہ اچانک یہ آواز آئے گی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ دجال نکل آیا ہے۔ چنانچہ وہ سب کچھ چھوڑ کر (دجال سے لڑنے کے لئے) واپس لوٹ آئینگے۔ (مسلم)

فائدہ: یہاں جس شہر کا ذکر ہے اس سے مراد وہ شہر ہے جہاں عیسائیوں کا بڑا پاپ ہوتا ہے۔ اس وقت عیسائیوں کا پاپ اٹلی کے شہر ویٹی کن سٹی میں ہوتا ہے۔

جن احادیث میں شہروں کے دروازوں اور دیواروں کا ذکر ہے تو دیواروں سے مراد حقیقی دیوار بھی ہو سکتی ہے اور اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ دیوار سے مراد اس شہر کا دفاعی نظام ہو۔ اسی طرح دروازوں سے مراد اس شہر میں داخل ہونے والے راستے بھی ہو سکتے ہیں۔

کیا ان جنگوں میں اسرائیل تباہ ہو جائے گا؟

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دجال سے پہلے ہونے والی جنگوں میں اس خطہ میں موجود متحدہ دشمنوں کو مکمل طور پر شکست ہو جائے گی؟ اگر مکمل شکست ہوگی تو اسرائیل رہے گا یا ختم ہو جائیگا؟

جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے تو احادیث میں غور کرنے کے بعد یہ بات زیادہ مناسب لگتی ہے کہ اس خطہ میں موجود دشمن مکمل طور پر شکست کھا جائے گا۔ کیونکہ صحیح احادیث میں یہ آیا ہے کہ حضرت مہدی کے دور میں مکمل امن وامان اور خوشحالی ہوگی۔ اور یہ اسی صورت میں ہی ممکن ہے کہ جب دشمن ان علاقوں سے بھاگ جائے۔ نیز فتح قسطنطنیہ اور فتح روم والی حدیثیں بھی اس بات کی

تائید کر رہی ہیں کہ عرب کے خطے میں موجود دشمن شکست کھا جائے گا۔ اب رہا اسرائیل کا مسئلہ تو یہ واضح ہے کہ جب کافروں کی متحدہ فوجوں کو مار پڑے گی تو اس میں اسرائیل کی قوت بھی ختم ہو جائے گی۔

دجال کے بارے میں آتا ہے کہ وہ کسی بات پر غصہ ہو کر نکلے گا[1] ممکن ہے جب کفر کو واضح شکست ہو جائے تب دجال غصہ کی حالت میں نکلے اور شکست خوردہ کفریہ طاقتیں دوبارہ اس کے ساتھ اکٹھا ہو جائیں گی۔ یہاں ہم خود یہودی کتابوں سے مختصر حوالے پیش کر رہے ہیں جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہودیوں کی ناپاکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسرائیل کو تباہ و برباد کر دے گا۔

اگرچہ یہود ان آیات میں تاویلیں کرتے ہیں۔ اسرائیل میں واپسی کے جس دن کا یہودی انتظار کر رہے ہیں اس دن کے بارے میں خود انکی کتابوں میں بڑا عجیب و غریب نقشہ کھینچا ہے۔ لیکن یہودی اپنی فطری چالبازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انکو غلط معنی پہنا کر لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ انکی کتاب ایزاخیل میں ہے:

"پھر اللہ کہتا ہے کہ کیونکہ تم لوگ میرے نزدیک کھوٹے سکے ثابت ہوئے ہو اسلئے تمہیں یروشلم میں جمع کرونگا جیسے لوگ سونا، چاندی، ٹن، لوہا اور کانسی کو آگ میں ڈالنے کے لئے جمع کرتے ہیں، اسی طرح میں بھی تمہیں غصے اور غضب کے درمیان جمع کرونگا، اور پھر تمہیں پگھلا دونگا، میں تم پر اپنے غضب کی آگ بھڑکا دونگا اور تم اس میں پگھل جاؤ گے پھر تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ تمہارے رب نے تمہارے اوپر اپنا غضب نازل کیا ہے۔" (22:18-22)

انکی کتاب جرمیاہ (jermiah) میں اس سے بھی سخت تنبیہ آئی ہے:

"انکی تباہی اور سزا کے اعلان کے بعد جس کے بعد انکی لاشیں کھلے آسمان تلے ڈالدی جائینگی، جہاں گدھ اور کیڑے مکوڑے ان کو کھا لینگے حتیٰ کہ انکے بادشاہوں اور لیڈروں کی ہڈیاں بھی نکال جائینگی، اور زمین پر کوڑے کرکٹ کی طرح پھیل جائینگی۔ (8:3)

حاشیہ [1] حضرت حفصہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا دجال کسی بات پر غصہ ہو کر نکلے گا۔

مسند احمد ج ۶ ص ۲۸۳

یہودی اپنے یروشلم میں جمع ہونے کو اپنی آزادی اور فتح کا دن کہتے ہیں۔ حالانکہ انکی کتابوں کے مطابق یہ دن انکی تباہی اور بربادی کا دن ہوگا۔ اور اسرائیل کے موجودہ حالات بھی اس بات کی تصدیق کر رہے ہیں کہ انکا اسرائیل میں آباد ہونا انکی بربادی کا سبب ہے۔ آئے دن کتنے یہودی اسرائیل کی سڑکوں پر کتے بلیوں کی طرح مردار ہوتے نظر آتے ہیں۔ وہ یہودی جو تمام دنیا سے بڑی امیدیں اور بہت تکبر و نخوت کے ساتھ اسرائیل آئے تھے آج انکے خوابوں کی زمین ہی انکے لئے زندہ قبرستان ثابت ہو رہی ہے۔

ان کی کتاب 'یرمیا' میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "درختوں کو کاٹ دو اور یروشلم کے خلاف ایک قلعہ بناؤ۔ یہ وہ شہر ہے جسے سزا دی جائے گی۔ اس کے اندر ظلم بھرا ہوا ہے جیسے کہ کسی چشمے سے پانی ابل رہا ہو اسی طرح سے اس کے اندر سے ظلم ابل رہا ہے۔ اس میں سے تشدد اور نافرمانیوں کی آوازیں آرہی ہیں اور مجھ (خدا) کے سامنے زخموں اور دکھوں کی مسلسل کراہیں آرہی ہیں"۔

"اے صیہون کی بیٹی! اور دیکھو شمال کی جانب سے ایک قوم اٹھ رہی ہے۔ اسی طرح زمین کے آخری حصے سے بھی ایک قوم اٹھائی جائے گی۔ ان کے پاس تیر اور کمان ہوں گے۔ یہ لوگ رحم سے عاری ہیں۔ ان کی آوازوں میں سمندر کی دھاڑ ہے۔ گھوڑوں پر سوار یہ دوڑ رہے ہیں جیسے کہ وہ تمہارے خلاف لڑنے آرہے ہوں"۔

انکی کتاب زیفنیاہ (Zephaniah) میں ہے:

"تم لوگ خود کو اکٹھا کرو۔ ہاں اکٹھا کرو خود کو تم لوگ اے اللہ کے ناپسندیدہ انسانوں! قبل اسکے کہ اللہ کا فیصلہ آجائے یا دن بھوسے کی طرح گزر جائے یا اللہ کا غضب تم پر نازل ہو جائے یا قبل اسکے کہ اللہ کے غضب کا دن تمہارے سامنے آجائے"۔

اس ناپاک قوم کے بارے میں آخری اقتباس انجیل سے پیش کیا جارہا ہے تاکہ یہودیوں کی غلامی کرنے والوں کو پتہ لگے کہ آج کتنی 'معزز' اور مہذب قوم ہیں۔ انجیل میں ہے:

"تم لوگوں نے میری مقدس چیزوں کو خراب اور میرے بہت سے احکامات کو روندا ہے۔ تیرے اندر ہی وہ لوگ ہیں جو خون بہانے کے لئے بہانہ ڈھونڈتے ہیں۔ تیرے اندر ہی وہ کروہ قحبہ خانے (Pub) چلاتے ہیں۔ تیرے اندر ہی ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنے باپوں کی شرم وحیا والی جگہوں کو کھولتے ہیں۔ تیرے ہی اندر کے لوگ حائضہ عورتوں سے لطف اٹھاتے ہیں۔ کوئی اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرتا ہے، کوئی انکی بہن سے بدکاری کرتا ہے، کوئی دوسرا انکی سالی سے ملوث ہوتا ہے۔ اور کوئی اپنے باپ کی بیٹی (یعنی اپنی بہن کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ وہ سود لیتے ہیں اور بکتے پھرتے ہیں۔ انکے مذہبی رہنماؤں نے میری ہدایات پر تیغ کاری کی ہے۔ وہ اس عمل کے ساتھ لوگوں کو غلط ہدایات جاری کرتے ہیں اور انکے لئے میرے نام پر جھوٹ گھڑتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہی خدا کا فرمان ہے حالانکہ اللہ نے کبھی ایسا فرمان جاری نہیں کیا۔"[۱] (ایزا خیل (22:1-19)

قرآن کریم میں ہے فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ (اے بنی اسرائیل) تو جب ان دو وعدوں میں سے پہلا وعدہ آئیگا تو ہم تم پر اپنے ایسے جنگجو بندے بھیجیں گے جو ان بستیوں میں گھس جائینگے۔ ان جنگجوؤں کی یہی صفات اس حدیث میں بیان کی گئی ہیں جو خراسان سے لشکر آئیگا اور کافروں سے قتال کریگا۔

کافروں کے جدید بحری بیڑے

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ سمندر کے کسی جزیرے میں ایک قوم ہے جو نصرانیت کی علمبردار ہے، ہر سال وہ ایک ہزار جہاز تیار کرتے ہیں، اور (جہاز تیار کرنے کے بعد) کہتے ہیں کہ اللہ چاہے نہ چاہے ہم ان جہازوں پر سوار ہونگے، راوی کہتے ہیں کہ جب وہ سمندر میں انکو ڈالتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تیز ہوا بھیجتا ہے جو انکے جہازوں کو تباہ کر دیتی ہے، راوی کہتے ہیں کہ وہ بار بار جہاز بناتے ہیں (اور یہی سلسلہ ہوتا ہے) تو جب اللہ تعالیٰ یہ معاملہ مکمل فرمانا چاہیگا تو ایسے جہاز بنائے جائینگے کہ اس سے پہلے کبھی سمندر میں ایسے جہاز نہیں چلے ہونگے، پھر یہ لوگ کہیں گے انشاءاللہ تم سوار ہو جاؤ۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ سوار ہو جائینگے۔ وہ قسطنطنیہ سے گذرینگے فرمایا کہ

حاشیہ [۱] دنیا کے خاتمے (The Day of Wrath) از ڈاکٹر سفر الحوالی کے اردو ترجمے "یوم الغضب"

قسطنطنیہ والے ان سے خوف زدہ ہو جائینگے، وہ پوچھیں گے تم کون ہو؟ تو یہ کہیں گے کہ ہم نصرانیت کے علمبردار لوگ ہیں اس قوم کی طرف ہم جا رہے ہیں جس نے ہمیں ہمارے آباؤ اجداد کے ملک سے نکالا ہے۔ کعبؓ کہتے ہیں کہ قسطنطنیہ والے اپنے جہازوں سے انکی مدد کرینگے، آگے فرمایا کہ یہ "عکا" کی بندرگاہ پر آئینگے اور وہاں کشتیوں کو نکال کر جلا دینگے، اور کہیں گے یہ ہماری اور ہمارے باپ داداؤں کی سرزمین ہے۔ حضرت کعبؓ نے فرمایا اس وقت امیر المومنین بیت المقدس میں ہونگے، چنانچہ (امیر) مصر والوں سے، عراق والوں سے اور یمن والوں سے امداد طلب کرنے کے لئے قاصد بھیجیں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ انکا قاصد مصر والوں کا یہ پیغام لیکر آئیگا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم تو سمندر والے لوگ ہیں (یعنی ہماری سرحدیں سمندر میں ہیں) اور سمندر سرکش ہے (یعنی طاقت ور دشمن سمندر میں آیا ہوا ہے) سو اہل مصر انکی (امیر کی) مدد نہیں کرینگے، انکا قاصد اہل عراق کا جواب لیکر آئیگا اور کہے گا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم تو سمندر والے ہیں اور سمندر سرکش ہے، لہٰذا وہ بھی امداد نہیں کرینگے۔ راوی کہتے ہیں کہ یمن والے اپنی اونٹنیوں پر سوار ہو کر آئینگے اور انکی مدد کرینگے۔ حضرت کعبؓ نے آگے بیان کیا کہ اس خبر کو چھپایا جائیگا، راوی کہتے ہیں کہ انکا قاصد "حمص" (Hims شام کا مشہور شہر) سے گذریگا۔ وہاں صورت حال یہ ہوگی کہ حمص میں موجود عجمی لوگوں نے (یعنی کافروں نے۔ راقم) وہاں کے مسلمانوں کو تنگ کر رکھا ہوگا، اس بات کی خبر یہ قاصد مسلمانوں کے امیر کو دیگا، وہ کہیں گے کہ اب ہم کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں، حالانکہ ہر شہر میں مسلمانوں کو تنگ کیا جارہا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ حمص والوں کی جانب بڑھیں گے۔ چنانچہ ایک تہائی مسلمان شہید ہو جائیں گے، ایک تہائی اونٹوں کی دم پکڑ کر بیٹھ جائینگے (یعنی جہاد میں نہیں جائینگے) اور لوگوں میں شامل ہو جائینگے، اور انکی گم نام سرزمین میں مرینگے (جہاں انکی کسی کو خیر خبر بھی نہ ہوگی)۔ آگے فرمایا کہ نہ تو یہ اپنے گھر والوں کے ہی پاس جا سکیں گے اور نہ ہی جنت دیکھ سکیں گے۔ (اور باقی) ایک تہائی فاتح ہونگے۔ پھر لبنان کے پہاڑ میں کافروں کا پیچھا کرتے ہوئے خلیج تک پہنچ جائینگے، اور امارت ان ہی کے سپرد ہو جائے گی جو لوگوں کے امیر تھے۔ جھنڈا اٹھانے والا جھنڈا اٹھائیگا، اور جھنڈے کو گاڑ دیگا، اور صبح کی نماز کا وضو کرنے کے لئے پانی کے پاس آئے گا، راوی کہتے ہیں پانی ان سے دور چلا جائیگا۔ وہ اس

جھنڈا اٹھا لے اور پانی کا جائزہ کرتے کرتے اس سمندر کو پار کر جائے۔ وہ پانی تک گیا پھر جھنڈا گاڑ دینگے، پھر اعلان کرینگے کہ اے لوگو! اس خلیج کو پار کر جاؤ۔ کیونکہ اللہ نے تمہارے لئے سمندر کو اسی طرح پھاڑ کر راستہ بنا دیا ہے جیسے بنی اسرائیل کے لئے کیا تھا۔ چنانچہ لوگ سمندر پار کر جائینگے۔ (السنن الواردۃ فی الفتن ج: ٦ ص: ١١٣٦)

یہ روایت کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ نعیم ابن حماد نے اپنی "الفتن" میں بھی نقل کی ہے۔

ف ۱: جب پہلی بار مسلمانوں کے امیر سے پانی دور جائیگا تو وہ وضو کرنے کے لئے اسکے پیچھے جائینگے پھر دور جائیگا پھر پیچھے جائینگے، اس طرح کافی دور تک پانی کے پیچھے جائیں گے، لیکن سمجھ نہیں پائینگے کہ یہ کیوں دور جا رہا ہے۔ اسطرح جب ایک کنارہ پار کر جائینگے تو پھر سمجھ جائینگے کہ یہ تو اللہ نے سمندر میں انکے لئے راستہ بنا دیا ہے۔ چنانچہ وہ لوگوں کو بتائینگے اور تمام لوگ سمندر پار کر جائینگے۔

ف ۲: جنگ خلیج (1991) کے وقت امریکہ اور اسکے اتحادیوں کے بحری بیڑے جس انداز میں دنیا کے سامنے آئے۔ اس سے پہلے ایسے بحری جہاز کبھی سمندر کی پشت پر نظر نہیں آئے تھے۔ البتہ اس بات کا کچھ علم نہیں کہ یہ انکی پہلی کوشش تھی یا اس سے پہلے بھی یہ کفار بحری بیڑے بنانے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور وہ تباہ ہوئے ہوں؟

اہل مغرب میں یہ خوبی ہے کہ وہ ناکامیوں پر دل برداشتہ ہو کر بیٹھ نہیں جاتے بلکہ ان سے سبق حاصل کرتے ہیں اور پھر دوبارہ اپنے مقصد کو پورا کرنے میں ڈٹ جاتے ہیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان کی ان اچھی عادات کو یوں بیان فرمایا ہے" مستورد قرشی نے حضرت عمرو ابن العاص ؓ کے سامنے فرمایا کہ میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت اس وقت آئے گی جب رومیوں (اہل مغرب) کی اکثریت ہوگی۔ اس پر عمرو ابن العاص ؓ نے کہا کہ غور کرو تم کیا کہہ رہے ہو! مستورد قرشی نے کہا میں وہی کہہ رہا ہوں جو میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے۔ پھر حضرت عمرو ابن العاص ؓ نے (پھر) کہا کہ اگر تم یہ کہتے ہو تو (یہ بھی سن لو کہ) انمیں یہ چار عادات بھی

ہیں۔ فتنے کے وقت وہ لوگوں میں سب سے زیادہ بردبار ہوتے ہیں۔ (۲) اور کسی مصیبت کے بعد (دوسروں کے مقابلے) بہت جلد سنبھلنے والے ہوتے ہیں۔ (۳) بھاگ جانے کے بعد سب سے پہلے لوٹ آنے والے ہوتے ہیں۔ (۴) اور وہ مسکینوں یتیموں اور ضعیفوں کے بہت خیر خواہ ہوتے ہیں۔ اور پانچویں بہترین خوبی ان کی یہ ہے کہ وہ بادشاہوں کے ظلم کو سب سے زیادہ روکنے والے ہوتے ہیں۔ (مسلم ج:۵ ص: ۲۲۲۲ التاریخ الکبیر ج:۸ ص:۱۶)

اس لئے کوئی بعید نہیں کہ وہ کئی سالوں سے بحری بیڑے سے عاری ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ ان کے بیڑے تباہ کر دیتا ہو۔ چونکہ میڈیا ان کے ہاتھ میں ہے لہٰذا ان کی مرضی کے بغیر کوئی خبر کم ہی باہر آتی ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کے ہاتھوں اس طاقت ور کفر کو تباہ کرانے کا ارادہ کیا تو انکو جزیرۃ العرب میں لے آیا۔ اور عالمی کفر اپنی قوت اور بحری بیڑوں کے ساتھ اتراتا ہوا آیا ہے۔

اس بحری بیڑے میں ابراہم لنکن نامی جہاز بھی ہے۔ یہ طیارہ بردار (Air Craft Carrier) جہاز ہے۔ یہ پانی پر تیرتا ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ اس جہاز کی لمبائی 1108 فٹ اور چوڑائی 257 فٹ ہے۔ اس میں 5,500 افراد کی رہائش کے لئے کوارٹر بنے ہوئے ہیں۔ جو تین مہینے تک اس میں بغیر کسی باہری مدد کے رہ سکتے ہیں۔ اس جہاز کا اپنا ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشن ہے۔ اپنا ڈاکخانہ اور دو باربر شاپ ہیں۔ اس میں دو نیوکلیئر ری ایکٹر بھی ہیں۔ اس میں 80 جنگی طیارے ہر وقت کھڑے رہتے ہیں۔ اور ایک منٹ میں چار طیارے حملے کے لئے پرواز کر سکتے ہیں۔ جہاں تک سمندر کے جزیروں کا تعلق ہے، جہاں کے لوگ نصرانیت کے علمبردار ہیں تو اس میں اس وقت سر فہرست امریکہ و برطانیہ ہیں۔ ان کے جزیروں میں کتنے ہی جزیرے ایسے ہیں کہ ان کے بارے میں باہری دنیا کو ہوا بھی نہیں لگنے دی جاتی۔ اسکے علاوہ بحر اوقیانوس (Atlantic Ocean) میں کتنے ہی گمنام جزائر ہیں جہاں کفر کی خفیہ سرگرمیاں جاری ہیں اور دنیا والوں کو کچھ پتہ بھی نہیں لگ پاتا۔ اسی طرح کے ایک علاقے کے بارے میں یہاں مختصر بیان کرینگے جو قارئین کے لئے یقیناً دلچسپی کا باعث ہوگا۔

برمودا تکون (Bermuda Triangle)

یہ علاقہ بحر اوقیانوس میں کیوبا سے پہلے پورٹی رکو (Porti richo) کے قریب ہے۔ اس کے بارے میں آج تک عجیب و غریب باتیں سننے میں آتی رہی ہیں لیکن باوجود بہت سی تحقیقات کے ابھی تک کوئی بھی تحقیق مکمل طور پر منظر عام پر نہیں لائی گئی ہے۔ اس بات سے ہی اس علاقے کی پراسراریت کا پتہ چلتا ہے۔ اب تک یہاں بے شمار جہاز غائب ہو چکے ہیں، جب ان کا پتہ لگانے کے لئے طیارے اس علاقے کے اوپر پہنچے تو طیارے بھی غائب ہو گئے۔ ہر غائب ہونے والے جہاز کی داستان سننے سے تعلق رکھتی ہے۔

پہلا واقعہ جو باہر کی دنیا کے سامنے آیا وہ 1874 میں غائب ہونے والا پہلا جہاز تھا۔ اس میں موجود تین سو سے زیادہ افراد مع کیپٹن کے لاپتہ ہو گئے اور جہاز بغیر کیپٹن کے بحفاظت ساحل پر پایا گیا۔ ایک مرتبہ جہاز کے تمام مسافر ساحل پر دیوانگی کے عالم میں پائے گئے اور ان کا جہاز اس علاقے میں غائب ہو گیا، مسافروں کے بقول جہاز جب اس علاقے میں پہنچا تو ان کو ایک جھٹکا سا لگا پھر اس کے بعد انہیں کچھ معلوم نہیں کہ وہ کس طرح ساحل پر پہنچے۔ اس طرح ہوائی جہازوں کے ساتھ بھی حیران کن واقعات پیش آتے رہے ہیں۔ ہر واقعہ کے بعد تحقیقاتی کمیٹیاں بنائی گئی ہیں لیکن کسی بھی کمیٹی کی رپورٹ کو منظر عام پر نہیں آنے دیا گیا۔ لہٰذا دنیا کی توجہ حقائق سے ہٹانے کے لئے عالمی دھوکہ بازوں نے افسانہ نگاروں کے ذریعے ایسی دیو مالائی (Mythical) کہانیاں بیان کرائیں کہ دنیا انہی دیو مالائیت میں ہی گم ہو کر رہ گئی اور اس طرح ابلیس کے چیلوں نے حقائق کو دنیا سے چھپائے رکھا۔

اس علاقے کے بارے میں ایک بات مشترکہ طور پر کی جاتی ہے کہ اکثر اس جگہ پانی کے اندر سے آگ نکلتی اور پھر پانی میں آگ داخل ہوتی ہوئی دیکھی جاتی ہے۔ ابلیسی قوتوں کی خفیہ سرگرمیوں اور عالمی مکاروں کی مکاریوں کا جائزہ لیا جائے تو اس بات کے کافی شواہد ملتے ہیں کہ یہ علاقہ عالمی کفریہ قوتوں کا کوئی خفیہ ٹھکانہ ہے جہاں رہ کر وہ اپنی خفیہ سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ابلیس اپنا تخت سمندر میں بچھاتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ابلیس کا تخت یا

اسکا مرکز ایسا علاقہ ہوگا جو کفر کا گڑھ ہو۔ نیز قرآن و حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ ابلیس اپنے ان دوستوں کو جو انسان ہیں مشورے دیتا ہے۔ حتیٰ کہ جب ضرورت پڑتی ہے تو خود انسان کی شکل میں آکر ان کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ جنگ بدر میں ابلیس بنو کنانہ کے سردار سراقہ ابن مالک کی شکل میں ابوجہل کے ساتھ موجود تھا اور ابوجہل کو جنگ کرنے کے لئے مسلسل بھڑکا رہا تھا۔

ابلیس کا مرکز سمندر میں کسی ایسے علاقے سے قریب ہونا چاہیے جہاں سے اس وقت تمام ابلیسی منصوبے پروان چڑھ رہے ہیں۔ برمودا تکون امریکہ سے قریب ہے اور امریکہ اس وقت عالمی کفر کا مرکز بنا ہوا ہے۔ لہٰذا ممکن ہے کہ برمودا کا علاقہ ابلیس کا مرکز ہو اور یہاں سے وہ اپنے شیطانوں جن ہوں یا انسان، سے کارگزاری سننے کے بعد انکو ہدایات دیتا ہو۔ اور دنیا والوں کو اس سے دور رکھنے کے لئے انھوں نے اس علاقے کو دہشت کی علامت بنا دیا ہے۔ اور جو تحقیقات ہوئی بھی ہیں ظاہر ہے وہ بغیر عالمی قوتوں کی مرضی کے باہر نہیں آسکتیں۔

اس بحث کی روشنی میں امریکی صدر بش کا وہ بیان جو اس نے اپنے نبی ہونے کے بارے میں دیا اور کہا کہ مجھے براہ راست خدا سے ہدایات ملتی ہیں تو کوئی بعید نہیں کہ ابلیس اس کو براہ راست ہدایات دیتا ہو۔ یا پھر دجال اس کو کسی اور جگہ سے براہ راست ہدایات دیتا ہو۔

دجال کا ہم نے اسلئے کہا کہ عیسائیوں کے ایک فرقے کا یہ نظریہ ہے کہ دجال اپنے مظہر عام پر آنے سے پہلے اپنے لئے ماحول سازگار کرے گا اور اپنی مخالف قوتوں کو پیچھے رو کر اپنے ایجنٹوں سے ختم کرائے گا۔ برمودا کے بعد ہم پھر حدیث کی طرف آتے ہیں۔

ف۳: مذکورہ حدیث میں آگے یہ ہے کہ قسطنطنیہ والے انکی مدد کریں گے۔ موجودہ دور میں دیکھا جائے تو ترکی پر اس طبقے کی حکمرانی ہے جو اپنے دلوں میں مسلمانوں سے زیادہ کفار کی محبت رکھتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ مکمل ہی کافروں کے قبضے میں چلا جائے۔

دوسرا باب

دجال کا بیان

دجال کے بیان کی اہمیت امت کے اندر کتنی رہی ہے اس بات کا اندازہ آپ یوں لگا سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے گھروں میں مائیں جہاں بچے بچیوں کو دیگر اسلامی عقائد اور بنیادی تعلیمات سے آگاہ کرتی رہتی ہیں انہی میں سے ایک دجال کا ذکر بھی ہے۔ آپ جب چھوٹے ہونگے تو بچپن ہی سے اپنی ماؤں کی زبانی دجال کا خوفناک کردار آپ کے لاشعور میں بٹھا دیا گیا ہوگا۔ یہ درحقیقت امت مسلمہ کی ماؤں کی وہ تربیت تھی جو بچے کو اسلامی عقائد سے بھٹکنے نہیں دیتی تھی۔ لیکن اب شاید صورت حال تبدیل ہورہی ہے اور "جاہلی تہذیب" نے آج کی ماؤں کو اس اہم ذمہ داری سے کافی حد تک غافل کردیا ہے۔ نیز یہ خروج دجال کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے کہ اس وقت لوگ دجال کے ذکر کو بھول جائیں گے۔ لہٰذا اگر آپ فتنہ دجال سے خود کو اور اپنے گھر والوں کو بچانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اپنے گھروں میں دجال کے تذکروں کو عام کیا جائے، تاکہ ان کے آغوش میں تربیت پانے والی نسل کو اپنے سب سے بڑے دشمن سے بچپن ہی سے آگاہی حاصل ہو۔

دجال کے بارے میں یہودیوں کا نظریہ

دجال کے متعلق احادیث بیان کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دجال کے بارے میں یہودیوں کے نظریات اور انکی (موجودہ تحریف شدہ) کتابوں میں بیان شدہ پیشن گوئیاں بیان کی جائیں۔ تاکہ اس وقت جو کچھ امریکہ اور دیگر کفار یہودیوں کے اشاروں پر کر رہے ہیں اسکا پس منظر اور اصل مقصد سمجھ میں آسکے۔ دجال کے بارے میں یہودیوں کا یہ نظریہ ہے کہ وہ یہودیوں کا بادشاہ ہوگا۔ وہ تمام یہودیوں کو بیت المقدس میں آباد کریگا ساری دنیا پر یہودیوں کی حکومت قائم

کریگا۔ دنیا میں پھر کوئی خطرہ یہودیوں کے لئے باقی نہیں رہیگا۔ تمام دہشت گردوں (تمام یہودی مخالف قوتوں) کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ اور ہر طرف امن و امان اور انصاف کا دور دورہ ہوگا۔ انکی کتاب ایزاخیل میں لکھا ہے: "اے صیہون کی بیٹی خوشی سے چلاؤ۔ اے یروشلم کی بیٹی مسرت سے چیخو، دیکھو تمہارا بادشاہ آرہا ہے۔ وہ عادل ہے اور گدھے پر سوار ہے بچھڑے یا گدھی کے بچے پر۔ میں یفریم سے گاڑی کو اور یروشلم سے گھوڑے کو علیحدہ کرونگا۔ جنگ کے پر توڑ دیے جائینگے۔ اسکی حکمرانی سمندر اور دریا سے زمین تک ہوگی (زکریا 9:9-10)

"اس طرح اسرائیل کی ساری قوموں کو ساری دنیا سے جمع کرونگا، چاہے وہ جہاں کہیں بھی جا بسے ہوں اور انہیں انکی اپنی سرزمین میں جمع کرونگا۔ میں انہیں اس سرزمین میں ایک ہی قوم کی شکل دیدونگا اسرائیل کی پہاڑی پر جہاں ایک ہی بادشاہ ان پر حکومت کریگا"۔ (ایزاخیل 37:21-22)

سابق امریکی صدر ریگن نے ۱۹۸۳ میں امریکن اسرائیل پبلک افیرز کمیٹی (AIPAC) کے نمائندوں سے بات کرتے ہوئے کہا "آپکو علم ہے کہ میں آپکے قدیم پیغمبروں سے رجوع کرتا ہوں۔ جنکا حوالہ قدیم صحیفے میں موجود ہے۔ اور آرمیگڈون[1] کے سلسلے میں پیشن گوئیاں اور علامتیں بھی موجود ہیں۔ اور میں یہ سوچ کر حیران ہوتا ہوں کہ کیا ہم ہی وہ نسل ہیں جو آئندہ حالات کو دیکھنے کے لئے زندہ ہیں۔ یقین کیجئے (یہ پیشن گوئیاں) یقینی طور پر اس زمانے کو بیان کر رہی ہیں جس سے ہم گذر رہے ہیں۔"

صدر ریگن نے مشہور چرچ کے جم بیکر سے ۱۹۸۱ میں بات چیت کرتے ہوئے کہا تھا کہ "ذرا سوچئے کم سے کم بیس کروڑ سپاہی بلاد مشرق سے ہونگے۔ اور کروڑوں مغرب سے ہونگے سلطنت روما کی تجدید نو کے بعد (یعنی مغربی یورپ) پھر عیسیٰ مسیح (یعنی دجال۔ راقم) ان پر حملہ کرینگے۔ جنھوں نے انکے شہر یروشلم کو غارت کیا ہے۔ اسکے بعد وہ ان فوجوں پر حملہ کرینگے جو میگدون یا آرمیگدون کی وادی میں اکٹھی ہونگی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یروشلم تک اتنا خون بہے گا کہ وہ گھوڑوں کی

حاشیہ: آرمیگڈون لفظ میگدو سے نکلا ہے یہ جگہ تل ابیب سے 55 میل شمال میں ہے اور بحیرہ طبریہ اور بحر متوسط کے درمیان واقع ہے۔ (دیکھیں نقشہ نمبر 2)

باگ کے برابر ہوگا۔ یہ ساری وادی جنگی سامان اور جانوروں اور انسانوں کے زندہ جسموں اور خون سے بھر جائیگی۔

پال فنڈلے کہتا ہے "ایسی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ انسان دوسرے انسان کے ساتھ ایسے غیر انسانی عمل کا تصور بھی نہیں کر سکتا لیکن اس دن خدا انسانی فطرت کو یہ اجازت دیدیگا کہ اپنے آپکو پوری طرح ظاہر کردے۔ دنیا کے سارے شہر لندن پیرس ٹوکیو نیویارک، لاس اینجلس، شکاگو سب صفحہ ہستی سے مٹ جائینگے۔

"مقدر عالم کے بارے میں مسیح دجال کا اعلان ایک عالمگیر پریس کانفرنس سے نشر ہوگا۔ جسے سیٹلائٹ کے ذریعے ٹی وی پر دکھایا جائیگا۔ (ٹی وی پر انجیلی مبلغ پیٹ رابرٹسن)

مقدس سرزمین پر یہودیوں کی واپسی کو میں اس طرح دیکھتا ہوں کہ یہ مسیح (دجال) کے دور کی آمد کی نشانی ہے۔ جس میں پوری انسانیت ایک مثالی معاشرہ کے فیض سے لطف اندوز ہوگی۔ (سابق سینیٹر مارک ہیٹ فیلڈ)

(Forcing god's hand} کی مصنفہ گریس ہال سیل لکھتی ہیں کہ "ہمارے گائڈ نے قبۃ الصخرا (Tomb stone) اور مسجد اقصیٰ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنا تیسرا ہیکل وہاں بنائینگے۔ اسکی تعمیر کا ہمارا منصوبہ تیار ہے۔ تعمیراتی سامان تک آگیا ہے۔ اسے ایک خفیہ جگہ رکھا گیا ہے۔ بہت سی دکانیں بھی جس میں اسرائیلی کام کر رہے ہیں وہ ہیکل کے لئے نادر اشیاء تیار کر رہے ہیں ایک اسرائیلی خالص ریشم کا تار بن رہا ہے جس سے علماء یہود کے لباس تیار کئے جائینگے۔ (ممکن ہے یہ وہی طیلسان یا طیلسان والی چادریں ہوں جن کا ذکر حدیث میں آئی ہے۔ راقم

وہ آگے لکھتی ہیں "(ہمارا گائیڈ کہتا ہے) ہاں تو ٹھیک ہے ہم آخری وقت کے قریب آپہنچے ہیں جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ کٹر یہودی مسجد کو بم سے اڑا دینگے جس سے مسلم دنیا بھڑک اٹھے گی یہ اسرائیل کے ساتھ ایک مقدس جنگ ہوگی یہ بات مسیح (دجال) کو مجبور کریگی کہ وہ درمیان میں آکر مداخلت کریں۔

۱۹۹۸ کے اواخر میں ایک اسرائیلی خبرنامہ کی ویب سائٹ پر دکھایا گیا۔ جس میں کہا گیا کہ اسکا مقصد مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو آزاد کرانا اور ان کی جگہ ہیکل کی تعمیر ہے۔ خبرنامہ میں لکھا ہے کہ اس ہیکل کی تعمیر کا نہایت مناسب وقت آگیا ہے۔ خبرنامہ میں اسرائیلی حکومت سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ غاصبانہ اسلامی قبضے کو مسجد کی جگہ سے ختم کرائے۔ تیسرے ہیکل کی تعمیر بہت قریب ہے۔ (گریس ہال: Forcing god's hand ترجمہ خوفناک جدید صلیبی جنگ)

" میں نے لینڈا اور براؤن (یہودی) کے گھر (اسرائیل) میں قیام کیا۔ ایک دن شام کو دوران گفتگو میں نے کہا کہ عبادت گاہ کی تعمیر کے لئے مسجد اقصیٰ کو تباہ کردینے سے ایک ہولناک جنگ شروع ہوسکتی ہے۔ تو اس یہودی نے فوراً کہا" ٹھیک۔ بالکل یہی بات ہے ایسی ہی جنگ ہم چاہتے ہیں کیونکہ ہم اس میں جیتیں گے پھر ہم تمام عربوں کو اسرائیل کی سرزمین سے نکال دینگے اور تب ہم اپنی عبادت گاہ کو از سر نو تعمیر کرینگے۔ (خوفناک جدید صلیبی جنگ) دریائے فرات خشک ہوجائے گا: (book of revealation)الہامی کتاب کے سولویں انکشاف میں ہے دریائے فرات خشک ہوجائیگا اور اس طرح مشرق کے بادشاہوں کو اجازت مل جائیگی کہ اسے پار کرکے اسرائیل پہنچ جائیں۔

امریکی صدر نکسن نے اپنی کتاب وکٹری ودآؤٹ وار (Victory without war) میں لکھا ہے کہ ۱۹۹۹ تک امریکی پوری دنیا کے حکمران ہونگے اور یہ فتح انہیں بلا جنگ حاصل ہوگی اور پھر امور مملکت مسیح (دجال) سنبھال لینگے گویا مذکورہ سال تک مسیح کے انتظامات مکمل ہوچکے ہونگے اور امریکیوں کی ذمہ داری ان انتظامات کو مکمل کرنے تک ہے اسکے بعد نظام مملکت مسیح چلائینگے۔

"" اکثر بنیاد پرست (Fundamentalist) عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا اور ابلیس کے درمیان آخری معرکہ انکی زندگی میں ہی شروع ہوگا۔ اور اگرچہ ان میں سے بیشتر کو امید ہے کہ انہیں جنگ کے آغاز سے پہلے ہی اٹھا کر بہشت میں پہنچا دیا جائیگا۔ پھر بھی وہ اس امکان سے خوش نہیں کہ عیسائی ہوتے ہوئے وہ ایک ایسی حکومت کے ہاتھوں غیر مسلح کردیے جائینگے جو

دشمنوں کے ہاتھوں میں بھی جا سکتی ہے۔ اس انداز فکر سے ظاہر ہے کہ بنیاد پرست فوجی تیاریوں کی اتنی پر جوش حمایت کیوں کرتے ہیں وہ اپنے نقطہ نظر سے دو مقاصد پورے کرتے ہیں ایک تو امریکیوں کو انکی تاریخی بنیادوں کے ساتھ جوڑتے ہیں اور دوسرے انکو اس جنگ کے لئے تیار کرتے ہیں جو آئندہ ہوگی اور جسکی پیشن گوئی کی گئی ہے۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ بائبل پر یقین رکھنے والے لاکھوں کرسچن اپنے آپ کو اتنی پختگی کے ساتھ داؤدی (Davidians) یعنی کلیسا اس کے قدیم باشندوں کے ساتھ کیوں جوڑتے ہیں۔

(ڈیمن تھامسن کی تصنیف The end of time: faith and fear with shadows of "millenium" میں لکھتا ہے۔

”مغرب دنیا ایک عیسیٰ دشمن دنیا ہے (ریمز بغ پیشگوئی یا آخری صدی ہے Is this the last century)

کسی نجات دہندہ کیلئے عیسائی بھی منتظر ہیں اور یہودی اس معاملے میں سب سے زیادہ بے چین ہیں۔ قیام اسرائیل 1948 اور بیت المقدس پر قبضے 1967 سے پہلے وہ یہ دعا کرتے تھے اے خدا یہ سال یروشلم میں۔ جبکہ اب وہ دعا کرتے ہیں اے خدا ہمارا مسیح جلد آ جائے۔

غرض جو پیشن گوئیاں عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے حوالے سے وارد ہوئی ہیں یہودی انکو دجال کے لئے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس سلسلے میں عیسائیوں کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں کہ ہم مسیح موعود کا انتظار کر رہے ہیں اور مسلمان Anti Christ یعنی مسیح کے مخالف ہیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ مسلمان اور عیسائی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے منتظر ہیں جبکہ یہودی جس کا انتظار کر رہے ہیں وہ دجال ہے جس کو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے۔ اسلئے عیسائی برادری کو موجودہ صورت حال میں مسلمانوں کا ساتھ دینا چاہئے نہ کہ یہودیوں کا۔ کیونکہ یہودی انکے پرانے دشمن ہیں۔

یہاں ایمان والوں کی خدمت میں ہم اللہ کے دشمنوں کے عزائم بیان کر رہے ہیں تا کہ انکی سمجھ میں آ جائے کہ وہ جس جنگ کو کوئی اہمیت ہی نہیں دے رہے اور جسکو خطوں یا سیاست کا نام دیکر اپنا دامن بچانے کی کوشش کی جا رہی ہے، عالم کفر اس جنگ کو کس نظر سے دیکھ رہا ہے۔ موجودہ امریکی صدر بش نے عراق پر حملے سے پہلے کہا تھا کہ اس جنگ کے بعد انکا مسیح موعود (یعنی دجال) آنے والا ہے۔ اسکے بعد بش نے اسرائیل کا دورہ کیا۔ ہاسکر ٹائمز کے مطابق اس دورے کے دوران ایک مجلس میں، جس میں سابق فلسطینی وزیر اعظم محمود عباس اور حماس کے لیڈر بھی شریک تھے، بقول محمود عباس بش نے دعوے کئے کہ:

۱۔ میں نے (اپنے حالیہ اقدامات کے لئے) براہ راست خدا سے قوت حاصل کی ہے۔

۲۔ خدا نے مجھے حکم دیا کہ القاعدہ پر ضرب لگاؤ اسلئے میں نے اس پر ضرب لگائی۔ اور مجھے ہدایت کی کہ میں صدام پر ضرب لگاؤں جو میں نے لگائی اور اب میرا پختہ ارادہ ہے کہ میں مشرق وسطی کے مسئلے کو حل کروں اگر تم لوگ (یہودی) میری مدد کرو گے تو میں اقدام کرونگا ورنہ میں آنے والے الیکشن پر توجہ دونگا۔

بش کا یہ بیان ہر ایمان والے کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے، جو دنیا میں جاری جہادی تحریکوں کو مختلف نام دیکر بدنام کر رہے ہیں یا ان سے خود کو لاتعلق رکھے ہوئے ہیں۔

بش اپنی نبوت کا دعویٰ اکثر کرتا رہتا ہے۔ وہ کہتا ہے I am messenger of God میں خدا کا پیغمبر ہوں۔ بش کا خدا ابلیس یا دجال ہے جو اس کو براہ راست حکم دیتا ہوگا۔ قرآن کریم نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے، وان الشیاطین لیوحون الی اولیائهم. اور بیشک شیاطین اپنے دوستوں کو حکم دیتے ہیں۔ اس طرح بش اس وقت دنیا کا سب سے بڑا کذاب (جھوٹ بولنے والا) ہے۔

فری تھاٹ ٹرسٹ کے مدیر کا خیال ہے کہ " صدر بش جیسا مذہبی صدر ہم نے پہلے بھی

نہیں دیکھا۔ وہ ایک مذہبی مشن پر ہیں اور آپ مذہب کو ان کے عسکریت (Militarism) سے علیحدہ نہیں کر سکتے"۔

جب بش کے ناقدین نے اس پر تنقید کی کہ آپ اس جنگ میں خدا کو درمیان میں کیوں گھسیٹ رہے ہیں تو بش نے کہا God is not neutral in this war on terrorism کہ خدا دہشت گردی کی اس جنگ میں غیر جانبدار نہیں ہے۔

ڈیوڈ فرم اپنی کتاب "دی رائٹ مین" (The Right Man) میں لکھتا ہے "اس جنگ نے اس (بش) کو پکا کروسیڈر (صلیبی جنگجو) بنا دیا ہے۔

بش کا یہ حال گیارہ ستمبر کا ردعمل نہیں بلکہ بش ابتداء ہی سے ایک مذہبی جنونی ہے۔ جس وقت وہ ٹیکساس کا گورنر تھا اس وقت اس نے کہا تھا کہ "میں اگر تقدیر کے لکھے پر، جو تمام انسانی منصوبوں کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے، یقین نہ رکھتا تو میں کبھی بھی گورنر نہیں بن سکتا تھا۔

بش پر لکھنے والوں کا کہنا ہے کہ ان کے ہر بیان اور ہر انٹرویو سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک میسیانک مشن (دجالی مشن) پر ہیں۔ واضح رہے کہ عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کا انتظار کرتے ہیں جبکہ یہودی عیسیٰ علیہ السلام (jesus) کے بجائے مسیحا (Messiah) یعنی دجال کا انتظار کرتے ہیں۔ لہٰذا بش بھی یہودیوں کا حق نمک ادا کرتے ہوئے خود کو عیسوی مشن (Jesus/Christ Mission) پر کہنے کے بجائے مسیحی مشن (Messianic Mission) پر کہتا ہے اور الفاظ کا یہ ہیر پھیر کر کے وہ تمام عیسائی برادری کو دھوکہ دے رہا ہے۔

فتنہ دجال احادیث کی روشنی میں

فتنہ دجال کی ہولناکی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ خود نبی کریم ﷺ اس فتنے سے پناہ مانگتے تھے اور جب نبی کریم ﷺ صحابہ کے سامنے اس فتنے کا تذکرہ فرماتے تو صحابہؓ کے چہروں پر خوف کے اثرات نمودار ہو جایا کرتے تھے۔ فتنہ دجال میں وہ کون سی چیز تھی جس نے صحابہ کو ڈرا

دیا؟ خوفناک جنگ یا موت کا خوف؟ ان چیزوں سے صحابہؓ کبھی ڈرنے والے نہ تھے۔ صحابہ جس چیز سے ڈرتے وہ دجال کا فریب اور دھوکہ تھا، کہ وہ وقت اتنا خطرناک ہوگا کہ صورت حال سمجھ میں نہیں آئے گی گمراہ کرنے والے قائدین کی بہتات ہوگی۔ پھر پروپیگنڈہ کا یہ عالم ہوگا کہ لمحوں میں سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا کر دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا جائے گا۔ انسانیت کے دشمنوں کو نجات دہندہ اور نجات دہندہ کو دہشت گرد ثابت کیا جائیگا۔

یہی وجہ تھی آپ ﷺ نے فتنہ دجال کو کھول کر بیان فرمایا۔ اس کا حلیہ، اس کا نقشہ اور ظاہر ہونے کا مقام تک بیان فرمایا۔ لیکن کیا کیا جائے امت کی اس غفلت کو کہ عوام تو عوام خواص نے بھی اس فتنے کا تذکرہ بالکل ہی چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ نے بار بار یہ کہہ کر بیان فرمایا کہ بار بار تم سے اس لئے بیان کرتا ہوں کہ تم اس کو بھول نہ جاؤ۔ اس کو سمجھو اس میں غور کرو اور اس کو دوسروں تک پہنچاؤ۔

دجال سے پہلے دنیا کی حالت

عَنْ انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ اِنَّ اَمَامَ الدَّجَّالِ سِنِيْنَ خَدَّاعَةً يُكَذَّبُ فِيْهِ الصَّادِقُ وَيُصَدَّقُ فِيْهَا الْكَاذِبُ وَيُؤْتَمَنُ فِيْهَا الْخَائِنُ وَيُخَوَّنُ فِيْهَا الْاَمِيْنُ وَيَتَكَلَّمُ الرُّوَيْبِضَةُ مِنَ النَّاسِ قِيْلَ وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ قَالَ الْفُوَيْسِقُ يَتَكَلَّمُ فِيْ اَمْرِ الْعَامَّةِ۔ [۱] (مسند احمد ۱۳۳۲۲، مسند ابی یعلی ۳۷۱۵، السنن الواردة فی الفتن)

ترجمہ: حضرت انس ابن مالکؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال کے خروج سے پہلے چند سال دھوکہ فریب کے ہوں گے۔ سچے کو جھوٹا بنایا جائیگا اور جھوٹے کو سچا بنایا جائیگا۔ خیانت کرنے والے کو امانتدار بنا دیا جائے گا اور امانت دار کو خیانت کرنے والا قرار دیا جائے گا۔ اور ان میں رویبضہ بات کرینگے۔ پوچھا گیا رویبضہ کون ہیں؟ فرمایا گھٹیا (فاسق و فاجر) لوگ۔ وہ لوگوں کے (اہم) معاملات میں بولا کرینگے۔

حاشیہ [۱]: یہ حدیث حسن ہے۔ نیز مسند ابی یعلی کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

فائدہ ۱: اس دور پر یہ حدیث کتنی مکمل صادق آتی ہے۔ نام نہاد "مہذب دنیا" کا بیان کردہ وہ جھوٹ جس کو "پڑھے لکھے لوگ" بھی سچ مان چکے ہیں، اگر اس جھوٹ پر کتاب لکھی جائے تو شاید لکھنے والا لکھتے لکھتے اپنی قضا کو پہنچ جائے، لیکن انکے بیان کردہ جھوٹ کی فہرست ختم نہ ہو۔ اور کتنے ہی سچ ایسے ہیں جن کے اوپر مغرب کی "انصاف پسند" میڈیا نے اپنی لفاظی اور فریب کی اتنی تہیں جما دی ہیں کہ عام انداز میں ساری عمر بھی کوئی اسکو صاف کرنا چاہے تو صاف نہیں کر سکتا۔

فائدہ ۲: مذکورہ حدیث میں خداعۃ کا لفظ ہے۔ اسکے معنی کم بارش کے بھی ہیں۔ چنانچہ شرح ابن ماجہ میں اس کی تشریح یوں کی ہے "ان سالوں میں بارشیں بہت ہونگی لیکن پیداوار کم ہوگی۔ تو یہی ان سالوں میں دھوکہ ہے"۔

عَنْ عُمَیرِ بنِ هَانِیءٍ قَالَ قَالَ اِذَا صَارَ النَّاسُ فِی فُسْطَاطَیْنِ فُسْطَاطُ اِیْمَانٍ لَا نِفَاقَ فِیهِ وَفُسْطَاطُ نِفَاقٍ لَا اِیْمَانَ فِیهِ فَاِذَا كَانَ ذَاكُم فَانْتَظِرُوا الدَّجَّالَ مِنْ یَوْمِهٖ أَوْ مِنْ غَدِهٖ (ابوداؤد ج: ۴ ص: ۹۴، مستدرک ج: ۴ ص: ۵۱۳، الفتن نعیم بن حماد)

ترجمہ: حضرت عمیرؓ ابن ہانی سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگ دو خیموں (جماعتوں) میں تقسیم ہو جائینگے، ایک اہل ایمان کا خیمہ جس میں بالکل نفاق نہیں ہوگا، دوسرا منافقین کا خیمہ جس میں بالکل ایمان نہیں ہوگا تو جب وہ دونوں اکٹھے ہو جائیں (یعنی اہل ایمان ایک طرف اور منافقین ایک طرف) تو تم دجال کا انتظار کرو کہ آج آئے یا کل آئے۔

فائدہ: اللہ رب العزت کی حکمتیں بہت نرالی ہیں۔ وہ جس سے چاہے کام لے لیتا ہے۔ مسلمان خود تو یہ دونوں خیمے (مومن اور منافق والا) نہ بنا سکے تو اللہ نے کفر کے سردار کے ذریعے یہ کام کروا دیا۔ یہودیت کے خادم صدر بش نے خود اعلان کر دیا کہ کون ہمارے خیمے میں ہے اور کون ایمان والوں کے خیمے میں رہنا چاہتا ہے۔ کافی بڑی تعداد تو ان دونوں خیموں میں شامل ہو چکی ابھی کچھ باقی ہیں لیکن محمد ﷺ کا رب یہ کام مکمل فرمائے گا اور ضرور فرمائیگا۔ اب بالکل

حاشیہ: ۱۔ ابوداؤد کی اس روایت کو علامہ البانیؒ نے السلسلۃ الصحیحۃ میں صحیح کہا ہے۔ مستدرک کی روایت امام ذہبی کے نزدیک صحیح ہے۔

واضح ہو جائے گا کہ کون ایمان والا ہے اور کس کے دل میں ایمان والوں سے زیادہ اللہ کے دشمنوں کی محبت چھپی ہوئی ہے۔ ہر ایک کو اپنے بارے میں سوچنا چاہئے کہ وہ کس خیمے میں ہے یا کس خیمے کی جانب اس کا سفر جاری ہے۔ خاموش تماشائیوں کی نہ تو ابلیس اور اسکے اتحادیوں کو ضرورت ہے اور نہ ہی محمد عربی ﷺ کے رب کو ان سے کوئی سروکار ہے۔ یہ معرکہ کا فیصلہ کن مرحلہ ہے لہٰذا کسی ایک طرف تو ہر ایک کو ہونا پڑیگا۔

یہ وہ وقت ہے جس میں ہر فرد ہر تنظیم اور ہر جماعت اسی جانب کھنچی جائے گی جس کے ساتھ اسکو عقیدت و محبت ہوگی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

اَم حَسِبَ الَّذِینَ فِی قُلُوبِھِم مَّرَضٌ اَن لَّن یُّخرِجَ اللہُ اَضغَانَھُم.

ترجمہ: کیا جن کے دلوں میں کھوٹ ہے وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اللہ انکے (دلوں میں چھپے ہوئے) کینہ کو ظاہر نہیں کریگا۔ (بلکہ اللہ ضرور انکے کینہ حسد کو ظاہر کر کے رہیگا)۔

ہر ملک میں یہود کے ذریعہ چلائی جانے والی جماعتیں اب یہودی مفادات میں ایک زبان ہو جائیں گی اور بہت سی ایک دوسرے میں ضم ہو جائینگی جن جماعتوں کی ڈور فری میسن کے ہاتھ میں ہے اب وہ ایک ساتھ انکے مشن کے لیے متحرک نظر آئینگی اور جو آواز یہودی مذہبی پیشواؤں (ربی) کے منہ سے نکلے گی وہی باتیں ان تنظیموں، جماعتوں، اداروں اور افراد کی زبانوں سے کہی جائیں گی۔

عَن بنِ عُمَرؓ قَالَ کُنتُ فِی الخَطِیمِ مَعَ حُذَیفَۃَؓ فَذَکَرَ حَدِیثاً ثُمَّ قَالَ لَتَنقُضَنَّ عُرَی الاِسلَامِ عُروَۃً عروۃ وَلَیَکُونَنَّ اَئِمَّۃٌ مُضِلُّونَ وَلَیَخرُجَنَّ علی اَثَرِ ذٰلِکَ الدَّجَّالُونَ الثَّلَاثَۃُ قُلتُ یا ابا عبد اللہ قد سَمِعتَ ھٰذَا الَّذِی تَقُولُ مِن رسولِ اللہ ﷺ قَالَ نَعَم سَمِعتُہُ وَسَمِعتُہُ یَقُولُ یَخرُجُ الدَّجَّالُ مِن یَھُودِیَّۃِ اَصبَھَان

۱... ھذا صحیح الاسناد ولم یخرجاہ (مستدرک ج: ٤ ص: ٥٢٣)

حاشیہ ۱: امام ذہبی نے اسکو منکر کہا ہے۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا میں حطیم میں حضرت حذیفہؓ کے ساتھ تھا انھوں نے حدیث ذکر کی پھر فرمایا اسلام کی کڑیوں کو ایک ایک کر کے توڑا جائے گا اور گمراہ کرنے والے قائدین ہونگے اور اس کے بعد تین دجال نکلیں گے۔ میں نے پوچھا اے ابوعبداللہ (حذیفہؓ) آپ یہ جو کہہ رہے ہیں کیا آپ نے یہ نبی کریم ﷺ ہی سے سنا ہے؟ انھوں نے جواب دیا جی ہاں، میں نے یہ حضور ﷺ سے سنا ہے اور میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ دجال اصفہان کی یہودیہ نامی بستی سے ظاہر ہوگا۔

یہ روایت کافی طویل ہے جس کا کچھ حصہ یہ ہے "تین چیخیں ہونگی جس کو اہل مشرق و اہل مغرب سنیں گے..... (اے عبداللہ) جب تم دجال کی خبر سنو تو بھاگ جانا، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے (حضرت حذیفہؓ سے) دریافت کیا اپنے پیچھے والوں (اہل و عیال) کی حفاظت کس طرح کرونگا، حضرت حذیفہؓ نے فرمایا انکو حکم کرنا کہ وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جائیں، حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں میں نے پوچھا کہ اگر وہ (گھر والے) یہ سب کچھ چھوڑ کر نہ جاسکیں؟ فرمایا انکو حکم کرنا کہ وہ ہمیشہ گھروں میں ہی رہیں، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ اگر وہ یہ (بھی) نہ کرسکیں تو پھر؟ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا اے ابن عمر! خوف، فتنہ و فساد اور لوٹ مار کا زمانہ ہے۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اے ابوعبداللہ (حذیفہ) کیا اس فتنہ و فساد سے کوئی نجات ہے؟ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کیوں نہیں، کوئی ایسا فتنہ و فساد نہیں جس سے نجات نہ ہو۔

فائدہ: آپ ﷺ نے ایک اور حدیث کے اندر اپنی امت کے بارے میں دجال کے علاوہ جس فتنے کا ذکر کیا ہے وہ گمراہ کرنے والے قائدین ہیں۔

حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اپنی امت کے بارے میں جس چیز سے سب سے زیادہ ڈرتا ہوں وہ گمراہ کرنے والے قائدین ہیں۔ (رواہ ابو داؤد الطیالسی)

دجال کے وقت انکی کثرت ہوگی اور یہ قائدین دجالی قوتوں کے دباؤ یا لالچ میں آکر خود تو حق سے منہ موڑ چکے ہی، اپنے ماننے والوں کو بھی حق سے دور کرنے کا سبب بنیں گے۔

حضرت اسماءؓ بنت یزید انصاریہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں

تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے دجال کا بیان فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا اس سے پہلے تین سال ہونگے۔ (جنکی تفصیل یہ ہے) پہلے سال آسمان اپنی ایک تہائی بارش روک لے گا، اور زمین اپنی ایک تہائی پیداوار روک لے گی۔ دوسرے سال آسمان اپنی دو تہائی بارش روک لے گا اور زمین بھی اپنی دو تہائی پیداوار روک لے گی۔ اور تیسرے سال آسمان اپنی مکمل بارش روک لے گا اور زمین اپنی پوری پیداوار روک لے گی۔ لہٰذا کھر والے اور داڑھ والے مویشی سب مر جائیں گے۔ (یعنی قحط سالی کی وجہ سے ہر قسم کے مویشی ہلاک ہو جائینگے)۔ (المعجم الکبیر ۱۰۱، مسند احمد)

فائدہ: مذکورہ روایت میں ہے کہ آسمان بارش روک لے گا اور زمین اپنی پیداوار روک لے گی۔ مسند اسحٰق ابن راہویہ کی روایت میں ہے کہ تَرَی السَّمَاءَ تُمْطِرُ وَهِيَ لَا تُمْطِرُ وَتَرَی الْاَرْضَ تُنْبِتُ وَهِيَ لَا تُنْبِتُ کہ تم آسمان کو بارش برساتا ہوا دیکھو گے حالانکہ وہ بارش نہیں برسا رہا ہوگا، اور تم زمین کو پیداوار اگاتا ہوا دیکھو گے حالانکہ وہ پیداوار نہیں اگا رہی ہوگی[1]۔

اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بارش بھی برسے اور زمین پیداوار بھی اگائے لیکن اس کے باوجود لوگوں کو کوئی فائدہ نہ ہو۔ اور لوگ قحط سالی کا شکار ہو جائیں۔ جدید دور میں اس کی بے شمار صورتیں ہو سکتی ہیں۔ عالمی زراعت کو اپنے قبضے میں کرنے کے لئے جو پالیسیاں یہودی دماغوں نے بنائی ہیں اس کے اثرات اب ہمارے ملک تک پہونچ چکے ہیں۔ اس پر بحث ہم آگے کرینگے۔

دجال کا حلیہ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا بُعِثَ نَبِيٌّ اِلَّا اَنْذَرَ اُمَّتَهٗ الْاَعْوَرَ الْکَذَّابَ اَلَا اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّ بَیْنَ عَیْنَیْهِ مَکْتُوْبٌ کَافِرٌ

(بخاری شریف ۶۵۹۸)

ترجمہ: حضرت انس فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی نبی ایسے نہیں بھیجے گئے جنہوں نے اپنی امت کو کانے کذاب سے نہ ڈرایا ہو۔ سنو! بیشک وہ کانا ہوگا اور تمہارا رب یقیناً کانا نہیں ہے، اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔

حاشیہ: [1] مسند اسحاق ابن راہویہ | ۳ حد | ج : ۱ ص ۔ ۱۶۹

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ

(بخاری ، ٦٥٩٠)

ترجمہ: حضرت عبد اللہؓ ابن عمرؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا (دجال) دائیں آنکھ سے کانا ہوگا، اسکی آنکھ ایسی ہوگی گویا پچکا ہوا انگور۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَلدَّجَّالُ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى جُفَالُ الشَّعَرِ مَعَهُ جَنَّةٌ وَنَارٌ فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ (مسلم ج:۱ ص: ۲۲۴۸)

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال بائیں آنکھ سے کانا ہوگا گھنے اور بکھرے بالوں والا ہوگا اس کے ساتھ جنت اور آگ ہوگی بس اسکی آگ (درحقیقت) جنت ہوگی اور اس کی جنت آگ ہوگی۔

فائدہ: دجال کے بالوں کے بارے میں فتح الباری میں ہے کأن رأسه أغصان شجرة (بالوں کی زیادتی اور الجھے ہوئے ہونے کی وجہ سے) اس کا سر اس طرح نظر آتا ہوگا گویا کسی درخت کی شاخیں ہوں۔

مسلم شریف کی دوسری روایت ہے کہ دجال کی ایک آنکھ مٹی ہوئی ہوگی (جیسے کسی چیز پر ہاتھ پھیر کر اس کو پچکا دیا جاتا ہے) اور دوسری آنکھ پر موٹا داغ ہوگا (پھلی ہوگی) اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جو ہر مومن خواہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ اسکو پڑھ لے گا۔ (مشکوۃ جلد سوئم حدیث ۵۱۲۷)

مسند احمد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کے ساتھ دو فرشتے ہونگے جو اس کے ساتھ دو نبیوں کی صورت میں ہونگے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو ان نبیوں کے اور انکے باپوں کے نام بھی بتا سکتا ہوں، ان میں سے ایک اس (دجال) کے دائیں طرف ہوگا اور ایک بائیں طرف۔ یہ آزمائش ہوگی۔ دجال کہے گا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ کیا میں زندہ نہیں کر سکتا؟ کیا میں موت نہیں دے سکتا؟ تو ایک فرشتہ کہے گا کہ تو جھوٹا ہے فرشتے کی اس بات کو دوسرے فرشتے

کے علاوہ کوئی اور انسان وغیرہ نہیں سن سکے گا۔ تو دوسرا فرشتہ پہلے والے سے کہے گا "تو نے سچ کہا" اس دوسرے فرشتے کی بات کو سب لوگ سنیں گے اور وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ دجال کو سچا کہہ رہا ہے۔ یہ بھی آزمائش ہوگی۔ (مسند احمد ج: ۵ ص: ۲۲۱)

ف ۱: دجال ایک متعین شخص ہوگا کیونکہ احادیث میں واضح طور پر اس بات کو بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا کسی ملک کو دجال سمجھنا درست نہیں۔ جیسا کہ خوارج جہمیہ وغیرہ باطل فرقوں کا خیال ہے۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں "ھذہ الاحادیث التی ذکرھا مسلم وغیرہ فی قصۃ الدجال حجۃ لاھل السنّۃ فی صحۃ وجود الدجال وانّہ شخص بعینہ."

(صحیح مسلم بشرح نووی)

ترجمہ: دجال کے واقعہ میں یہ ساری احادیث جن کو امام مسلم وغیرہ نے ذکر کیا ہے دجال کے وجود کے صحیح ہونے پر دلیل ہیں، اور اس بات کی بھی دلیل ہیں کہ دجال ایک شخص معین ہوگا۔

ف ۲: اس کی دونوں آنکھیں عیب دار ہونگی۔

دجال کی آنکھوں کے بارے میں کئی روایات آئی ہیں۔ کہیں اس کو دائیں آنکھ سے کانا کہا گیا ہے اور کہیں بائیں آنکھ سے۔ اس بارے میں مفتی رفیع عثمانی صاحب مدظلہ العالی علامات قیامت اور نزول مسیح میں فرماتے ہیں "خلاصہ یہ ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں عیب دار ہونگی۔ بائیں آنکھ ممسوح (بے نور بھی ہوئی اور دائیں آنکھ انگور کی طرح باہر کو نکلی ہوگی)۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے طافیہ کی تشریح یوں کی ہے خارجۃ مثل عین الجمل یعنی دجال کی دائیں آنکھ اونٹ کی آنکھ کی طرح باہر کو نکلی ہوئی ہوگی۔ (فتح الباری ج: ۱۳ ص: ۳۲۵)

ف ۳: اس حدیث میں یہ ہے کہ اس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا۔ یہاں اس کے حقیقی معنی مراد ہیں، لہٰذا یہ خیال درست نہیں کہ اس سے مراد کسی کمپنی کا نام یا کسی ملک کا نشان ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں "الصحیح الذی علیہ المحققون انّ الکتابۃ المذکورۃ حقیقۃ جعلھا اللہ علامۃ قاطعۃ بکذب الدجال". (شرح مسلم نووی)

ترجمہ: (اس بحث میں) درست بات جس پر محققین کا اتفاق ہے یہ ہے کہ (دجال کی پیشانی پر) مذکورہ (کافر) لکھا ہوا حقیقت میں ہوگا۔ اللہ نے اس کو دجال کے جھوٹ کی ناقابل تردید علامت بنایا ہے۔

ف ۲: اس لکھے ہوئے کو ہر مومن پڑھ لے گا۔ پھر سوال یہ ہے کہ جب ہر ایک پڑھ لے گا تو اس کے فتنے میں کوئی کس طرح مبتلا ہو سکتا ہے؟

اس کا ایک جواب تو وہ حدیث ہے جس میں یہ آتا ہے کہ بہت سے لوگ اس کو پہچاننے کے باوجود بھی اپنے گھر بار اور مالی فائدہ کے لئے اس کے ساتھ ہوں گے۔

دوسرا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ پڑھنے اور اس کو سمجھ کر عمل کرنے میں فرق ہوتا ہے۔ آج کتنے ہی مسلمان ہیں جو قرآن کے احکامات کو پڑھتے تو ہیں لیکن عمل سے اس کو نہیں مانتے۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ سودی نظام اللہ سے کھلی جنگ ہے لیکن عملاً اس میں ملوث ہیں۔

دجال کے وقت بھی بہت سے لوگ جو اپنا ایمان ڈالر اور دنیاوی حسن کے بدلے بیچ چکے ہوں گے، جنہوں نے ایمان کو چھوڑ کر دنیا کو اختیار کر لیا ہوگا، جنہوں نے اللہ کے نام پر کٹنے کے بجائے دجال کی طاقت کے سامنے سر جھکا دیا ہوگا تو وہ اس کا کفر نہیں پڑھ پائیں گے۔ بلکہ اس کو وقت کا مسیحا اور انسانیت کا نجات دہندہ ثابت کر رہے ہوں گے اور اس کیلئے دلائل ڈھونڈ کر لا رہے ہوں گے۔ دجال کے خلاف لڑنے والوں کو گمراہ کہا جا رہا ہوگا۔ پھر بھی انکا اپنے بارے میں یہی دعویٰ ہوگا کہ وہ مسلمان ہیں۔ حالانکہ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ یہ سب اسلئے ہوگا کہ انکی بد اعمالیوں اور شہوت قلبی کے باعث انکی ایمانی بصیرت ختم ہو چکی ہوگی۔

یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے بلکہ یہ مطلب شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور شارح مسلم امام نوویؒ نے بیان فرمایا ہے۔ فتح الباری میں ہے "فیخلق اللہ للمؤمن الادراک دون تعلم۔" چنانچہ اللہ تعالیٰ مومن کو بغیر (لکھائی پڑھائی) سیکھے ہوئے اس (لکھے ہوئے) کی سمجھ عطا فرما دے گا۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں "فیظهر اللہ المؤمن علیها ویُخفیها علیٰ من اراد شقاوته" تو اللہ تعالیٰ مومن کو اس پر مطلع کر دیں گے اور جو شقاوت چاہتا ہو اس پر

اس کو قتل کریں گے۔ (نووی شرح مسلم)

دجال کا فتنہ بہت وسیع ہوگا

آقائے مدنی ﷺ صحابہؓ کی جس محفل میں بھی دجال کا بیان فرماتے تھے وہاں صحابہؓ پر خوف طاری ہو جاتا تھا اور صحابہؓ رونے لگتے تھے۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ آج مسلمان اس کے بارے میں کچھ فکر ہی نہیں کرتے؟

شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ آج لوگ اس فتنے کو اس معنی میں سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے جس معنی میں آپ ﷺ نے سمجھایا ہے۔ آج اگر کوئی مسلمان یہ حدیث سنتا ہے کہ دجال کے پاس کھانے کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی، تو اس حدیث کو وہ اس حال میں سنتا ہے کہ اس کا پیٹ بھرا ہوتا ہے اور اس کو پانی کی کوئی طلب نہیں ہوتی۔ لہٰذا وہ دجال والے حالات کو بھی اپنے بھرے پیٹ اور تر گلے والی صورت حال پر ہی قیاس کرتا ہے، اور یہ حدیث سنتے وقت اس کی آنکھوں کے سامنے یہ منظر بالکل نہیں آتا کہ وہاں حالت یہ ہوگی کہ دنوں سے نہیں بلکہ ہفتوں سے روٹی کا ایک ٹکڑا بھی دیکھنے کو نہیں ملا ہوگا، بھوک نے بڑوں بڑوں کو نڈھال کر دیا ہوگا، پانی نہ ملنے کی وجہ سے حلق میں کانٹے چبھ رہے ہوں گے۔

جب گھر کے اندر آپ قدم رکھیں گے تو نظروں کے سامنے آپ کا وہ لخت جگر ہوگا جس کے ایک اشارے پر آپ اس کی ہر خواہش پوری کر دیا کرتے تھے، اب وہی بچہ آپ کے سامنے ہے، شدت پیاس سے زبان باہر نکلی ہوئی ہے، کئی دن کے فاقے نے گلاب جیسے چہرے سے زندگی کی تمام رونقوں کو چھین لیا ہے، یہ منظر دیکھ کر آپ کا دل تڑپ اٹھتا ہے اور آپ لاچاری و بے بسی کے عالم میں اپنے جگر کے ٹکڑے سے دوسری طرف منہ پھیر لیتے ہیں، دوسری طرف.... حسرتوں کا بت بنی آپ کی ماں.... ہاں.... ماں.... جس نے آپ کو کبھی بھوکے پیٹ نہیں سونے دیا، جو آپ کی پیاس کو آپ کے اشاروں سے سمجھ جاتی تھی، جس نے اپنی تمام خوشیوں اور راحتوں کو آپ کے نام کر دیا... آج وہی آپ کی ماں... نگاہوں میں ہزاروں سوالات لئے جوان بیٹے کی طرف اس امید سے دیکھ رہی ہے کہ شاید آج بیٹا ضرور روٹی کا ایک ٹکڑا کہیں سے لے آیا ہوگا، بیٹا آج ماں کی ممتا

کی خاطر پانی کا ایک قطرہ ضرور کہیں سے لایا ہوگا، آپ کا چہرہ دیکھنے والی ماں آج بھی بیٹے کے چہرے پر لکھے جواب کو پڑھ لیتی ہے اور ماں کی آنکھوں سے جوان بیٹے کی بے بسی پر اشکوں کے قطرے گرتے ہیں، تو آپ کا کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے، آپ اندر ہی اندر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہے ہیں، آپ پھر دوسری طرف منہ موڑتے ہیں، شاید اس کونے میں کوئی نہ ہو، لیکن وہاں.... آپ کی شریک سفر ہے.... جس نے ہر امتحان کی گھڑی میں آپ کو حوصلہ دیا، لیکن.... آج اس کے ہونٹ سوکھ چکے ہیں، ضبط کا سمندر اندر ہی اندر موجیں مار رہا ہے، اور یکایک اپنے چاند کو دیکھ کر دل میں چھپے اشکوں کے سمندر میں طوفان پیدا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ کی محبت اپنے ہی اشکوں میں پگھلنے لگی.... اب آخر آپ بھی تو انسان ہیں.... آپ کے سینے میں بھی تو گوشت کا لوتھڑا ہی دھڑکتا ہے.... آخر کب تک انا (Ego) کے خول میں خود کو چھپا سکتے تھے.... اب جبکہ تمام مادی سہارے ٹوٹ گئے، امیدوں کے تمام چراغ ہاتھوں سے چھوٹ گئے.... تو آپ کی آنکھوں نے بھی رخساروں کو نم کرنا شروع کر دیا.... ایک طرف بلکتا معصوم بچہ.... ماں کی ممتا.... بیوی کی محبت.... ان سب کے غموں نے آپ کے دل کو موم کی طرح پگھلا دیا.... اور کوئی بچایا رکھنے والا بھی میسر نہیں.... اور کیسے ہو کہ ہر گھر.... اور ہر در میں یہی منظر ہے.... ایسے وقت میں باہر سے کھانے کی خوشبو اور پانی کی آواز سنائی دیتی ہے.... آپ بھی اور آپ کے پیارے بھی سب دوڑتے ہوئے باہر جاتے ہیں.... تو سامنے دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ اب مشکل کی گھڑی ٹل گئی.... انسانوں کے اس جنگل میں کوئی مسیحا آپہنچا.... آنے والا "مسیحا".... اعلان کرتا ہے کہ بھوک و پیاس کے مارے ہوئے لوگو! یہ لذیذ خوشبودار کھانے اور یہ ٹھنڈا میٹھا پانی تمہارے ہی لئے ہے.... یہ سنتے ہی آپ اور آپ کے پورے گھر اور شہر میں جیسے آدھی زندگی یوں ہی لوٹ آئی.... مسیحا پھر کہتا ہے.... یہ سب کچھ تمہارے لئے ہی ہے لیکن.... کیا تم اس بات کو مانتے ہو کہ اس کھانے اور پانی کا مالک میں ہوں؟ کیا تم اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہو کہ یہ سب کچھ میرے اختیار میں ہے؟

کھانے اور پانی کی طرف آپ کے بڑھتے ہوئے قدم تھوڑی دیر کے لئے رک گئے، اور آپ کچھ سوچنے لگے، آپ کی یادداشت نے کہا کہ یہ الفاظ کچھ جانے پہچانے لگتے ہیں، اور آپ کو

یاد آگیا کہ یہ "مسیحا" کون ہے؟ لیکن تھمیے...آپکے پیچھے سے بچے کے بلکنے کی آوازیں تیز ہونے لگیں...ماں کی چیخیں سنائی دیں آپ دوڑے ہوئے گئے تو آپ کے جگر کا ٹکڑا...آپ کا بیٹا ...موت وحیات کے درمیان لٹک رہا ہے کہ اگر پانی کا قطرہ مل جائے تو آپ کا بچہ مرنے سے بچ سکتا ہے...اب ایک طرف بچے ماں اور بیوی کی چیخیں ہیں...دوسری طرف ایک سوال کا جواب ہے...ایک طرف خوشیوں بھرا گھر ہے اور دوسری طرف ماتم کدہ ہے، گویا ایک طرف آگ ہے اور دوسری طرف خوبصورت باغات ہیں...ذرا بتایئے...ذہن کے بند دریچوں کو کھول کر سوچیے کیا معاملہ اتنا ہی آسان ہے جتنا آپ سمجھ رہے ہیں؟ شاید نہیں بلکہ یہ فتنہ تاریخ انسانی کا سب سے بھیانک فتنہ ہے۔

یہ سب پڑھ کر پریشاں ہو گئے کیا　　کسی کے دھیان میں تم کھو گئے کیا
ابھی کچھ دیر پہلے تک ہنسی تھے　　زمانہ ہو گیا تم کو گئے کیا

عن عمران بن حصین قال سمعت رسول اللہ ﷺ قال ما بین خلق آدم الی قیام الساعۃ فتنۃ اکبر عند اللہ من الدجال۔ ھذا حدیث صحیح علی شرط البخاری ومسلم ولم یخرجاہ۔ (مستدرک ج: ٤ ص: ٥٧٣) ل

ترجمہ: حضرت عمران بن حصینؓ کا بیان ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ آدم کی پیدائش اور روز قیامت کے درمیان ایک بہت بڑا فتنہ ظاہر ہوگا اور وہ دجال کا فتنہ ہے۔

مسلم شریف کی روایت ہے ما بین خلق آدم الی قیام الساعۃ خلق اکبر من الدجال

(مسلم ج: ٤ ص: ٢٢٦٦)

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا تشھد احدکم فلیستعذ باللہ من اربع یقول اللھم انی اعوذ بک من عذاب جھنم ومن عذاب القبر ومن فتنۃ المحیا والممات ومن شر فتنۃ المسیح الدجال (صحیح مسلم ج: ١ ص: ٤١٢)

حاشیہ ل سکت عنہ الذھبی

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی (اپنی نماز میں) تشہد پڑھ کر فارغ ہو جائے تو اللہ سے چار چیزوں کی پناہ مانگے۔ اور کہے اے اللہ میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور قبر کے عذاب سے اور موت و حیات کے فتنے سے اور مسیح دجال کے شر سے۔ (مسلم شریف ج: ۱ ص: ۴۱۲)

فائدہ: نبی کریم ﷺ اپنے پیارے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کس قدر دجال سے بچانے کی فکر کرتے تھے کہ ان کو نماز میں درود شریف کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے اس میں یہ دعا سکھلا رہے ہیں۔

عن حذیفةؓ قال انی سمعتہ یقول ان مع الدجال اذا خرج ماءً ونارًا فاما الذی یری الناس انھا النار فماء بارد واما الذی یری الناس انہ ماء بارد فنار تحرق فمن ادرک منکم فلیقع فی الذی یری انھا نار فانہ عذب بارد (بخاری ج:۲ ص: ۱۲۷۲)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دجال اپنے ساتھ پانی اور آگ لے کر نکلے گا۔ جس کو لوگ پانی سمجھیں گے حقیقت میں وہ جھلسا دینے والی آگ ہوگی۔ اور جس کو آگ خیال کریں گے وہ حقیقت میں ٹھنڈا پانی ہوگا۔ سو تم میں سے جو شخص دجال کو پائے تو وہ اپنے آپ کو اس چیز میں ڈالے جس کو اپنی آنکھوں سے آگ دیکھتا ہے۔ اس لئے کہ وہ حقیقت میں میٹھا اور ٹھنڈا پانی ہے۔

فائدہ: ایک دوسری حدیث میں دجال کے ساتھ روٹیوں اور گوشت کے پہاڑ کا ذکر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو اس کے سامنے جھک جائیگا اسکے لئے دولت اور غذائی اشیاء کی فراوانی ہو جائے گی اور جو اس کے نظام کو نہیں مانے گا اس پر ہر قسم کی پابندی لگا کر ان پر آگ برسائیگا۔ جیسا کہ ہم نے کہا کہ دجال کے آنے سے پہلے اس کا فتنہ شروع ہو جائیگا۔ افغانستان اور عراق پر آگ کی بارش اور جن لوگوں نے ابلیسی قوتوں کی بات مان لی ان پر ڈالروں کی بارش کی جارہی ہے۔

پانی پر جنگ اور دجال

جہاں تک پانی کا ذکر ہے ممکن ہے کہ ابھی لوگوں کی سمجھ میں نہ آئے کہ پانی کے بارے میں دجال کی کیا جنگ ہو سکتی ہے۔ پانی ہر جگہ مل جاتا ہے؟ اس کو سمجھنے کیلئے اس وقت دنیا میں پانی کی صورت حال کو سمجھنا ہوگا۔ دنیا میں پینے کے پانی (Potable Water) کے دو بڑے ذخیرے (Reservoir) ہیں۔ (1) برفانی پہاڑ جس کے ذخائر 28 ملین کیوبک کلومیٹر ہیں۔
(۲) زیر زمین پانی کے ذخائر جو 8 ملین کیوبک کلومیٹر ہیں۔

اس طرح دنیا میں موجود پینے کے پانی کی بڑی مقدار برف ہوتی ہے جو پگھل کر مختلف دریاؤں کے ذریعے انسانوں تک پہنچتی ہے۔ جبکہ زیر زمین پانی اس کے مقابلے میں کم ہوتا ہے۔ برف کے یہ ذخیرے انٹارٹیکا اور گرین لینڈ میں زیادہ ہیں۔ اور ان دونوں جگہوں پر کسی مسلم ملک کا کوئی حق نہیں ہے۔ اب رہے زیر زمین پانی کے ذخائر تو اس میں بھی دو قسم کے علاقے ہوتے ہیں۔ ایک ہموار (Plain) علاقے دوسرے پہاڑی علاقے۔ ہموار علاقوں میں شہروں میں پینے کے پانی پر قبضہ کرنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ شہروں میں پانی کا تمام انحصار کسی جھیل یا سرکاری ٹیوب ویل سے پائپ لائن کے ذریعے آنے والے پانی پر ہوتا ہے۔ لہٰذا شہری لوگ پانی کے لئے مکمل طور پر وہاں کی انتظامیہ کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ دجال کا فتنہ شہروں میں زیادہ سخت ہوگا اور شہروں کی اکثر آبادی اس فتنے میں مبتلا ہو جائے گی۔ البتہ دیہی علاقوں کے پانی پر قبضے کے لئے دجالی قوتیں اپنی تمام تر توانائیاں لگا دیں گی۔

مستقبل میں دنیا میں پانی پر جنگوں کی افواہیں آپ سنتے ہی رہتے ہیں۔ اسرائیل کا اردن فلسطین، لبنان اور شام کے ساتھ، ترکی کا عراق کے ساتھ اور بھارت کا پاکستان اور بنگلہ دیش کے ساتھ پانی کے بارے میں تنازع زندگی اور موت کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہود و ہنود دونوں کی یہ فطرت ہے کہ وہ صرف خود جینے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ پڑوسی کو مار کر جینے کے نظریے پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت کی طرح اسرائیل نے بھی پہلے ہی بحیرہ طبریہ کا رخ مکمل اپنی طرف کر لیا ہے، اور مسلمانوں کو پانی سے محروم کر کے اپنے صحرا میں اس کو گراتا ہے۔ اس کی تفصیل

عالم اسلام میں بہنے والے دریاؤں پر اگر دجالی قوتیں ڈیم بنا دیں اور ان ڈیموں پر ان قوتوں کا کنٹرول ہو جائے تو دریاؤں کا پانی بند کر کے پورے کے پورے ملک کو صحراء میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ جب دریا بند ہو جائینگے تو زیر زمین پانی بہت نیچے چلا جائیگا اور ایک وقت آئے گا کہ لوگوں کے پاس پینے کا پانی بھی نہیں ہوگا، اور وہ قطرے قطرے کے محتاج ہو جائینگے۔ شام، اردن اور فلسطین کے پانی کی صورت حال ہم آگے بیان کرینگے۔ یہاں ہم عراق مصر اور پاکستان کا ذکر کرتے ہیں۔

عراق: عراق میں دو بڑے دریا دجلہ (Tigris) اور فرات بہتے ہیں، اور دونوں ہی ترکی سے آتے ہیں۔ دریائے فرات پر ترکی نے اتاترک ڈیم بنایا ہے جو دنیا کے بڑے ڈیموں میں سے ایک ہے، جس کے پانی ذخیرہ کرنے کی جگہ (Reservoir) 816 مربع کلومیٹر ہے۔ اس کو بھرنے کے لئے دریائے فرات کو برسات کے موسم میں ایک مہینے تک مکمل اس میں گرانا ہوگا۔ یعنی ترکی اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے ایک مہینے تک فرات کے پانی کو عراق نہیں جانے دے گا۔ اسلامی حوالے سے ترکی حکومت کی صورت حال سب کے سامنے ہے، اور حالات بتا رہے ہیں کہ مستقبل میں ان کا مزید جھکاؤ عالمی دجالی اتحاد کی طرف ہوگا۔

مصر: مصر کا سب سے بڑا دریا دریائے نیل (Nile) ہے، لیکن یہ بھی وکٹوریہ جھیل (یوگینڈا سینٹرل افریقہ) سے آتا ہے۔ دریائے روانڈا دریائے نیل کے پانی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

پاکستان: پاکستان کے اکثر بڑے دریا بھارت سے آتے ہیں۔ اور بھارت ان پر ڈیم بنا رہا ہے۔ دریائے چناب پر بگلیہار ڈیم بھارت مکمل کر چکا ہے۔ اسی طرح دریائے نیلم پر بھی کشن گنگا ڈیم بنایا جا رہا ہے۔ اس طرح بھارت پاکستان کا پانی روک کر ہماری زمینوں کو صحراء میں تبدیل کرنا اور ہمیں پیاس کی مار مارنا چاہتا ہے۔

بھارت: بھارت نے بنگلہ دیش کی جانب بہنے والے دریاؤں پر ڈیم بنا کر جو حالت بنگلہ دیش کی ہے، اس سے ہمیں بھارت کے عزائم سمجھنے میں کوئی خوش فہمی نہیں ہونی چاہئے۔ اس بات کو سمجھنے

کے بعد اب یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ دجال شہروں کے علاوہ دیہاتوں کے پانی پر کس طرح قبضہ کرے گا۔ جب بارشیں بند ہو جائیں گی (جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اور دریا سوکھ جائینگے تو ظاہر ہے زمین کے نیچے موجود پانی کے ذخائر ختم ہو جائیں گے۔

چشموں کا میٹھا پانی یا نیسلے منرل واٹر؟

اب رہا یہ سوال کہ دجال پہاڑی علاقوں کے بے شمار چشموں اور نالوں کو کس طرح اپنے کنٹرول میں کر سکتا ہے؟

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ دجال کا فتنہ پہاڑوں میں کم ہوگا، اور جو پہاڑ جدید جاہلی تہذیب سے بالکل پاک ہونگے وہاں اس کا فتنہ نہیں ہوگا۔ لہٰذا پہاڑی علاقے کے لوگ پانی کے حوالے سے کم پریشان ہونگے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان قوتوں کی جانب سے پہاڑی علاقوں میں کچھ محنت نہیں ہو رہی، بلکہ اس وقت ان کا سارا زور پہاڑی علاقوں کے پانی کو کنٹرول کرنے پر ہے۔ آپ نے تاریخ میں پڑھا ہوگا بلکہ صحرائی اور پہاڑی علاقوں میں دیکھا بھی ہوگا کہ آپ کو آبادیاں ان جگہوں پر نظر آئینگی، جہاں پانی کے قدرتی ذخائر مثلاً دریا، چشمے یا برساتی نالے بہتے تھے۔ پہلے لوگ سڑک اور بازار کو دیکھ کر کسی جگہ آباد نہیں ہوتے تھے بلکہ ان جگہوں پر آباد ہوتے تھے جہاں پانی موجود ہو خواہ اسکے لئے انہیں پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر ہی کیوں نہ آباد ہونا پڑتا ہو۔ لیکن آج پہاڑی علاقوں میں بھی یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ لوگ ان جگہوں پر آباد ہونے کو ترجیح دیتے ہیں جہاں انسانوں کی بھیڑ بھاڑ زیادہ ہو۔ اب گھر بنانے کے حوالے سے انکی پہلی ترجیح قدرتی پانی کے ذخیرے نہیں ہوتے بلکہ ان کا انحصار پانی کی ان ٹینکوں پر ہوتا ہے جو مختلف ممالک کے فنڈ سے ان علاقوں میں بنائے جا رہے ہیں۔

یہی وہ سوچ کی تبدیلی ہے جو عالمی یہودی ادارے پہاڑی لوگوں میں لانا چاہتے ہیں تاکہ یہ لوگ ان قدرتی پانی کے ذخیروں پر انحصار کرنا چھوڑ دیں جس پر کسی کا قبضہ کرنا انتہائی مشکل ہے۔ سوچوں کے اس انقلاب کے لئے پہاڑی علاقوں میں مغرب کے فنڈ سے چلنے والی این جی اوز کی جانب سے جو محنت ہو رہی ہے اس کا مشاہدہ آپ کو پہاڑی علاقوں میں جا کر ہو سکتا ہے۔

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ دور دراز کے پہاڑی علاقوں میں جدید جاہلی تہذیب کے اثرات پہنچائے جائیں۔ اسکے لئے عالمی یہودی اداروں کا خصوصی فنڈ ہے جو سیاحت، فلاحی کاموں، تعلیم نسواں اور علاقائی ثقافت کے فروغ کے نام پر دیا جاتا ہے۔ دور دراز کے پہاڑی علاقوں میں سڑک اور بجلی کی فراہمی بھی آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی خصوصی ہدایات کا حصہ ہوتی ہیں۔ پہاڑی علاقوں میں موجود چشموں کے پانی کے بارے میں یہ پروپیگنڈہ شروع کیا جا چکا ہے کہ اس پانی کو پینے سے بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ اس طرح وہ پہاڑوں میں رہنے والوں کو جڑی بوٹیوں سے بھرپور پانی سے محروم کر کے نیسلے (Nestle) کی بوتلوں میں بند پرانے پانی کا عادی بنانا چاہتے ہیں۔ جو مکمل یہودیوں کا ہے۔

سال 2003 کو تازہ پانی کا عالمی سال قرار دیا گیا تھا۔ (اور ان کے ہاں تازہ پانی کی تعریف یہ ہے کہ وہ پانی جو کثیر القومی کمپنیوں کے ذرائع سے حاصل کیا جائے)۔ اسکے تحت انتہائی زور و شور سے اس بات کا پروپیگنڈہ کیا گیا کہ دنیا سے پینے کا پانی ختم ہوتا جا رہا ہے۔ منرل واٹر کا بڑھتا ہوا استعمال اسی پروپیگنڈے کا اثر ہے۔ تعجب ہے ان پڑھے لکھے لوگوں کی عقلوں پر جو پہاڑی علاقوں میں صاف شفاف چشموں کا پانی چھوڑ کر وہاں بھی بوتلوں میں بند پرانا پانی استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ چشموں کا پانی صرف پانی ہی نہیں بلکہ اس میں پیٹ کے امراض سے شفاء بھی ہے۔ اسکے جواب میں کہا جاتا ہے کہ ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ چشموں کا پانی نقصان دہ ہے۔ جب پوچھا جاتا ہے کہ کون سے ڈاکٹر؟ تو کہتے ہیں عالمی ادارہ صحت (W.H.O) کے ڈاکٹر۔ اب مجھ جیسے کم علم کو پتہ نہیں کہ W.H.O کس چیز کا مخفف (Abbriviation) ہے؟ World Hebrew Organization (عالمی یہودی تنظیم) یا World Health Organization (عالمی ادارہ صحت کا مخفف ہے)؟ کاش یہ لوگ ان کے بارے میں ذرا بھی غور کر لیتے کہ یہ W.H.O کے ڈاکٹر ہر اس چیز کے بارے میں اعلان کرتے ہیں جو یہودی سرمایہ داروں کے مفاد میں ہو۔

مذکورہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کے میٹھے پانی کے ذخائر پر کنٹرول کرنے کے لئے ان

وقت عالمی مالیاتی ادارے اور این جی اوز مستقل لگے ہوئے ہیں اور مختلف حیلے بہانوں سے ان کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

دجال کہاں سے نکلے گا؟

عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ يَتْبَعُ الدَّجَّالَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ يَهُودِ أَصْبَهَانَ عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ (صحیح مسلم ج: ۱ ص: ۲۲٦٦)

حضرت اسحاق ابن عبداللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ میں نے انس ابن مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے پیروکار ہوں گے، جنکے جسموں پر سبز رنگ کی چادریں (لبادے) ہوں گے۔

فائدہ: جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے کہ اسرائیل کے اندر ریشم سے ایک خاص قسم کا لباس تیار کیا جارہا ہے جسے مذہبی پیشوا دجال کے آنے پر پہنیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں اس وقت بیٹھی ہوئی رو رہی تھی آپ ﷺ نے رونے کا سبب پوچھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ دجال یاد آ گیا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ میری زندگی میں نکلا تو میں تمہاری طرف سے کافی ہوں اور اگر دجال میرے بعد نکلا تو پھر بھی تمہیں خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ اسکا جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ کانا ہوگا اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ وہ اصفہان کے ایک مقام یہودیہ سے نکلے گا۔ (مسند احمد ج: ٦ ص: ۷۵)

حضرت عمرو ابن حریث حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال روئے زمین کے ایک ایسے حصے سے نکلے گا جو مشرق میں واقع ہے اور جس کو خراسان کہا جاتا ہے اسکے ساتھ لوگوں کے کتنے ہی گروہ ہوں گے اور ان (میں سے

حاشیہ: لـ اسلاد حسن

احمد ج:۱ ص:۷، ابن ماجہ ج:۲ ص:۱۳۵۳، مسند ابی یعلی ج:۱ ص:۳۸]

فائدہ۱: دجال کے ساتھ ایک گروہ ایسا ہوگا جنکے چہرے پھولی ہوئی ڈھال کے مانند ہونگے کیا واقعی انکے چہرے ایسے ہونگے یا پھر انھوں نے اپنے چہروں پر کوئی ایسی چیز پہن رکھی ہوگی جس سے وہ اس طرح نظر آرہے ہونگے؟ واللہ اعلم

فائدہ۲: خراسان:۔ اس حدیث میں خراسان کو دجال کے نکلنے کی جگہ بتایا گیا ہے۔ دجال کا خروج پہلی روایت میں اصفہان اور اس روایت میں خراسان سے بتایا گیا ہے۔ اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ اصفہان ایران کا ایک صوبہ ہے اور ایران بھی پہلے خراسان میں شامل تھا۔

خراسان کے بارے میں اس لشکر کا بیان گذر چکا ہے جو امام مہدی کی حمایت کے لئے آئیگا۔ لہٰذا حضرت مہدی کے لشکر کے آثار اگر ہم پورے خراسان میں تلاش کریں تو وہ افغانستان کے اس خطہ میں نظر آتے ہیں جہاں اس وقت پختون آبادی زیادہ ہے۔ لہٰذا قرائن کو دیکھتے ہوئے یہی کہا جائے گا کہ حضرت مہدی کی حمایت کرنے والا لشکر خراسان کے اس حصہ سے جائے گا جہاں اس وقت طالبان تحریک کا زور ہے۔ البتہ وہ روایت جس میں دجال کے نکلنے کی جگہ عراق اور شام کے درمیانی علاقے کو بتایا گیا ہے، اس میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے۔ اس کی تطبیق یہ ہوسکتی ہے کہ اسکا خروج تو اصفہان سے ہی ہوگا البتہ اسکی شہرت اور خدائی کا دعویٰ عراق میں ہوگا، اسلئے اس کو بھی خروج کہہ دیا گیا ہے۔

یہاں دجال کے نکلنے کا مقام اصفہان میں یہودیہ نامی جگہ بتایا گیا ہے۔ بخت نصر نے جب بیت المقدس پر حملہ کیا تو بہت سے یہودی اصفہان کے اس علاقے میں آکر آباد ہوگئے تھے، چنانچہ اس علاقہ کا نام یہودیہ پڑ گیا۔ یہودیوں کے اندر اصفہانی یہودیوں کا ایک خاص مقام ہے۔ اسکی اہمیت کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے جس میں آتا ہے کہ دجال کے ساتھ ستر ہزار

حاشیہ ۱: ترمذی کی اس روایت کو علامہ البانی نے صحیح کہا ہے۔

اصفہانی یہودی ہو گئے۔ پرنس کریم آغا خان کی فیملی کا تعلق بھی اصفہان سے ہے۔ اور اس خاندان نے برصغیر میں جو خدمات اپنی قوم کے لئے انجام دی ہیں اور دے رہے ہیں وہ اس بات کی ہیں کہ اگر اس دور میں دجال آجائے تو یہ خاندان دجال کے بہت قریبی لوگوں میں شامل ہوگا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی شخصیات ہیں جو اصفہانی یہودی ہیں اور اس وقت عالم اسلام کے معاملات میں بہت اثر و رسوخ رکھتی ہیں۔

عراق کے بارے میں ایک حیران کن روایت

هشم بن مالک الطائی رفع الحدیث قال یلی الدجال بالعراق سنتین یحمد فیها عدله وتشرأب الناس الیه فیصعد یوما المنبر فیخطب بها ثم یقبل علیهم فیقول لهم ما آن لکم ان تعرفوا ربکم فیقول له قائل ومن ربنا فیقول انا فینکره منکر من الناس من عباد الله قوله فیاخذه فیقتله ۱ (الفتن نعیم بن حماد ج:۱ ص ۵۴۹)

ترجمہ: ہشیم بن مالک طائی مرفوعاً روایت کرتے ہیں فرمایا دجال (اپنی خدائی کے اعلان سے پہلے) دو سال تک عراق پر حکومت کریگا جس میں اس کے انصاف کی تعریف کی جائے گی اور لوگ اس کی طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ پھر وہ ایک دن منبر پر چڑھے گا اور عراق کے بارے میں تقریر کرے گا (کہ میں نے یہاں عدل وانصاف قائم کردیا ہے۔) پھر لوگوں کے سامنے آئے گا اور ان سے کہے گا۔ کیا اب وقت آ نہیں گیا کہ تم اپنے رب کو پہچان لو؟ اس پر ایک شخص کہے گا اور ہمارا رب کون ہے؟ تو دجال کہے گا۔ میں۔ یہ سن کر ایک اللہ کا بندہ اس کے اس دعوے کو جھٹلائے گا۔ چنانچہ دجال اس کو پکڑ کر قتل کر دے گا۔ (الفتن نعیم بن حماد ج ۲ ص۔۵۴۹)

عن عمران بن حصین قال قال رسول الله ﷺ من سمع بالدجال فلینأ عنه فوالله ان الرجل لیاتیه وهو یحسب انه مؤمن فیتبعه مما یبعث به من الشبهات۔ ۲

(ابو داؤد ۳۷۶۲)

حاشیہ ۱ اس روایت میں ابو بکر بن ابی مریم راوی ضعیف ہیں۔ (مجمع الزوائد)۔

حاشیہ ۲ علامہ البانی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

ترجمہ: حضرت عمران بن حصینؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دجال کے آنے کی خبر سنے، سکو چاہیے کہ وہ اس سے دور رہے۔ اللہ کی قسم آدمی دجال کے پاس آئیگا اور وہ اپنے آپکو مومن سمجھتا ہوگا لیکن پھر بھی اسکی اطاعت قبول کرلے گا۔ کیونکہ جو چیزیں اس (دجال) کو دی گئی ہیں وہ ان سے شبہات میں پڑ جائیگا۔

فائدہ: دجال کا فتنہ، مال، حسن، قوت، غرض تمام چیزوں کا ہوگا۔ اور دنیا اپنی تمام تر خوبصورتیوں کے ساتھ شہروں میں ہوتی ہے۔ شہروں سے جو جگہ جتنی دور دراز ہوگی وہاں اسکا فتنہ اتنا ہی کم ہوگا۔ اس بات کی طرف ام حرامؓ کی حدیث میں بھی اشارہ ہے۔ فرمایا لوگ دجال سے اتنا بھاگیں گے کہ پہاڑوں میں چلے جائینگے۔

دجال سے تمیم داری کی ملاقات

حضرت فاطمہ بنت قیسؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے ایک منادی کو یہ اعلان کرتے ہوئے سنا کہ الصلوۃ جامعۃ (یعنی نماز تیار ہے۔ راقم) چنانچہ میں مسجد گئی اور حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں عورتوں کی اس صف میں تھی جو مردوں کے بالکل پیچھے تھی۔ جب حضور ﷺ نے نماز مکمل کی تو مسکراتے ہوئے منبر پر تشریف لائے اور فرمایا ہر شخص اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہے۔ پھر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں جمع فرمایا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے تمہیں کسی بات کی ترغیب (Invoke) یا ڈرانے کے لئے جمع نہیں کیا۔ میں نے تمہیں صرف اس لئے جمع کیا ہے کہ (تمہیں یہ واقعہ سناؤں) تمیم داری ایک نصرانی شخص تھے وہ میرے پاس آئے اور اسلام پر بیعت کی اور مسلمان ہو گئے اور مجھے ایک بات بتائی جو اس خبر کے مطابق ہے جو میں تمہیں دجال کے بارے میں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے خبر دی کہ وہ بنو لخم اور بنو جذام کے ۳۰ آدمیوں کے ہمراہ ایک بحری جہاز میں سوار ہوئے۔ انہیں ایک مہینے تک سمندر کی موجیں دھکیلتی رہیں (یعنی سمندری طوفان) پھر وہ سمندر میں ایک جزیرے تک پہنچے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ تو وہ چھوٹی کشتیوں پر بیٹھ کر جزیرے کے اندر داخل ہوئے تو انہیں وہاں ایک عجیب

سی مخلوق ملی جو موٹے اور گھنے بالوں والی تھی۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے اگلے اور پچھلے حصے کو وہ نہیں پہچان سکے تو انہوں نے کہا کہ تو ہلاک ہو! تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں جساسہ ہوں ہم نے کہا کہ جساسہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ تم لوگ گرجے میں اس شخص کے پاس چلو جو تمہاری خبر کے بارے میں بہت بے چین ہے۔ جب اس نے ہمارا نام لیا تو ہم گھبرا گئے کہیں وہ شخص شیطان نہ ہو ہم جلدی جلدی گرجے تک پہنچے وہاں اندر ایک بہت بڑا انسان دیکھا ایسا خوف ناک انسان ہماری نظروں سے نہیں گزرا تھا وہ بہت مضبوط بندھا ہوا تھا اس کے ہاتھ کندھوں تک اور گھٹنے ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے۔ ہم نے پوچھا تو ہلاک ہو تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ جب تم نے مجھے پالیا ہے اور تمہیں معلوم ہو گیا ہے تو تم مجھے بتاؤ تم لوگ کون ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم عرب کے لوگ ہیں (اس کے بعد تمیم داری نے اپنے بحری سفر' طوفان' جزیرہ میں داخل ہونے جساسہ ملنے کی تفصیل دہرائی) اس نے پوچھا کہ بیسان کی کھجوروں کے درختوں پر پھل آتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں اس نے کہا وہ زمانہ قریب ہے جب ان درختوں پر پھل نہیں آئیں گے۔ پھر اس نے پوچھا بحیرہ طبریہ میں پانی ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا ہاں اس میں بہت پانی ہے۔ اس نے کہا کہ عنقریب اس کا پانی خشک ہو جائے گا۔ پھر اس نے پوچھا زغر کے چشمے کا کیا حال ہے اس چشمے میں پانی ہے اور کیا اس کے قریب کے لوگ اس پانی سے کاشت کاری کرتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں۔ پھر اس نے پوچھا امیوں (نا خواندہ لوگوں) کے نبی کے بارے میں بتاؤ کہ اس نے کیا کیا؟ ہم نے کہا کہ وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔ اس نے پوچھا کہ کیا عربوں نے اس سے جنگ کی ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا انہوں نے عربوں سے کیا معاملہ کیا؟

ہم نے اس کو تمام واقعات بتائے۔ جو لوگ عربوں میں قریب تھے ان پر آپ نے غلبہ حاصل کر لیا اور انہوں نے اطاعت قبول کر لی۔ اس نے کہا کہ ان کے حق میں اطاعت کرنا ہی بہتر ہے۔ اب تمہیں میں اپنا حال بتاتا ہوں میں مسیح ہوں عنقریب مجھ کو نکلنے کا حکم دیا جائے گا۔ میں باہر نکلوں گا اور زمین پر سفر کروں گا یہاں تک کہ کوئی آبادی ایسی نہ چھوڑوں گا جہاں میں داخل نہ ہوں۔

چالیس راتیں برابر گشت میں رہوں گا۔ لیکن مکہ اور مدینہ میں نہ جاؤں گا وہاں جانے سے مجھ کو منع کیا گیا ہے۔ جب میں ان میں سے کسی میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو ایک فرشتہ تلوار لئے ہوئے مجھے روکے گا ان شہروں کے ہر راستے پر فرشتے مقرر ہوں گے۔

(یہ واقعہ سنانے کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے اپنا عصا منبر پر مار کر فرمایا۔ یہ ہے طیبہ۔ یہ ہے طیبہ یعنی المدینہ۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا آگاہ رہو میں تم کو یہی نہیں بتایا کرتا تھا۔ ہوشیار رہو کہ دجال دریائے شام میں ہے یا دریائے یمن میں ہے نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف ہے۔ وہ مشرق کی طرف ہے۔ وہ مشرق کی طرف ہے۔ (مسلم 5235)

فائدہ: آپ ﷺ نے حضرت تمیم داریؓ کا واقعہ سنانے کے بعد پہلے فرمایا کہ دجال دریائے شام میں ہے یا دریائے یمن میں ہے۔ پھر اسکے بعد اس خیال کو رد کیا اور تین مرتبہ فرمایا کہ وہ مشرق کی طرف ہے۔ اس کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ پہلے جب آپ نے فرمایا تو وحی کے ذریعے آپ کو بتادیا گیا کہ وہ مشرق میں ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے اس بات کو تین مرتبہ فرمایا۔ چونکہ آپ ﷺ نے اس بات کو اسی حد تک رکھا اور دجال کے علاقے کی مزید نشاندہی نہیں فرمائی واسطے اس بحث کو یہیں ختم کرتے ہیں۔

دجال کے سوالات اور موجودہ صورت حال

دجال نے لوگوں سے بیسان کی کھجوروں کے باغ، زغر کے چشمے اور بحیرہ طبریہ اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھا۔ ان سوالوں میں آپ غور کریں تو چار میں سے تین سوال پانی سے متعلق ہیں۔ نیز ان چشموں سے دجال کا یقینا کوئی تعلق ہے۔

بیسان (Baysan) کے باغات

بیسان پہلے فلسطین کے اندر تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں اس کو حضرت شرحبیل بن حسنہ اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے فتح کیا تھا

حاشیہ تاریخ طبری و معجم البلدان

مگر بیسان 1948 سے پہلے اردن کا حصہ تھا۔ مگر 1948 میں اسرائیل نے بیسان شہر سمیت ضلع بیسان کے اکتیس چھوٹے بڑے دیہاتوں پر قبضہ کر لیا۔ اور اب یہ اسرائیل کے قبضہ میں ہے (دیکھیں بیسان نقشہ نمبر ۲ میں)

جہاں تک بیسان میں کھجوروں کے باغات کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں مشہور مؤرخ ابو عبداللہ یاقوت حموی (وفات ۶۲۶ ہجری) معجم البلدان میں لکھتے ہیں کہ بیسان اپنی کھجوروں کی وجہ سے مشہور تھا۔ میں وہاں کئی مرتبہ گیا ہوں لیکن مجھے وہاں صرف دو پرانے کھجوروں کے باغ ہی نظر آئے[۱]۔

اور اس وقت بھی بیسان کھجوروں کے لئے مشہور نہیں ہے۔ بلکہ اس وقت مغربی کنارے کا شہر "اریحا" (Jericho) کھجوروں کے لئے مشہور ہے۔ اگرچہ بیسان کا کچھ علاقہ ابھی بھی اردن میں ہے جو کہ اردن کے غور (Ghor) شہر کے علاقے میں ہے۔ اور غور کے علاقے میں اس وقت گندم اور سبزیاں وغیرہ ہوتی ہیں۔ نیز اردن کی زراعت کا مستقبل بھی کچھ اچھا نہیں ہے۔

اردن کا انحصار دریائے یرموک کے پانی پر ہے۔ اردن دریائے یرموک کے پانی کو اپنے "مشرقی غور مینٹل اریگیشن پراجیکٹ" کے لئے غور شہر کے قریب لایا ہے۔ اردن کی زمینوں کو غور کے اسی پراجیکٹ کے ذریعے سیراب کیا جاتا ہے۔ جبکہ دریائے یرموک گولان کے پہاڑی سلسلے سے آتا ہے۔

بحیرہ طبریہ کی تاریخی اور جغرافیائی اہمیت

دجال کا دوسرا سوال بحیرہ طبریہ سے متعلق تھا۔ بحیرہ طبریہ پر بھی اس وقت اسرائیل کا قبضہ ہے۔ اس کو انگلش میں Sea of Galilee یا Lake of Tiberias اور عبرانی میں "یام کنرت" (Yam Kinneret) کہتے ہیں۔ (بحوالہ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا)۔

بحیرہ طبریہ کے ارد گرد کئی شہر آباد ہیں۔ جن میں ایک شہر طبریہ بھی ہے۔ جو یہودیوں کے چار مقدس

حاشیہ ۱ معجم البلدان ج ۱ ص: ۵۲۷

شہروں میں سے ایک ہے۔ یہ شہر ایک تاریخی پس منظر رکھتا ہے۔

سن 70 عیسوی میں جب رومی بادشاہ طیطس (Titus) نے بیت المقدس کو برباد کیا تو یہودی مذہبی پیشوا جن کو ربی (Rabbi) کہا جاتا ہے طبریہ میں آ کر جمع ہوئے۔ یہاں یہودی مذہبی پیشواؤں کی ایک اعلیٰ سطحی عدالت بنائی گئی۔ آگے چل کر ان فیصلوں کی رو سے تیسری اور پانچویں صدی عیسوی کے دوران یہودیوں کی مذہبی اور شہری قوانین کی کتاب تالمود (Talmud) مرتب کی گئی۔ 1200 عیسوی میں یہودیوں کو (اپنے کالے کرتوتوں کی وجہ سے۔ راقم) طبریہ سے بھاگنا پڑا۔ پھر دوبارہ 1800 میں یہاں آ کر آباد ہوئے۔ اس وقت یہ شہر پرفضا سیاحتی مقام ہے۔ (بحوالہ انسائیکلوپیڈیا آف Encarta 2005)۔

پہلی مرتبہ اس کو حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ نے فتح کیا پھر اہل شہر نے معاہدے کی خلاف ورزی کی تو حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں اس کو حضرت عمرو بن العاصؓ نے فتح کیا تھا۔

معجم البلدان میں لکھا ہے کہ یہاں ایک بہت قدیم عمارت ہے جس کو ہیکل سلیمانی کہا جاتا ہے۔ اس کے درمیان سے پانی نکلتا ہے..... یہاں گرم پانی کے چشمے ہیں۔ بیسان اور غور کے درمیان ایک گرم پانی کا چشمہ ہے جو سلیمان علیہ السلام کے نام سے مشہور ہے۔ اس چشمے کے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں ہر مرض سے شفاء ہے۔ اور بحیرہ طبریہ کے درمیان میں ایک کٹاؤ دار چٹان ہے جس کے اوپر ایک اور چٹان چڑھی ہوئی ہے جو دیکھنے والے کو دور سے نظر آتی ہے۔ اس علاقے والوں کا اس کے بارے میں یہ خیال ہے کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر ہے۔

(معجم البلدان ج:4 ص:۱۸)

بحیرہ طبریہ اور موجودہ صورتحال

بحیرہ طبریہ شمال مشرقی اسرائیل میں اردن کی سرحد کے قریب ہے۔ اس وقت بھی اس میں میٹھا پانی موجود ہے۔ اس وقت اس کی لمبائی شمال سے جنوب 23 کلومیٹر ہے۔ اس کی زیادہ سے زیادہ چوڑائی شمال کی جانب ہے جو 13 کلومیٹر ہے۔ اس کی اوسط گہرائی 157 فٹ ہے۔ اس کا کل رقبہ 168 مربع کلومیٹر (166 sk km) ہے۔ اس وقت اس میں مختلف قسم کی مچھلیاں پائی

جاتی ہیں۔ (دیکھیں نقشہ نمبر ۲ بحیرہ طبریہ)

اس وقت بحیرہ طبریہ اسرائیل کے لئے میٹھے پانی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ جبکہ بحیرہ طبریہ کے پانی کا بڑا ذریعہ دریائے اردن ہے۔ جو گولان کی پہاڑیوں کے سلسلے جبل الشیخ سے آتا ہے۔

زغر کا چشمہ: دجال کا تیسرا سوال زغر کے چشمے کے بارے میں تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو ہلاک کرنے کا فیصلہ فرمایا تو حضرت لوط علیہ السلام کو سدوم (Sodom) کی بستی سے نکل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام اپنے ساتھ اپنی دو صاحبزادیوں کو لے کر نکل گئے۔ ایک کا نام "رب" اور دوسری کا نام زغر تھا۔ بڑی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو اس کو ایک چشمے کے پاس دفنا دیا۔ لہٰذا اس چشمے کا نام "عین رب" پڑ گیا۔ پھر دوسری بیٹی زغر کا انتقال ہوا تو اس کو بھی ایک چشمے کے قریب دفن کر دیا۔ اس طرح یہ چشمہ "عین زغر" کے نام سے مشہور ہوا۔ (معجم البلدان ج:۳ ص:۲۶)

ابو عبداللہ حموی نے معجم البلدان میں عین زغر کو بحر مردار (Dead Sea) (اسرائیل) کے مشرقی جانب بتایا ہے۔ (معجم البلدان)

بائبل کے مطابق قوم لوط پر عذاب کے بعد حضرت لوط علیہ السلام جس بستی میں گئے اس کو "زوار" (Zoar) کہا گیا ہے۔ جو اس وقت بحر مردار کے مشرقی جانب اردن کے علاقے میں الصافی کے نام سے ہے۔ (دی ریڈرز بائبل اٹلس) (دیکھیں نقشہ نمبر ۳ بحر مردار)

گولان کی پہاڑیوں کی جغرافیائی اہمیت

1967 کی جنگ میں اسرائیل نے شام سے گولان کی پہاڑیاں چھین لی تھیں۔ جبل الشیخ (Mount Hermon) گولان کے پہاڑی سلسلے کی سب سے اونچی چوٹی ہے جہاں سے ایک طرف بیت المقدس اور دوسری جانب دمشق بالکل اس کے نیچے نظر آتا ہے۔ اس کی اونچائی 9232 فٹ ہے۔ جبل الشیخ پر اس وقت لبنان، شام اور اسرائیل کا قبضہ ہے۔ اور کچھ علاقہ اقوام متحدہ کا غیر فوجی علاقہ ہے۔ پانی کے اعتبار سے جبل الشیخ کھلا علاقہ ہے۔ اسی طرح جغرافیائی لحاظ

سے بھی اور پانی کے لحاظ سے بھی یہ پہاڑی سلسلہ اس خطے کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ (دیکھیں نقشہ نمبر ۵ گولان۔ اور دیکھیں بیت المقدس کے لئے نقشہ نمبر ۲)

اب آپ دجال کی جانب سے بیسان، بحیرہ طبریہ اور زغر کے متعلق پوچھے جانے والے سوالوں کی حقیقت میں غور کریں تو ان سوالوں کا تعلق گولان کی پہاڑیوں سے ہے۔ نیز ان احادیث کو بھی سامنے رکھیں جو دمشق، بحیرہ طبریہ، بیت المقدس اور افیق کی گھاٹی سے متعلق ہیں تو اس میں بھی گولان کی پہاڑیوں کی اہمیت صاف واضح ہے۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا جو آرمیگڈن (جنگ عظیم) کا نظریہ ہے کہ یہ آرمیگڈن میگڈ کے میدان میں ہوگی، وہ میگڈ کا میدان بھی بحیرہ طبریہ سے مغرب میں واقع ہے۔ افیق کی گھاٹی جہاں دجال آخر میں مسلمانوں کا محاصرہ کرے گا وہ بھی بحیرہ طبریہ کے جنوب میں ہے۔ اس طرح یہ تمام علاقہ گولان کی پہاڑیوں کے بالکل نیچے واقع ہے۔ اسی طرح اسرائیل و فلسطین اور اسرائیل و شام کے علاقوں کے بارے میں اختلاف کی خبروں پر غور کریں تو بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی کہ عالمی کفر کن باتوں کو سامنے رکھ کر اپنی منصوبہ سازی کر رہا ہے؟ اور فلسطینیوں کو ختم کرنے کے لئے سارا کفر اسرائیل کا ساتھ کیوں دیتا ہے؟

دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہوگا

عَنْ اَبِی بَکْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ لَا یَدْخُلُ الْمَدِیْنَۃَ رُعْبُ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ لَھَا یَوْمَئِذٍ سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ عَلٰی کُلِّ بَابٍ مَلَکَانِ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مدینے میں دجال کا رعب داخل نہیں ہوگا اس دن مدینے کے سات دروازے ہونگے ہر دروازے پر دو فرشتے ہونگے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَیَدْخُلُہُ الدَّجَّالُ اِلَّا الْحَرَمَیْنِ مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃَ وَاِنَّہٗ لَیْسَ بَلَدٌ اِلَّا سَیَدْخُلُہُ رُعْبُ الْمَسِیْحِ اِلَّا الْمَدِیْنَۃَ عَلٰی کُلِّ نَقْبٍ مِنْ اَنْقَابِھَا

يومئذٍ ملكان يذبّان عنها رعب المسيح (المستدرك على الصحيحين ج: ٤ ص: ٥٨٤)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شہر ایسا نہیں جہاں دجال داخل نہ ہو سوائے حرمین شریفین مکہ اور مدینہ کے، اور کوئی شہر ایسا نہیں جہاں مسیح (دجال) کا رعب نہ پہنچ جائے سوائے مدینے کے، اس کے ہر راستے پر اس دن دو فرشتے ہوں گے جو مسیح (دجال) کے رعب کو مدینے میں داخل ہونے سے روک رہے ہوں گے۔

جابر بن عبد الله يقول أخبرتني أمُّ شريك أنها سمعت النبيّ ﷺ يقول لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ فِي الجِبَالِ قالت أُمُّ شريك يا رسولَ الله فأينَ العربُ يومئذٍ قال هم قليل [1] (مسلم ج: ٤ ص- ٢٢٦٦)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ام شریکؓ نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ لوگ دجال کے فتنے سے بچنے کے لئے پہاڑوں میں بھاگ جائیں گے۔ ام شریک نے پوچھا یا رسول اللہ اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تھوڑے ہوں گے۔

فائدہ: جس وقت نبی کریم ﷺ فتنہ دجال کا بیان فرما رہے تھے اور اس کے فتنہ وفساد کا ذکر کر رہے تھے تو ام شریکؓ نے جو سوال کیا ان کا مطلب یہ تھا کہ عرب تو حق پر جان دینے والے لوگ ہیں اور وہ ہر باطل کے خلاف جہاد کرتے ہیں پھر ان کے ہوتے ہوئے دجال یہ سب کچھ کس طرح کر سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جو جواب دیا اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ ام شریک وہ عرب اس وقت بہت تھوڑے ہوں گے جن کی شان جہاد کرنا ہوگی۔ ورنہ تعداد کے اعتبار سے تو عرب بہت ہوں گے لیکن وہ عرب جن کا تم سوال کر رہی ہو وہ کم ہوں گے۔

حدیث نواس ابن سمعانؓ

حضرت نواسؓ ابن سمعان فرماتے ہیں ایک دن حضور ﷺ نے دجال کے بارے میں بیان

حاشیہ [1] هذا حديث حسن صحيح غريب (تحفة الاحوذي)

فرمایا۔ بیان کرتے وقت آپ کی آواز کبھی ہلکی ہوتی تھی کبھی بلند ہوجاتی تھی کہ (ایسا انداز بیان تھا کہ) ہم تو ایسا گمان ہوا کہ دجال کھجوروں کے باغ میں ہے۔ پھر جب ہم شام کو آپ کی خدمت میں آئے تو ہمارے چہروں پر اثرات دیکھتے ہوئے فرمایا کیا ہوا؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ آپ نے دجال کا بیان کیا آپ کی آواز کبھی بلند ہوتی تھی اور کبھی پست ہوتی تھی، چنانچہ ہمیں یوں گمان ہوا گویا دجال کھجور کے باغ میں ہو۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ میرے سامنے آیا تو میں تمہاری طرف سے کافی ہونگا، اور اگر وہ میرے بعد نکلا تو تم میں سے ہر ایک اپنا ذمہ دار ہوگا۔ اور اللہ ہر مسلمان کا نگہبان ہے۔ وہ (دجال) کڑیل جوان ہوگا، اسکی آنکھ پچکی ہوئی ہوگی، وہ عبدالعزیٰ ابن قطن کی طرح ہوگا۔ تم میں سے جو بھی اسکو پائے تو اس پر سورۃ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ وہ اس راستے سے آئے گا جو عراق اور شام کے درمیان ہے۔ وہ دائیں بائیں فساد پھیلائیگا۔ اے اللہ کے بندو! (اسکے مقابلے میں) ثابت قدم رہنا۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ! وہ دنیا میں کتنے دن رہیگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا چالیس دن۔ (پہلا) ایک دن ایک سال کے برابر دوسرا دن ایک مہینے کے برابر تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر اور باقی دن عام دنوں کی طرح ہونگے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ اسکے سفر کی رفتار کیا ہوگی؟ فرمایا اس بادل کی رفتار کی طرح جسکو ہوا اڑا لیجاتی ہے۔ چنانچہ وہ ایک قوم کے پاس آئیگا اور انکو (اپنے آپکو خدا ماننے کی) دعوت دیگا۔ تو وہ اس پر ایمان لے آئینگے اور اسکی بات مان لینگے۔ لہذا دجال (ان سے خوش ہوکر) آسمان کو حکم کریگا جسکے نتیجے میں بارش ہوگی۔ اور زمین کو حکم کریگا تو وہ پیداوار اگائےگی۔ سو جب شام کو انکے مویشی واپس آئینگے تو (پیٹ بھر کر کھانے کی وجہ سے) انکی کوہانیں اٹھی ہوئی ہونگی، اور تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہونگے، اور انکے پیٹ (زیادہ کھا لینے کی وجہ سے) پھیلے ہوئے ہونگے۔ پھر دجال ایک اور قوم کے پاس آئیگا اور انکو دعوت دیگا تو وہ اسکی دعوت کا انکار کردینگے۔ چنانچہ دجال انکے پاس سے (ناراض ہوکر) واپس چلا جائیگا۔ جسکے نتیجے میں وہ لوگ قحط کا شکار ہوجائینگے، اور انکے مال و دولت میں سے کوئی چیز بھی انکے پاس نہ بچے گی۔ (دجال) ایک بنجر زمین کے پاس سے گذریگا اور اسکو حکم دیگا کہ وہ اپنے خزانے نکال دے چنانچہ زمین کے خزانے (نکل کر) اس طرح اسکے پیچھے چلیں گے

جیسے شہد کی مکھیاں اپنے سردار کے پیچھے چلا کرتی ہیں۔ پھر وہ ایک کڑیل جوان کو بلائیگا اور تلوار سے وار کر کے اس کے دو ٹکڑے کر دیگا دونوں ٹکڑے اتنی دور جاکر گریں گے جتنا دور ہدف پر مارا جانے والا تیر جاکر گرتا ہے۔ پھر دجال اس (مقتول) جوان کو پکارے گا تو وہ اٹھ کر اسکے پاس آجائیگا یہ سلسلہ چل ہی رہا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو بھیج دیگا۔ (مسلم ج:۴ ص:۲۲۵۰)

مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ دجال اس نوجوان پر پہلے بہت تشدد کرے گا۔ کمر اور پیٹ پر بہت پٹائی کریگا۔ پھر پوچھے گا کہ اب مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ وہ کہے گا تو دجال ہے پھر دجال اس کو ٹانگوں کے درمیان سے آرے سے چیرنے کا حکم دے گا اور اس کو درمیان سے چیر دیا جائے گا۔ پھر (دجال) اس کو جوڑ کر پوچھے گا کہ اب مانتا ہے مجھ کو؟ وہ کہے گا اب تو مجھے اور یقین ہو گیا (کہ تو دجال ہے) پھر وہ نوجوان کہے گا کہ لوگو! میرے بعد کسی کے ساتھ یہ ایسا نہیں کر سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے بعد دجال اس جوان کو ذبح کرنے کیلئے پکڑے گا۔ چنانچہ اسکی پوری گردن کو (اللہ کی جانب سے) تانبے (Copper) کا بنا دیا جائے گا۔ لہٰذا دجال اس پر قابو نہیں پا سکے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر دجال اسکو ہاتھوں اور پیروں سے پکڑ کر پھینکے گا لوگ سمجھیں گے کہ اسکو آگ میں پھینکا ہے حالانکہ اسکو جنت میں ڈالا گیا ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس نوجوان کی شہادت رب العالمین کے ہاں لوگوں میں افضل شہادت ہوگی۔ (ج:۴ ص:۲۲۵۶،

مسند ابی یعلی ج:۲ ص:۵۳۴)

ف ۱: کیا وقت تھم جائے گا؟

وقت کا تھم جانا یہ اس کے جادو کا اثر ہوگا یا جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے وہ ایسا کریگا۔ کیونکہ جب صحابہؓ نے یہ پوچھا کہ یا رسول اللہ اس صورت میں ہم نمازیں کتنی پڑھیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وقت کا اندازہ کر کے نمازیں پڑھتے رہنا۔ وقت کی رفتار کو روکنے کے سلسلے میں دجالی طاقتیں مسلسل کوششیں کر رہی ہیں۔ آپ نے سنا ہوگا کہ ٹائم مشین کے نام سے ایسا نظام بنانے کی کوشش کی جارہی ہے جسکے ذریعے انسان کو گذرے وقت میں پہنچا دیا جائے گا۔ وہ در حقیقت تو موجودہ وقت میں ہوگا لیکن اس مشین کے ذریعے اسکو یہ لگے گا کہ وہ ابھی گذرے وقت میں

ہے۔ اس کی واضح صورت جدید دنیا کے سامنے لائی جا سکتی ہے۔

ف ۲: صحابیؓ کا دجال کی رفتار اور دنیا میں ٹھہرنے کی مدت کے بارے میں سوال انکی عسکری سوچ کا پتہ دیتا ہے۔ صحابیؓ کے پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم کو دجال سے کتنے دن جنگ کرنی ہوگی۔ چونکہ جنگ میں نقل و حرکت (Movement) انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی ہے اسلئے صحابیؓ نے پوچھ کہ اس کی رفتار کیا ہوگی؟

ف ۳: پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا ایک مہینے کے برابر، تیسرا ہفتہ کے برابر، باقی سینتیس (۳۷) دن عام دنوں کے برابر ہونگے۔ اس طرح دجال کے دنیا میں ٹھہرنے کی مدت ایک سال دو مہینے اور چودہ دن کے برابر بنتی ہے۔ ایک دن ایک سال کے برابر ہو جائے گا۔ بعض شارحین نے دن کے لمبا ہونے کا مطلب یہ لکھا ہے کہ پریشانی کے باعث دن لمبا لگے گا۔

شارح مسلم امام نوویؒ نے اس کا جواب یوں دیا ہے " قال العلماء هذا الحديث على ظاهره...... يدل عليه قوله ﷺ وسائر ايامه كايامكم الخ

یعنی علماء حدیث نے فرمایا یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے، اور یہ تین دن اتنے ہی لمبے ہونگے جتنا کہ حدیث میں ذکر ہے۔ اس بات پر نبی ﷺ کا یہ قول دلیل ہے کہ باقی تمام دن تمہارے عام دنوں کی طرح ہونگے نیز صحابہ کا یہ سوال کرنا کہ یارسول اللہ وہ دن جو سال کے برابر ہوگا اس میں ہمارے لئے ایک دن کی نمازیں کافی ہونگی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا نہیں بلکہ اندازہ کر کے نمازیں ادا کرتے رہنا"۔ (شرح مسلم نووی)

ف ۴: یہاں دائیں بائیں فساد پھیلانے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ جہاں ہوگا وہاں تو فساد ہوگا ہی اسکے دائیں بائیں اسکے ایجنٹ فساد پھیلا رہے ہونگے۔ جیسے کہ اب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کمانڈر انچیف خاص خاص جگہوں پر جاتا ہے اور باقی جگہ اپنے ماتحتوں کو بھیجتا ہے۔ ہماری اس بات پر دلیل وہ روایات ہیں جن میں یہ ذکر ہے کہ دجال کو جب ایک نوجوان کے بارے میں اطلاع ملے گی کہ وہ اس کو برا بھلا کہتا ہے تو دجال اپنے لوگوں کو پیغام بھیجے گا کہ اس نوجوان کو میرے پاس لے آؤ۔ یہ روایت نعیم ابن حماد نے "الفتن" میں نقل کی ہے۔ اس سے پتہ

[illegible]

دجال جگہ جگہ جا کر اپنی نگرانی کر رہا ہوگا۔ دجال کے مالی نظام اور زرعی نظام پر ہم آگے چل کر بات کریں گے۔

ابن صیاد کا بیان

دجال کے باب میں ابن صیاد کا مختصر بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ابن صیاد ایک یہودی تھا جو مدینہ منورہ میں رہتا تھا۔ اس کا اصل نام "صافی" تھا۔ وہ جادو اور شعبدہ بازی کا بہت بڑا ماہر تھا۔ ابن صیاد کے اندر وہ نشانیاں بہت حد تک پائی جاتی تھیں جو دجال کے اندر ہوں گی، یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ خود بھی ابن صیاد کے بارے میں بہت فکرمند رہتے تھے اور اسکی حقیقت جاننے کے لیے کئی مرتبہ چھپ کر اس کی گفتگو سننے کی کوشش کی۔ البتہ آپ ﷺ نے آخر تک اس بارے میں کوئی واضح بات بیان نہیں فرمائی کہ ابن صیاد ہی دجال ہے یا نہیں؟ اس طرح صحابہؓ میں بھی کچھ اکابر صحابہؓ ابن صیاد ہی کو دجال کہتے تھے۔ یہاں چند احادیث اس حوالے سے نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن) حضرت عمر فاروقؓ صحابہؓ کی ایک جماعت میں شامل ہو کر نبی کریم ﷺ کے ساتھ ابن صیاد کے پاس گئے، اور انھوں نے اس کو (یہودیوں کے ایک محلہ) بنو مغالہ میں کھیلتے ہوئے پایا، وہ اس وقت بالغ ہونے کی عمر کے قریب تھا، ابن صیاد ان سب کی آمد سے بے خبر (اپنے کھیل میں مشغول) رہا۔ یہاں تک کہ رسول ﷺ نے اس کی پشت پر اپنا ہاتھ مارا، (اور جب وہ متوجہ ہوا تو) آپ ﷺ نے اس سے سوال کیا کہ کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے (یہ سن کر بڑی غصیلی نظروں سے) آپ ﷺ کی طرف دیکھا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم امیوں یعنی ناخواندہ لوگوں کے رسول ہو، اور پھر اس نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں؟ آپ ﷺ نے اس کو (پکڑ لیا اور) خوب زور سے بھینچا، اور فرمایا میں خدا پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ یہ بتا کہ تو کیا دیکھتا ہے، یعنی

غیب کی چیزوں میں سے تجھے کیا نظر آتا ہے؟ اس نے جواب دیا: کبھی تو میرے پاس سچی خبر آتی ہے اور کبھی جھوٹی۔ رسول ﷺ نے (اس کی یہ بات سن کر) فرمایا تیرا سارا معاملہ گڈمڈ ہوگیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تیرے لئے اپنے دل میں ایک بات چھپائی ہے، اور جو بات آپ ﷺ نے اپنے دل میں چھپائی تھی وہ یہ آیت یوم تاتی السماء بدخان مبین تھی، اس نے جواب دیا، وہ پوشیدہ بات (جو تمہارے دل میں ہے) دخ ہے۔ آپ ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا دور ہٹ۔ تو اپنی اوقات سے آگے ہرگز نہیں بڑھ سکے گا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے (صورت حال دیکھ کر) عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں؟ رسول ﷺ نے فرمایا ابن صیاد اگر وہی دجال ہے (جس کے آخری زمانہ میں نکلنے کی اطلاع دی گئی ہے) تو پھر تم اس کو نہیں مار سکتے، اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو پھر اس کو مارنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ (ایک اور دن) رسول کریم ﷺ کھجور کے ان درختوں کے پاس تشریف لے گئے جہاں ابن صیاد تھا، اس وقت آپ ﷺ کے ہمراہ ابی ابن کعب انصاری بھی تھے رسول کریم ﷺ وہاں پہنچ کر کھجور کی شاخوں کے پیچھے چھپنے لگے، تاکہ ابن صیاد کو پتہ چلنے سے پہلے آپ ﷺ کچھ باتیں سن لیں، اس وقت ابن صیاد چادر میں لپٹا ہوا لیٹا تھا، اور اندر سے کچھ گنگنانے کی آواز آرہی تھی، اتنے میں ابن صیاد کی ماں نے آپ ﷺ کو شاخوں میں چھپا ہوا دیکھ لیا، اور پکارا اے صاف (یہ اس کا اصل نام تھا)۔ یہ محمد آئے ہیں۔ ابن صیاد نے (یہ سن کر) گنگنانا بند کر دیا، (یہ دیکھ کر) آپ ﷺ نے (صحابہ سے) فرمایا اگر اس کی ماں اسکو نہ ٹوکتی (یعنی گنگنانے دیتی) تو (آج) وہ اپنی حقیقت ظاہر کر دیتا۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ (اس واقعہ کے بعد) جب آپ ﷺ (خطبہ دینے کے لئے لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے تو اللہ کی حمد وثنا کی جس کے وہ لائق ہے، پھر دجال کا بیان کیا فرمایا کہ میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں، اور نوح کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، نوحؑ نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے، لیکن میں دجال کے بارے میں ایک ایسی بات تم کو بتاتا ہوں جو اس سے پہلے کسی اور نبی نے نہیں بتائی، سو تم جان لو دجال کانا ہوگا اور یقیناً اللہ تعالی کانا نہیں ہے۔ (بخاری ج:٣ ص:١١١٢ ، مسلم ج:٤ ص: ٢٢٤٤)

◆

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک دن (راستے میں) میری ملاقات ابن صیاد سے ہوئی، اس وقت اسکی آنکھ سوجی ہوئی تھی، میں نے پوچھا تیری آنکھ میں یہ ورم کب سے ہے؟ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ میں نے کہا آنکھ تیرے سر میں ہے اور تجھے ہی معلوم نہیں؟ اس نے کہا اگر خدا چاہے تو اس آنکھ کو تیری لاٹھی میں پیدا کردے۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اسکے بعد ابن صیاد نے اپنی ناک سے اتنی زور سے آواز نکالی جو گدھے کی آواز کے مانند تھی (مسلم شریف)

حضرت محمد ابن منکدر تابعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر ابن عبداللہؓ کو دیکھا وہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ اللہ کی قسم کھا رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر فاروقؓ کو سنا وہ حضور ﷺ کے سامنے قسم کھاتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے، اور نبی کریم ﷺ نے اس سے انکار نہیں فرمایا (یعنی اگر یہ بات درست نہ ہوتی تو آپ ﷺ اس کا انکار کرتے) (بخاری ۶۹۲۲، مسلم ۲۹۲۹)

حضرت نافعؒ کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ فرماتے تھے، خدا کی قسم مجھ کو اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔ اس روایت کو ابوداؤد نے اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں نقل کیا ہے۔ (بحوالہ مظاہر حق جدید)

حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول ﷺ نے فرمایا دجال کے والدین تیس سال اس حالت میں گزار چکے ہوں گے کہ انکے ہاں لڑکا نہیں ہوگا پھر ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو بڑے دانتوں والا ہوگا۔ (بعض حضرات نے کہا ہے کہ وہ دانتوں والا پیدا ہوگا)۔ وہ بہت کم فائدہ پہنچانے والا ہوگا۔ یعنی جس طرح اور لڑکے گھر کے کام کاج میں فائدہ پہنچاتے ہیں وہ کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا اس کی دونوں آنکھیں سوئیں گی لیکن اس کا دل نہیں سوئے گا اس کے بعد رسول کریم ﷺ نے ہمارے سامنے اس کے ماں باپ کا حال بیان کیا اور فرمایا اس کا باپ غیر معمولی لمبا اور کم گوشت والا (یعنی دبلا) ہوگا۔ اسکی ناک مرغ جیسے جانور کی چونچ کی طرح (لمبی اور پتلی) ہوگی۔ اور اس کی ماں موٹی چوڑی اور لمبے ہاتھ والی ہوگی۔ ابوبکرہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے مدینے کے یہودیوں میں ایک (عجیب و غریب) لڑکے کی موجودگی کے بارے میں سنا تو میں اور زبیر ابن العوامؓ (اسکو دیکھنے چلے گئے) جب ہم اس لڑکے کے والدین کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ

بالکل اسی طرح کے ہیں (جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے ہم سے ان کا حال بیان کیا تھا) ہم نے ان دونوں سے پوچھا کہ کیا تمہارے کوئی لڑکا ہے انہوں نے بتایا ہم نے تیس سال اس حالت میں گزارے کہ ہمارے ہاں کوئی لڑکا نہیں تھا پھر ہمارے ہاں ایک کانا لڑکا پیدا ہوا جو بڑے دانتوں والا اور بہت کم فائدہ پہنچانے والا ہے اسکی آنکھیں سوتی ہیں لیکن اس کا دل نہیں سوتا، ابو بکرہؓ کہتے ہیں ہم دونوں (انکی یہ بات سن کر) وہاں سے چل دیئے اور پھر ہماری نظر اچانک اس لڑکے (یعنی ابن صیاد) پر پڑی جو دھوپ میں چادر اوڑھے پڑا تھا اور اس (چادر) میں گنگناہٹ کی ایک ایسی آواز آرہی تھی جو سمجھ میں نہیں آتی تھی (ہم نے وہاں کھڑے ہو کر وہاں کوئی بات کی ہوگی یا کچھ اور کہا ہوگا) اس نے سر سے چادر ہٹا کر ہم سے پوچھا کہ تم نے کیا کہا ہے ہم نے (حیرت سے کہا) کہ (ہم تو سمجھے کہ تو سو رہا ہے) کیا تو نے ہماری بات سن لی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔ (ترمذی ۲۲۴۸)[1]

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میرا اور ابن صیاد کا مکہ کے سفر میں ساتھ ہو گیا اس نے مجھ سے اپنی اس تکلیف کا حال بیان کیا جو لوگوں سے اسکو پہنچی تھی وہ کہنے لگا کہ لوگ مجھ کو دجال کہتے ہیں۔ ابو سعید! کیا تم نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ دجال کے اولاد نہیں ہوگی، جبکہ میرے اولاد ہے، کیا حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ دجال کافر ہوگا جبکہ میں مسلمان ہوں۔ کیا یہ آپ کا ارشاد نہیں ہے کہ دجال مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہو سکے گا؟ جبکہ میں مدینہ سے آرہا ہوں اور مکہ جا رہا ہوں، ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ ابن صیاد نے آخری بات مجھ سے یہ کہی کہ یاد رکھو خدا کی قسم میں دجال کی پیدائش کا وقت جانتا ہوں اور اس کا مکان جانتا ہوں، (وہ کہاں پیدا ہوگا) اور یہ بھی جانتا ہوں وہ (اس وقت) کہاں ہے اور اسکے ماں باپ کو بھی جانتا ہوں، ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ میں (ابن صیاد کی یہ باتیں سن کر) شبہ میں پڑ گیا میں نے کہا تو ہمیشہ کے لئے ہلاک ہو، ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ اس وقت موجود لوگوں میں سے کسی نے ابن صیاد سے کہا کہ کیا تجھ کو یہ اچھا معلوم ہوگا کہ تو خود ہی دجال ہو؟ ابو سعید کہتے ہیں کہ اس نے (یہ سن کر) کہا کہ ہاں۔

حاشیہ [1]: علامہ البانی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

اگر (لوگوں کو گمراہ کرنے فریب میں ڈالنے اور شعبدہ بازی وغیرہ کی) وہ تمام چیزیں مجھے دیدی جائیں جو دجال میں ہیں تو میں برا نہ سمجھوں (مسلم ۲۹۲۷)

حضرت جابر ابن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ابن صیاد واقعہ حرہ کے موقع پر غائب ہو گیا اور پھر کبھی واپس نہیں آیا۔ (ابو داؤد بسند صحیح)

کیا ابن صیاد دجال تھا؟

جیسا کہ بتایا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں کوئی حتمی بات نہیں بیان فرمائی، صحابہ کرامؓ کی طرح بعد کے علماء میں بھی اس بارے میں اختلاف ہی رہا۔ جو حضرات ابن صیاد کے دجال ہونے کا انکار کرتے ہیں انکی دلیل یہ ہے کہ دجال کافر ہوگا، مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا اور اس کے اولاد نہیں ہوگی۔

جبکہ جو حضرات ابن صیاد ہی کے مسیح دجال ہونے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس کے اندر وہ تمام نشانیاں موجود تھیں جو آپ ﷺ نے دجال میں بیان فرمائیں حتیٰ کہ اس کے ماں باپ بھی ویسے ہی تھے جو آپ ﷺ نے انکے بارے میں بیان فرمایا۔ نیز ابن صیاد کا حضرت ابو سعیدؓ کو یہ کہنا کہ میں دجال کی پیدائش کا وقت اور اس کی جگہ کو جانتا ہوں۔ ابن صیاد کو دجال کہنے والے ابن صیاد کی اس دلیل (اس کا مسلمان ہونا اور مکہ مدینہ میں جانا) کا جواب یہ دیتے ہیں کہ جب ابن صیاد سے حضرت ابو سعید خدریؓ کے ہمسفر لوگوں میں سے کسی نے یہ پوچھا کہ کیا تو یہ بات پسند کرے گا کہ تو دجال ہو؟ تو اس نے کہا کہ اگر وہ چیزیں جو دجال کو دی گئی ہیں مجھے دیدی جائیں تو میں برا نہیں سمجھوں گا۔ یعنی میں دجال ہونا پسند کرونگا۔ تو ابن صیاد دائرہ اسلام سے اسی وقت خارج ہو گیا تھا۔ جہاں تک تعلق انکے مکہ اور مدینہ میں داخل ہونے کا ہے تو مسلم شریف کے شارح امام نوویؒ فرماتے ہیں: واما اظہارہ الاسلام وحجہ وجہادہ واقلاعہ عما کان علیہ فلیس بصریح فیہ انہ غیر الدجال. (شرح مسلم نووی)

ترجمہ: جہاں تک سوال اس کے اسلام کے اظہار، حج، جہاد اور اپنی تکلیف کی حالت سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ہے تو ان سب میں یہ صراحت تو نہیں ہے کہ وہ دجال کے علاوہ کوئی اور تھا۔

اکابر صحابہ میں حضرت عمرؓ فاروق، حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ، حضرت جابر ابن عبداللہؓ اور کئی اکابر صحابہ ابن صیاد کے دجال ہونے کے قائل تھے۔

امام بخاریؒ نے بھی ابن صیاد کے بارے میں ترجیح کا مسلک اختیار کیا ہے اور حضرت جابرؓ نے جو حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے اس کو بیان کرنے پر ہی اکتفاء کیا ہے، اور تمیم داری والے واقعہ میں فاطمہ بنت قیس والی حدیث کو نہیں لیا ہے۔ (فتح الباری ج:۱۳، ص: ۳۲۸)

البتہ جو حضرات ابن صیاد کو دجال نہیں مانتے ان کی دلیل حضرت تمیم داری والی حدیث ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں یہ ساری بحث کرنے کے بعد فرماتے ہیں ”تمیم داری والی حدیث اور ابن صیاد کے دجال ہونے والی احادیث کے درمیان تطبیق پیدا کرنے کے لئے زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ جس کو تمیم داری نے بندھا ہوا دیکھا وہ دجال ہی تھا اور ابن صیاد شیطان تھا جو اس تمام عرصہ میں دجال کی شکل و صورت میں اصفہان چلے جانے (غائب ہونے) تک موجود رہا چنانچہ وہاں جا کر اپنے دوست کے ساتھ اس وقت تک کے لئے روپوش ہو گیا جب تک اللہ تعالیٰ اس کو نکلنے کی طاقت نہیں دیتے۔ (فتح الباری ج:۱۳ ص: ۳۲۸)

نیز ابن حجرؒ اس کی دلیل میں یہ روایت نقل کرتے ہیں جس کو ابو نعیمؒ نے تاریخ اصفہان میں نقل کیا ہے۔

”حسان بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا کہ جب ہم نے اصفہان فتح کیا تو ہمارے لشکر اور یہودیہ نامی بستی کے درمیان ایک فرسخ کا فاصلہ تھا۔ چنانچہ ہم یہودیہ جاتے تھے اور وہاں سے راشن وغیرہ لاتے تھے۔ ایک دن میں وہاں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یہودی ناچ رہے ہیں اور ڈھول بجا رہے ہیں۔ ان یہودیوں میں میرا ایک دوست تھا میں نے اس سے ان ناچنے گانے والوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ ہمارا وہ بادشاہ جس کے ذریعے ہم عربوں پر فتح حاصل کریں گے آنے والا ہے۔ اس کی یہ بات سن کر میں نے وہ رات اس کے پاس ایک اونچی جگہ پر گذاری۔ چنانچہ جب سورج طلوع ہوا تو ہمارے لشکر کی جانب سے غبار اٹھا، میں نے دیکھا کہ ایک آدمی ہے جس کے جسم پر ریحان (ایک خوشبودار پودا) کی قبا

تھی، اور یہودی لوگ ناچ گا رہے تھے۔ جب میں نے اس مرد کو دیکھا تو وہ ابن صیاد تھا۔ پھر وہ یہودی بستی میں داخل ہو گیا، اور ابھی تک واپس نہیں آیا[۱] (بحوالہ فتح الباری ج: ۱۳ ص: ۳۲۷)

اس بحث کو اس بات پر ختم کرتے ہیں کہ چونکہ نبی کریم ﷺ نے آخر تک اس بارے میں کوئی حتمی بیان نہیں فرمایا لہٰذا اصل مسئلہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اس طرح کے راز چھپانے میں اس کی بڑی حکمتیں ہوتی ہیں جو تمام جہانوں کے لئے خیر کا باعث ہوتی ہیں۔

اولاد آزمائش ہے

حضرت عمرانؓ ابن حدیر ابی مجلزؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں جب دجال آئیگا تو لوگ تین جماعتوں میں تقسیم ہو جائینگے ایک جماعت اس سے قتال کرے گی، ایک جماعت (میدانِ جہاد سے) بھاگ جائے گی اور ایک جماعت اسکے ساتھ شامل ہو جائے گی۔ چنانچہ جو شخص اس کے خلاف چالیس راتیں پہاڑ کی چوٹیوں میں ڈٹا رہا، اسکو (اللہ کی جانب سے) رزق ملتا رہے گا۔ اور جو نماز پڑھنے والے اسکی حمایت کرینگے یا اکثر وہ لوگ ہونگے جو بال بچوں والے ہونگے وہ کہیں گے ہم اچھی طرح اس (دجال) کی گمراہی کے بارے میں جانتے ہیں لیکن ہم (اس سے بچنے کے لئے یا لڑنے کے لئے) اپنے گھر بار کو نہیں چھوڑ سکتے۔ سو جس نے ایسا کیا وہ بھی اسی کے ساتھ (شامل) ہوگا۔ اور اس (دجال) کے لئے دو زمینوں کو تابع کر دیا جائے گا، ایک بدترین قحط کا شکار زمین، (جس کو) وہ کہے گا کہ یہ جہنم ہے۔ اور دوسری سرسبز و شاداب زمین۔ وہ کہے گا کہ یہ جنت ہے۔ ایمان والوں کو (اللہ کی جانب سے) آزمایا جائے گا۔ یا آخر ایک مسلمان کہے گا اللہ کی قسم اس صورتحال کو ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ میں اسکے خلاف بغاوت کرتا ہوں جو خود کو یہ سمجھتا ہے کہ وہ میرا رب ہے۔ اگر وہ (حقیقتاً) میرا رب ہے تو میں اس پر غالب نہیں آ سکتا،

حاشیہ [۱] فتح اصفہان حضرت عمرؓ کے دور میں ہوئی جبکہ تقریباً اسکے چالیس سال بعد ۶۱ھ کا جواب ابن عمرؓ نے دیا ہے کہ حسان کے والد نے جو ابن صیاد کو یہودی بستی میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا وہ فتح اصفہان کے بعد کی بات ہے نہ کہ فتح اصفہان کے وقت کی۔

(ہاں البتہ) میں جس حالت میں ہوں اس سے نجات پالونگا۔ (یعنی یہ سب کچھ دیکھ کر مجھے جو کلفت ہو رہی ہے جان دیکر اس سے نجات مل جائیگی)۔ چنانچہ مسلمان اس سے کہیں گے کہ تو اللہ کے ذریعہ تو مصیبت ہے۔ اس پر وہ انکی بات ماننے سے انکار کر دیگا۔ اور اس (دجال) کی طرف نکل جائے گا۔ سو جب یہ ایمان والا اسکو غور سے دیکھے گا تو اسکے خلاف گمراہی، کفر اور جھوٹ کی گواہی دیگا، یہاں تک کہ (دجال حقارت سے) کہیگا، اسکو دیکھو جس کو میں نے پیدا کیا، اور ہدایت دی یہی مجھے برا بھلا کہہ رہا ہے، (لوگو) تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں اسکو قتل کر دوں پھر زندہ کر دوں تو کیا تم پھر بھی میرے بارے میں شک کرو گے؟ تو لوگ کہیں گے نہیں اسکے بعد دجال اس (نوجوان) پر ایک وار کریگا جسکے نتیجے میں اسکے دو ٹکڑے ہو جائینگے، پھر اسکو دوسری ضرب لگائے گا تو وہ زندہ ہو جائے گا۔ اسکے بعد اس ایمان والے کے ایمان میں اور اضافہ ہو جائے گا، اور وہ دجال کے خلاف کفر اور جھوٹ کی گواہی دیگا، اور اس نوجوان کے علاوہ دجال کو کسی اور کو مار کر زندہ کرنے کی قدرت نہیں ہوگی، پھر دجال کہے گا کہ اسکو دیکھو میں نے اسکو قتل کیا پھر زندہ کر دیا، (پھر بھی) یہ مجھے برا بھلا کہتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ کانے (دجال) کے پاس ایک چھری (یا کوئی خاص کاٹنے والی چیز) ہوگی، وہ اس مسلمان کو کاٹنا چاہے گا تو تانبا اسکے اور چھری کے درمیان حائل ہو جائے گا، اور چھری اس مسلمان پر اثر نہیں کرے گی، چنانچہ کانا مومن کو پکڑ کر اٹھائے گا اور کہے گا اسکو آگ میں ڈالدو، تو اسکو اسی قحط زدہ زمین میں ڈالدیا جائے گا جسکو وہ (دجال) آگ سمجھتا ہوگا، حالانکہ وہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، چنانچہ وہ مومن جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ (فتن نو/ دانی الفتن ج: ۶ ص: ۱۲۷۸)[۱]

ف۱: کچھ نماز پڑھنے والے بھی اپنے بال بچوں کی وجہ سے دجال کا ساتھ دینے پر مجبور ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کو آزمائش و امتحان قرار دیا ہے۔ اور اصول یہ ہے کہ امتحان کے لئے پہلے سے تیاری کی جاتی ہے، لہٰذا وہ دیندار حضرات جو ایمان کی حالت میں اپنے رب سے ملاقات کرنے کے خواہاں ہیں، انکو چاہئے کہ وہ ابھی سے اس بات کی مشق کریں کہ اللہ کے لئے

حاشیہ [۱] اس کی سند صحیح ہے۔

اپنے بچوں کو چھوڑ سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ اس راستے میں جانے کا ارادہ کریں جس راستے کے بارے میں عام خیال یہ ہو کہ وہاں جا کر واپس نہیں آتے یا وہاں جو جاتا ہے مر جاتا ہے۔ خود بھی بار بار یہ مشق کریں اور بیوی اور بچوں کو بھی اس کے لئے ذہنی طور پر تیار کریں۔ اس طرح پورا گھر آنے والے امتحان کے لئے بالکل تیار ہو جائے گا اور اللہ کی مدد سے دجال کے وقت اپنا دین بچانے کے لئے وہ ہر قربانی دینے کو تیار ہوگا۔

ف ۲: دجال کا کفر دیکھ کر بہت سے لوگ خاموش تماشائی بنے ہوں گے، ایک نوجوان یہ سب برداشت نہیں کر پائے گا اور دجال کے خلاف بغاوت کرے گا۔ مصلحت پسند اور نام نہاد دانشور اس کو سمجھائیں گے کہ تم ایسا نہ کرو بلکہ حقیقت پسندی سے کام لو، لیکن جن کے دلوں کا تعلق عرش الٰہی سے جڑ جائے وہ پھر دیوانے بن جاتے ہیں، اور ہر طاغوت سے بغاوت ہی ان کا مذہب قرار پاتی ہے۔ سو یہ جوان بھی دجال کے کفر کو سر عام للکارے گا۔

دجال کا معاشی پیکج

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِي قَالَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَتْبَعُهُ نَاسٌ يَقُولُونَ نَحْنُ نَشْهَدُ أَنَّهُ كَافِرٌ وَإِنَّمَا نَتْبَعُهُ لِنَأْكُلَ مِنْ طَعَامِهِ وَنَرْعٰى مِنَ الشَّجَرِ فَإِذَا نَزَلَ غَضَبُ اللّٰهِ نَزَلَ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا۔ (الفتن نعیم بن حماد ج: ۲ ص: ۵۴۶)

ترجمہ: حضرت عبید ابن عمیر اللیثی فرماتے ہیں، دجال نکلے گا تو کچھ ایسے لوگ اسکے ساتھ شامل ہو جائیں گے جو یہ کہتے ہوں گے ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ (دجال) کافر ہے۔ بس ہم تو اسکے اتحادی اسلئے بنے ہیں کہ اسکے کھانے میں سے کھائیں اور اسکے درختوں (باغات) میں اپنے مویشی چرائیں، چنانچہ جب اللہ کا غضب نازل ہوگا تو ان سب پر نازل ہوگا۔

فائدہ: آج مسلمان ان حدیثوں میں غور نہیں کرتے، اگر غور کریں تو ساری صورت حال واضح ہو جائے گی۔ کیا آج بھی ایسا نہیں ہو رہا کہ باوجود باطل کو پہچانتے کے مسلمان مالی فائدہ حاصل کرنے کے لئے باطل کا ساتھ دے رہے ہیں، اس کی حمایت کر رہے ہیں یا پھر خاموش

تماشائی بنے ہوئے ہیں۔

حضرت شہر ابن حوشبؒ نے اسماءؓ بنت یزید انصاریہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے آپ نے دجال کا بیان فرمایا اور فرمایا" اس کے فتنے میں سب سے خطرناک فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک دیہاتی کے پاس آئے گا اور کہے گا کیا خیال ہے اگر میں تیری (مری ہوئی) اونٹنی زندہ کر دوں تو کیا تو نہیں مانے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ دیہاتی کہے گا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے بعد شیاطین اس کے اونٹ جیسا بنا دیں گے، اس سے بھی بہتر جس طرح وہ دودھ والی تھی، اور پیٹ بھرا ہوا تھا۔ (اسی طرح) دجال ایک ایسے شخص کے پاس آئے گا جسکے باپ اور بھائی مر گئے ہونگے، ان سے کہے گا کہ کیا خیال ہے اگر میں تیرے باپ اور بھائی کو زندہ کر دوں تو، تو پھر بھی نہیں پہچانے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ تو وہ کہے گا کیوں نہیں۔ چنانچہ شیاطین اسکے باپ اور بھائی کی شکل میں آ جائیں گے۔ یہ بیان کر کے آپ ﷺ باہر کسی کام سے تشریف لے گئے۔ پھر کچھ دیر بعد آئے تو لوگ اس واقعہ سے رنجیدہ تھے آپ ﷺ دروازے کی دونوں چوکھٹیں (یا دونوں بازو۔ راقم) پکڑ کر کھڑے ہو گئے، اور فرمایا اسماءؓ کیا ہوا؟ تو اسماءؓ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے تو دجال کا ذکر کر کے ہمارے دل ہی نکال دیے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ میرے ہوتے ہوئے نکل آیا تو میں اس کے لئے رکاوٹ ہونگا، ورنہ میرا رب ہر مومن کے لئے نگہبان ہوگا۔ پھر اسماءؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! واللہ ہم آٹا گوندھتے ہیں تو اس وقت تک روٹی نہیں پکاتے جب تک بھوک نہ لگے تو اس وقت تک اہل ایمان کی حالت کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان کے لئے وہی تسبیح و تحمید کافی ہوگی جو آسمان والوں کو کافی ہوتی ہے۔ (الفتن نعیم بن حماد ج۲ ص ۵۳۵ بحوالہ معجم الکبیر)۔

یہ روایت کچھ الفاظ کے فرق سے امام احمد نے بھی روایت کی ہے۔ اس میں یہ بھی اضافہ ہے "آپ ﷺ نے فرمایا جو میری مجلس میں حاضر ہوا اور جس نے میری بات سنی تو تم میں سے موجود لوگوں کو چاہئے کہ وہ (ان باتوں کو) ان لوگوں تک پہنچا دیں جو اس مجلس میں موجود نہیں تھے۔

ف: مسند الطیالسی میں یہ روایت شہر ابن حوشب کی سند کے علاوہ دوسری سند سے آئی ہے۔

ف: دجال کا ذکر جس صحابی نے بھی سنا ان پر خوف کا عالم طاری ہو گیا اس بیان کا حق یہی ہے کہ حفظ کر لے کہ وہ گلے کے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور اس بیان کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جائے۔

حضرت حذیفہؓ نے دجال کے بارے میں روایت نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اسکو اسلئے بار بار بیان کرتا ہوں کہ تم اس میں غور کرو، سمجھو اور باخبر رہو اس پر عمل کرو۔ اور اس کو ان لوگوں سے بیان کرو جو تمہارے بعد ہیں لہٰذا ہر ایک دوسرے سے بیان کرے اس لئے کہ اسکا فتنہ سخت ترین فتنہ ہے۔ (السنن الواردۃ فی الفتن)

دجال کی سواری اور اس کی رفتار

حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا دجال کے گدھے (سواری) کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہوگا، اور اسکا ایک قدم تین دن کے سفر کے برابر (تقریباً ای 82 کلومیٹر فی سیکنڈ۔ اس طرح اسکی رفتار 295200 کلومیٹر فی گھنٹہ ہوگی)۔ وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر سمندر میں اس طرح داخل ہو جائیگا جیسے تم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر پانی کی چھوٹی نالی میں گھس جاتے ہو (اور پار نکل جاتے ہو) ۔ وہ کہیگا کہ میں تمام جہانوں کا رب ہوں، اور یہ سورج میرے حکم سے چلتا ہے۔ تو کیا تم چاہتے ہو کہ میں اسکو روک دوں؟ چنانچہ سورج رک جائیگا۔ یہاں تک کہ ایک دن مہینے اور ہفتے کے برابر ہو جائیگا۔ (اسکی تفصیل دوسری حدیث میں آئی ہے۔ راقم) اور کہیگا کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس کو چلا دوں تو لوگ کہیں گے ہاں۔ چنانچہ دن گھنٹے کے برابر ہو جائیگا۔ اور اس کے پاس ایک عورت آئے گی اور کہے گی کہ یا رب میرے بیٹے اور اور میرے شوہر کو زندہ کردو۔ چنانچہ (شیاطین اسکے بیٹے اور شوہر کی شکل میں آجائیں گے) وہ عورت شیطان سے گلے لگے گی اور شیطان سے نکاح (زنا) کرے گی۔ اور لوگوں کے گھر شیاطین سے بھرے ہوئے ہونگے۔ اس (دجال) کے پاس دیہاتی لوگ آئیں گے اور کہیں گے اے رب ہمارے لئے ہمارے اونٹوں اور بکریوں کو زندہ کردے چنانچہ دجال شیاطین کو انکے اونٹوں اور بکریوں کی شکل میں دیہاتیوں کو دیدیگا یہ جانور ٹھیک اسی عمر اور صحت میں ہونگے جیسے وہ ان سے (مرکر) الگ ہوئے تھے۔ (اس پر) وہ گاؤں والے کہیں

گے کہ اگر یہ ہمارا رب نہ ہوتا تو ہمارے مرے ہوئے اونٹ اور بکریوں کو ہرگز زندہ نہیں کر پاتا۔ اور دجال کے ساتھ شوربے اور ہڈی والے گوشت کا پہاڑ ہوگا۔ جو گرم ہوگا اور ٹھنڈا نہیں ہوگا۔ اور جاری نہر ہوگی، اور ایک پہاڑ باغات (مراد پھل) اور سبزی کا ہوگا، اور ایک پہاڑ آگ اور دھویں کا ہوگا، وہ کہے گا کہ یہ میری جنت ہے اور یہ میری جہنم ہے۔ اور یہ میرا کھانا ہے اور یہ پینے کی چیزیں ہیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام ان کے ساتھ ساتھ ہوں گے جو لوگوں کو ڈرا رہے ہوں گے کہ یہ جھوٹا مسیح (دجال) ہے اللہ اس پر لعنت کرے اس سے بچو۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیحؑ کو بہت پھرتی اور تیزی دیں گے جس تک دجال نہیں پہنچ پائے گا۔ سو جب دجال کہے گا کہ میں سارے جہانوں کا رب ہوں تو لوگ اس کو کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے۔ اس پر حضرت مسیحؑ کہیں گے لوگوں نے سچ کہا۔ اس کے بعد حضرت مسیحؑ مکہ کی طرف آئیں گے وہاں وہ ایک بڑی ہستی کو پائیں گے تو پوچھیں گے آپ کون ہیں؟ یہ دجال آپ تک پہنچ چکا ہے۔ تو وہ (بڑی ہستی) جواب دیں گے میں میکائیل ہوں اللہ نے مجھے دجال کو اپنے حرم سے دور رکھنے کے لئے بھیجا ہے۔ پھر حضرت مسیحؑ مدینہ کی طرف آئیں گے وہاں (بھی) ایک عظیم شخصیت کو پائیں گے۔ چنانچہ وہ پوچھیں گے کہ آپ کون ہیں؟ تو وہ (عظیم شخصیت) کہیں گے کہ میں جبرئیلؑ ہوں اللہ نے مجھے اسلئے بھیجا ہے کہ میں دجال کو رسول اللہ ﷺ کے حرم سے دور رکھوں۔ (اس کے بعد) دجال مکہ کی طرف آئے گا۔ سو جب میکائیل کو دیکھے گا تو پیٹھ دکھا کر بھاگے گا۔ اور حرم شریف میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ البتہ زوردار چیخ مارے گا جس کے نتیجے میں ہر منافق مرد و عورت مکہ سے نکل کر اس کے پاس آجائیں گے۔ اس کے بعد دجال مدینہ کی طرف آئے گا۔ سو جب جبرئیلؑ کو دیکھے گا تو بھاگ کھڑا ہوگا۔ لیکن (وہاں بھی) زوردار چیخ نکالے گا جس کو سن کر ہر منافق مرد و عورت مدینے سے نکل کر اس کے پاس چلا جائے گا۔ اور (مسلمانوں کو حالات سے) خبردار کرنے والا ایک شخص (یعنی مسلمان جاسوس یا قاصد) اس جماعت کے پاس آئے گا جنھوں نے قسطنطنیہ فتح کیا ہوگا، اور جن کے ساتھ بیت المقدس کے مسلمانوں کو محبت ہوگی (یعنی تعلقات ان کے آپس میں اچھے ہوں گے اور غالباً یہ جماعت ابھی روم فتح کر کے واپس دمشق میں پہنچی ہوگی۔ راقم) وہ (قاصد) کہے گا دجال تمہارے قریب پہنچنے والا

ہے۔ تو وہ (قاصدین) کہیں گے کہ تشریف رکھیں ہم اس (دجال) سے جنگ کرنا چاہتے ہیں (تم بھی ہمارے ساتھ ہی چلنا)۔ تو (قاصد) کہے گا کہ (نہیں) بلکہ میں اوروں کو بھی دجال کی خبر دینے جارہا ہوں۔ (اس قاصد کی غالباً یہی ذمہ داری ہوگی۔ راقم) چنانچہ جب یہ واپس ہوگا تو دجال اس کو پکڑ لے گا اور کہے گا کہ (دیکھو) یہ وہی ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں اس کو قابو نہیں کر سکتا۔ تو اس کو خطرناک انداز سے قتل کر دو۔ چنانچہ اس (قاصد) کو آروں سے چیر دیا جائے گا۔ پھر دجال (لوگوں سے) کہے گا کہ اگر میں اس کو تمہارے سامنے زندہ کردوں تو کیا تم جان جاؤ گے کہ میں تمہارا رب ہوں؟ لوگ کہیں گے ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے کہ آپ ہمارے رب ہیں۔ (البتہ) مزید یقین چاہتے ہیں۔ (لہٰذا دجال اس کو زندہ کردے گا) تو وہ اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جائے گا اللہ تعالیٰ دجال کو اس کے علاوہ کسی اور پر یہ قدرت نہیں دے گا کہ وہ اس کو مار کر زندہ کر دے۔ پھر دجال (اس قاصد سے) کہے گا کہ کیا میں نے تجھے مار کر زندہ نہیں کیا؟ لہٰذا میں تیرا رب ہوں۔ اس پر وہ (قاصد) کہے گا اب تو مجھے اور زیادہ یقین ہو گیا کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس کو نبی کریم ﷺ نے (حدیث کے ذریعے) بشارت دی تھی کہ تو مجھے قتل کرے گا پھر اللہ کے حکم سے زندہ کرے گا۔ (اور حدیث کے ہی ذریعے مجھ تک یہ بات بھی پہنچی تھی کہ) اللہ میرے علاوہ تیرے لئے کسی اور کو دوبارہ زندہ نہیں کرے گا۔ پھر اس ڈرانے والے (قاصد) کی کھال پر تانبے کی چادر چڑھا دی جائے گی۔ جس کی وجہ سے دجال کا کوئی ہتھیار اس پر اثر نہیں کرے گا۔ نہ تو تلوار کا وار نہ چھری نہ ہی پتھر کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ چنانچہ دجال کہے گا کہ اس کو میری جہنم میں ڈال دو۔ اور اللہ تعالیٰ اس (آگ کے) پہاڑ کو اس ڈرانے والے (قاصد) کے لئے سرسبز باغ بنا دیں گے (لیکن دیکھنے والے یہی سمجھیں گے کہ یہ آگ میں ڈالا گیا ہے) اس لئے لوگ شک کرینگے۔ (پھر دجال) جلدی سے بیت المقدس کی جانب جائے گا تو جب وہ افیق کی گھاٹی پر چڑھے گا تو اس کا سایہ مسلمانوں پر پڑیگا۔ (جس کی وجہ سے مسلمانوں کو اس کے آنے کا پتہ لگ جائے گا) تو مسلمان اس سے جنگ کے لئے اپنی کمانوں کو تیار کرینگے (یعنی جو بھی اسلحہ دور مار کرنے والا ان کے پاس ہوگا۔ راقم) (یہ دن اتنا سخت ہوگا کہ) اس دن سب سے طاقتور وہ

مسلمان سمجھا جائے گا جو بھوک اور کمزوری کی وجہ سے تھوڑا سا (آرام کے لئے) ٹھہر جائے یا بیٹھ جائے (یعنی طاقت ور سے طاقت ور بھی ایسا کرے گا)۔ اور مسلمان یہ اعلان سنیں گے اے لوگو! تمہارے پاس مدد آپہنچی۔ (یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام)۔ (الفتن نعیم بن حماد ج۲ ص: ۵۴۳)[۱]

ف۱: سواری کی یہ رفتار ہے کہ ایک قدم (ایک قدم ایک سیکنڈ ہو) میں تین دن کا سفر طے کرنے والی ہے۔ تین دن کا شرعی سفر اڑتالیس میل ہے۔ جو درمیانہ قول کے مطابق بیاسی کلو میٹر بنتا ہے۔ یعنی بیاسی کلو میٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے وہ سفر کرے گا۔

ف۲: افیق (Afiq) ایک پہاڑی راستہ کا نام ہے جہاں دریائے اردن (Jordan River) بحر طبریہ میں سے نکلتا ہے اس علاقے پر اسرائیل نے 1967 کی جنگ میں قبضہ کر لیا تھا۔ افیق کا دوسرا نام انٹی پیٹرس (Anti Patris) بھی ہے۔ (دیکھیں نقشہ نمبر ۲)

بائبل کے مطابق افیق وہ جگہ ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام نے بپتسمہ (Baptism) لیا تھا۔ اور اس وقت بھی یہاں بپتسمہ کے لئے بڑی تعداد میں لوگ آتے ہیں۔ (انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اُذُنُ حِمَارِ الدَّجَّالِ تُظِلُّ سَبْعِيْنَ اَلْفًا (الفتن نعیم بن حماد ج۲ ص: ۵۴۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ دجال کے گدھے کے کانوں کے سائے میں ستر ہزار افراد آجائیں گے۔

حضرت کعبؒ فرماتے ہیں کہ جب دجال اردن میں آئے گا تو وہ طور پہاڑ، تابور پہاڑ اور جودی پہاڑ کو بلائے گا یہاں تک کہ یہ تینوں پہاڑ آپس میں اس طرح ٹکرائیں گے جیسے دو بیل یا دو مینڈھے آپس میں سینگ ٹکراتے ہیں۔ (الفتن نعیم بن حماد ج۲ ص: ۵۴۷)

حاشیہ ۱: اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

عَنْ نَهِيْكِ بْنِ صُرَيْمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَتُقَاتِلُنَّ الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى تُقَاتِلَ بَقِيَّتُكُمْ عَلٰى نَهْرِ الْاُرْدُنِّ الدَّجَّالَ اَنْتُمْ شَرْقِيَّهُ وَهُمْ غَرْبِيَّهُ.

(الاصابۃ ج: ٦ ص: ١٧٦)

ترجمہ: حضرت نہیکؓ ابن صریمؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ضرور مشرکین سے قتال کروگے، یہاں تک کہ تم میں سے (اس جنگ میں) بچ جانے والے دریائے اردن پر دجال سے قتال کریں گے۔ (اس جنگ میں) تم مشرقی جانب ہوگے، اور وہ (دجال اور اس کے لوگ) مغربی جانب۔

فائدہ: مشرکین سے مراد اگر یہاں ہندو ہیں تو یہ وہی جنگ ہے جس میں مجاہدین ہندوستان پر چڑھائی کریں گے اور واپس آئیں گے تو عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو پائیں گے۔

دجال کا قتل اور انسانیت کے دشمنوں کا خاتمہ

حضرت مجمعؓ بن جاریہ انصاریؓ کہتے ہیں میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم دجال کو لُد (Lydda / Lod) کے دروازہ پر قتل کریں گے (مسند احمد ج: ۳ ص: ۴۲۰، ترمذی: ۲۲۴۴) [۱]

فائدہ: لُد تل ابیب سے جنوب مشرق میں 18 کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ اس شہر کی آبادی 1999 کے سروے کے مطابق 61,100 ہے۔ (دیکھیں نقشہ نمبر ۵ لد)

یہاں اسرائیل نے دنیا کا جدید ترین سیکورٹی سے لیس ایئرپورٹ بنایا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہاں سے وہ بذریعہ طیارہ فرار ہونا چاہے اور اسی ایئرپورٹ پر قتل کردیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دشمن اور یہودیوں کے خدا کانے دجال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کرائے گا۔ تاکہ ساری دنیا کو پتہ چل جائے کہ انسانیت کے ناسوروں کو ختم کرنے کے لئے ان کو جسم سے کاٹ کر الگ کرنا ضروری ہوتا ہے، اور یہ عمل جہاد ہی کے ذریعے ہوتا ہے۔

حاشیہ [۱]: علامہ البانیؒ نے ترمذی کی روایت کو صحیح کہا ہے۔

عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال لا تقومُ الساعۃُ حتی یقاتلَ المسلمون الیھود فیقتُلُھم المسلمون حتی یختبئَ الیھودی من وراءِ الحجرِ والشجرِ فیقولُ الحجر او الشجرُ یا مُسلمُ یا عبد اللہِ ھذا یھودیٌ خلفی فتعالَ فاقتُلہ الا الغرقدَ فانہ من شجرۃ الیھود. (مسلم شریف ج: ٤ ص: ٢٢٣٩)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں سے جنگ نہ کرلیں۔ چنانچہ (اس لڑائی میں) مسلمان (تمام) یہودیوں کو قتل کردینگے، یہاں تک کہ یہودی پتھر اور درخت کے پیچھے چھپ جائینگے تو پتھر اور درخت یوں کہے گا" اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! ادھر آ میرے پیچھے یہودی چھپا بیٹھا ہے اس کو مار ڈال۔ مگر غرقد نہیں کہے گا۔ کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔

فائدہ: یہودیوں کے خلاف اللہ تعالیٰ بے جان چیزوں کو بھی زبان عطا فرمائے گا اور وہ بھی انکے خلاف گواہی دینگی۔ یہودیوں کا شر اور فتنہ صرف انسانیت کے لئے ہی نقصان دہ نہیں ہے بلکہ انکی ناپاک حرکتوں کے اثرات بے جان چیزوں پر بھی پڑتے ہیں۔ صنعتی انقلاب کے نام پر ماحولیات (Environment) کو خراب کرکے جنگلات تباہ و برباد کردیئے گئے۔ اللہ کی دشمن اس قوم نے جس طرح دنیا کو جنگوں کی بھٹی میں جھونکا ہے انکے اثرات سے زمین کا ذرہ ذرہ متاثر ہوا ہے۔

اسرائیل نے جب سے گولان کی پہاڑیوں پر قبضہ کیا ہے اسی وقت سے وہاں غرقد کے درخت لگانے شروع کئے ہیں۔ اور اس کے علاوہ بھی یہودی اس درخت کو جگہ جگہ لگاتے ہیں۔ ممکن ہے اس درخت کے ساتھ انکی کوئی خاص نسبت ہو۔

حضرت حذیفہؓ کی مفصل حدیث

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زوراء میں جنگ ہوگی۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ زوراء کیا ہے؟ فرمایا مشرق کی جانب ایک شہر ہے، جو نہروں کے درمیان ہے، اللہ کی مخلوق میں سب سے بدترین مخلوق اور میری امت کے جابر لوگ وہاں رہتے ہیں، ان پر چار

قسم کا عذاب مسلط کیا جائیگا، اسی کا (مراد جنگیں ہے۔ راقم) دھنس جانے کا، پتھروں کا اور شکلیں بگڑ جانے کا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب حوران والے نکلیں گے اور عرب سے باہر آنے کا مطالبہ کرینگے یہاں تک کہ وہ (عرب) بیت المقدس یا اردن پہنچ جائیں گے۔ اسی دوران اچانک تین سو ساٹھ سواروں کے ساتھ سفیانی نکل آئیگا، یہاں تک کہ وہ دمشق آ جائیگا۔ اس کا کوئی مہینہ ایسا نہیں گزریگا جس میں بنی کلب کے تیس ہزار افراد اسکے ہاتھ پر بیعت نہ کریں۔ سفیانی ایک لشکر عراق بھیجیگا جسکے نتیجے میں زوراء میں ایک لاکھ افراد قتل کئے جائینگے۔ اسکے فوراً بعد وہ کوفہ کی جانب تیزی سے بڑھینگے اور اسکو لوٹینگے۔ اسی دوران مشرق سے ایک سواری (راپ) نکلے گی جسکو بنو تمیم کا شعیب ابن صالح نامی شخص چلا رہا ہوگا، چنانچہ یہ (شعیب ابن صالح) سفیانی کے لشکر سے کوفہ کے قیدیوں کو چھڑا لے گا، اور سفیانی کی فوج کو قتل کریگا۔ سفیانی کے لشکر کا ایک دستہ مدینہ کی جانب نکلے گا اور وہاں تین دن تک لوٹ مار کریگا۔ اسکے بعد یہ لشکر مکہ کی جانب چلے گا اور جب مکہ سے پہلے بیداء پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ جبریلؑ کو بھیجے گا اور کہے گا کہ جبریل انکو عذاب دو چنانچہ جبریل علیہ السلام اپنے پیر سے ایک ٹھوکر ماریں گے جسکے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اس لشکر کو زمین میں دھنسا دیگا، سوائے دو آدمیوں کے ان میں سے کوئی بھی نہیں بچے گا، یہ دونوں سفیانی کے پاس آئینگے اور لشکر کے دھنسنے کی خبر سنائینگے تو وہ (یہ خبر سن کر) گھبرائے گا نہیں، اسکے بعد قریش قسطنطنیہ کی جانب آگے بڑھینگے تو سفیانی رومیوں کے سردار کو یہ پیغام بھیجے گا کہ ان (مسلمانوں) کو میری طرف بڑے میدان میں بھیج دو، حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ وہ (رومی سردار) انکو سفیانی کے پاس بھیج دیگا، لہٰذا سفیانی انکو دمشق کے دروازے پر پھانسی دیدیگا پھر حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ صورت حال یہاں تک پہنچ جائے گی کہ سفیانی ایک عورت کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بگلیں گھومے گا، اور جب وہ (سفیانی) محراب میں بیٹھا ہوگا تو وہ عورت اسکی ران کے پاس آئیگی اور اس پر بیٹھ جائیگی چنانچہ ایک مسلمان کھڑا ہوگا اور کہے گا، تم ہلاک ہو۔ تم ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہو؟ یہ تو جائز نہیں ہے۔ اس پر سفیانی کھڑا ہوگا اور مسجد دمشق میں ہی اس مسلمان کی گردن اڑا دیگا، اور ہر اس شخص کو قتل کر دیگا جو اس بات میں اس سے اختلاف کریگا۔ (یہ واقعات حضرت

مہدی کے ظہور سے پہلے ہونگے۔ راقم) اس کے بعد اس وقت آسمان سے ایک آواز لگانے والا آواز لگائے گا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جابر لوگوں، منافقوں اور انکے اتحادیوں اور ہمنواؤں کا وقت ختم کر دیا ہے اور تمہارے اوپر محمد ﷺ کی امت کے بہترین شخص کو امیر مقرر کیا ہے۔ لہٰذا مکہ پہنچ کر انکے ساتھ شامل ہو جاؤ، وہ مہدی ہیں اور انکا نام احمد ابن عبداللہ ہے حضرت حذیفہؓ نے فرمایا اس پر عمران بن حصین خزاعی کھڑے ہوئے اور پوچھا اے رسول اللہ ہم اس (سفیانی) کو کس طرح پہچانیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ بنی اسرائیل کے قبیلہ کنانی کی اولاد میں سے ہوگا انکے جسم پر دو قطوانی چادریں ہونگی، انکے چہرے کا رنگ چمکدار ستارے کے مانند ہوگا، انکے داہنے گال پر کالا تل ہوگا۔ وہ چالیس سال کے درمیان ہوگا. (حضرت مہدی سے بیعت کے لئے) شام سے ابدال واولیا نکلیں گے اور مصر سے معزز افراد (دینی اعتبار سے)، اور مشرق سے قبائل آئینگے یہاں تک کہ مکہ پہنچیں گے، انکے بعد زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان انکے ہاتھ پر بیعت کرینگے پھر شام کی طرف کوچ کرینگے، جبریل علیہ السلام ان کے ہراول دستہ پر مامور ہونگے اور میکائیل علیہ السلام پچھلے حصے پر ہونگے، زمین و آسمان والے، چرند و پرند، اور سمندر میں مچھلیاں ان سے خوش ہونگی، انکے دور حکومت میں پانی کی کثرت ہو جائیگی، نہریں وسیع ہو جائیں گی، زمین اپنی پیداوار دوگنی کر دیگی اور خزانے نکال دیگی، چنانچہ وہ شام آئیں گے اور سفیانی کو اس درخت کے نیچے قتل کریں گے جسکی شاخیں بحیرہ طبریہ (Tiberias) کی طرف ہیں، (اسکے بعد) وہ قبیلہ کلب کو قتل کرینگے، حضرت حذیفہؓ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جنگ کلب کے دن غنیمت سے محروم رہا وہ نقصان میں رہا، خواہ اونٹ کی نکیل ہی کیوں نہ ملے، حضرت حذیفہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! ان (سفیانی لشکر) سے قتال کس طرح جائز ہوگا حالانکہ وہ موحد ہونگے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا اے حذیفہ اس وقت وہ ارتداد کی حالت میں ہونگے، انکا گمان یہ ہوگا کہ شراب حلال ہے، وہ نماز نہیں پڑھتے ہونگے۔ حضرت مہدی اپنے ہمراہ ایمان والوں کو لے کر روانہ ہونگے اور دمشق پہنچیں گے، پھر اللہ انکی طرف ایک رومی کو (مع لشکر کے) بھیجے گا، یہ ہرقل (جو آپ ﷺ کے دور میں روم کا بادشاہ تھا) کی پانچویں نسل میں سے ہوگا، اس کا نام "طبارہ" ہوگا۔ وہ

ہوا جنگجو ہوگا، سو تم ان سے سات سال کے لئے صلح کرو گے (لیکن رومی یہ صلح پہلے ہی توڑ دیں گے۔ جیسا کہ گذر چکا ہے۔ راقم) چنانچہ تم اور وہ اپنے عقب کے دشمن سے جنگ کرو گے اور فتح پا کر غنیمت حاصل کرو گے، اس کے بعد تم سرسبز سطح مرتفع میں آؤ گے۔ اسی دوران ایک رومی اٹھے گا اور کہے گا کہ صلیب غالب آئی ہے۔ (یعنی یہ فتح صلیب کی وجہ سے ہوئی ہے)۔ (یہ سن کر) ایک مسلمان صلیب کی طرف بڑھے گا اور صلیب کو توڑ دیگا، اور کہے گا اللہ ہی غلبہ دینے والا ہے۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت رومی دھوکہ کریں گے، اور وہ دھوکے کے ہی زیادہ لائق تھے۔ تو (مسلمانوں کی) وہ جماعت شہید ہو جائیگی، ان میں سے کوئی بھی نہ بچے گا، اس وقت وہ تمہارے خلاف جنگ کرنے کے لئے عورت کی مدت حمل کے برابر تیاری کریں گے (پھر مکمل تیاری کرنے کے بعد) وہ اسّی جھنڈوں میں تمہارے خلاف نکلیں گے[1]، ہر جھنڈے کے تحت بارہ ہزار سپاہی ہوں گے، یہاں تک کہ وہ انطاکیہ کے قریب عمق (اعماق) نامی مقام پر پہنچ جائیں گے، حیرہ اور شام کا ہر نصرانی صلیب بلند کریگا اور کہے گا کہ سنو! جو کوئی بھی نصرانی زمین پر موجود ہے وہ آج نصرانیت کی مدد کرے۔ اب تمہارے امام مسلمانوں کو لیکر دمشق سے کوچ کریں گے، اور انطاکیہ کے عمق (اعماق) علاقے میں آئیں گے، پھر تمہارے امام شام والوں کے پاس پیغام بھیجیں گے کہ میری مدد کرو، اور مشرق والوں کی جانب پیغام بھیجیں گے کہ ہمارے پاس ایسا دشمن آیا ہے جسکے ستر امیر (کمانڈر) ہیں انکی روشنی آسمان تک جاتی ہے۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اعماق کے شہداء اور دجال کے خلاف شہداء میری امت کے افضل الشہداء ہونگے۔ لوہا لوہے سے ٹکرائے گا (یعنی تلواریں ٹوٹ کر گریں گی) یہاں تک کہ ایک مسلمان کافر کو لوہے کی تیغ سے ماریگا اور اسکو پھاڑ دیگا اور دو ٹکڑے کر دیگا، باوجود اسکے کہ اس کافر کے جسم پر زرہ ہوگی۔ تم انکا اس طرح قتل عام کرو گے کہ گھوڑے خون میں داخل ہو جائیں گے، اس وقت اللہ تعالیٰ ان پر غضبناک ہوگا، چنانچہ جسم میں پار اتر جانے والے نیزے سے

---

[1] حاشیہ مسند احمد کی روایت میں اسی ۸۰ جھنڈوں کا ذکر ہے۔ دونوں روایات میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ تمام کفار کل اسّی جھنڈوں میں ہوں گے اور پھر ان میں سے ہر ایک کے تحت مزید جھنڈے ہوں گے اس طرح کل کئی جھنڈے ہوں گے۔ واللہ اعلم

مارینگا، اور کاٹنے والی تلوار سے ضرب لگائے گا، اور فرات کے ساحل سے ان پر خراسانی کمان سے تیر برسائیگا، چنانچہ وہ (خراسان والے) اس دشمن سے چالیس صبح (دن) سخت جنگ کرینگے، پھر اللہ تعالیٰ مشرق والوں کی مدد فرمائے گا، چنانچہ ان (کافروں) میں سے نو لاکھ ننانوے ہزار قتل ہو جائینگے، اور باقی کا ان کی قبروں سے پتہ لگے گا (کہ کل کتنے مردار ہوئے)۔ (دوسری جانب جو مشرق کے مسلمانوں کا محاذ ہوگا وہاں) پھر آواز لگانے والا مشرق میں آواز لگائے گا اے لوگو! شام میں داخل ہو جاؤ کیونکہ وہ مسلمانوں کی پناہ گاہ ہے اور تمہارے امام بھی وہیں ہیں، حضرت حذیفہؓ نے فرمایا اس دن مسلمان کا بہترین مال وہ سواریاں ہونگی جن پر سوار ہو کر وہ شام کی طرف جائینگے، اور وہ خچر ہونگے جن پر روانہ ہونگے اور (وہ مسلمان حضرت مہدی کے پاس اعماق) شام پہونچ جائینگے۔ تمہارے امام یمن والوں کو پیغام بھیجیں گے کہ میری مدد کرو تو ستر ہزار یمنی عدن کی جوان اونٹنیوں پر سوار ہو کر اپنی بند تلواریں لٹکائے آئینگے اور کہیں گے ہم اللہ کے سچے بندے ہیں، نہ تو انعام کے طلبگار ہیں اور نہ روزی کی تلاش میں آئے ہیں، (بلکہ صرف اسلام کی سربلندی کے لئے آئے ہیں) یہاں تک کہ عمق انطاکیہ میں حضرت مہدی کے پاس آئینگے (یمن والوں کو یہ پیغام جنگ شروع ہونے سے پہلے بھیجا جائے گا۔ راقم)۔ وہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر رومیوں سے گھمسان کی جنگ کرینگے، چنانچہ تیس ہزار مسلمان شہید ہو جائینگے۔ کوئی رومی اس روز یہ (آواز) نہیں سن سکے گا۔ (یہ وہ آواز ہے جو مشرق والوں میں لگائی جائے گی جس کا ذکر اوپر گذرا ہے)۔ اور تم قدم بقدم چلو گے تو تم اس وقت اللہ تعالیٰ کے بہترین بندوں میں سے ہوگے، اس دن تم میں کوئی زانی ہوگا اور نہ مال غنیمت میں خیانت کرنے والا اور نہ کوئی چور ہوگا، حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے ہمیں بتایا کہ بنی آدم میں ایسا کوئی فرد نہیں جس سے کوئی غلطی سرزد نہ ہوئی ہو، سوائے یحییٰ ابن زکریا علیہما السلام کے۔ کیونکہ انہوں نے کوئی غلطی نہیں کی۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ توبہ کرنے سے اللہ تمہیں گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے صاف کپڑا میل سے پاک ہو جاتا ہے۔ (یعنی اگر کسی نے پہلے گناہ کیا بھی تھا تو توبہ کرنے کے بعد بالکل صاف ہو چکا ہے)۔ روم کے علاقے میں تم جس قلعے سے بھی گذرو گے

اور تکبیر کہو گے تو انکی دیوار گر جائیگی، چنانچہ تم ان سے جنگ کرو گے (اور جنگ جیت جاؤ گے) یہاں تک کہ تم کفر کے شہر قسطنطنیہ میں داخل ہو جاؤ گے۔ پھر تم چار تکبیریں لگاؤ گے جسکے نتیجے میں انکی دیوار گر جائیگی۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قسطنطنیہ اور روم کو ضرور تباہ کریگا، پھر تم اس میں داخل ہو جاؤ گے تم وہاں چار لاکھ کافروں کو قتل کرو گے۔ اور وہاں سے سونے اور جواہرات کا بڑا خزانہ نکالو گے تم دارالبلاط (White House) میں قیام کرو گے، پوچھا گیا یارسول اللہ یہ دارالبلاط کیا ہے؟ فرمایا بادشاہ کا محل۔ اسکے بعد تم وہاں ایک سال رہو گے وہاں مسجدیں تعمیر کرو گے، پھر وہاں سے کوچ کرو گے اور ایک شہر میں آؤ گے جسکو "قدد مارسیہ" کہا جاتا ہے تو ابھی تم خزانے تقسیم کر رہے ہو گے کہ سنو گے کہ اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے کہ دجال تمہاری غیر موجودگی میں ملک شام میں تمہارے گھروں میں گھس گیا ہے، لہذا تم واپس آؤ گے، حالانکہ یہ خبر جھوٹ ہوگی، سو تم بیسان کی کھجوروں کی رسی سے اور لبنان کے پہاڑ کی لکڑی سے کشتیاں بناؤ گے، پھر تم ایک شہر جسکا نام "عکا" Akko (یہ حیفاء کے قریب اسرائیل کا ساحلی شہر ہے۔ دیکھیں نقشہ عکا۔) ہے وہاں سے ایک ہزار کشتیوں میں سوار ہو گے، (اسکے علاوہ) پانچ سو کشتیاں ساحل اردن سے ہونگی، اس دن تمہارے چار لشکر ہونگے، ایک مشرق والوں کا، دوسرا مغرب کے مسلمانوں کا، تیسرا شام والوں کا، چوتھا اہل حجاز کا، (تم اتنے متحد ہو گے) گویا کہ تم سب ایک ہی باپ کی اولاد ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے آپس کی بغض و عداوت کو ختم کر دیگا، چنانچہ تم (جہازوں میں سوار ہو کر) "عکا" سے "روم" کی طرف چلو گے، ہوا تمہارے اس طرح تابع کر دی جائیگی جیسے سلیمان ابن داؤد علیہما السلام کے لئے کی گئی تھی، (اس طرح) تم روم پہنچ جاؤ گے، جب تم شہر روم کے باہر پڑاؤ کئے ہو گے تو رومیوں کا ایک بڑا راہب جو صاحب کتاب بھی ہوگا (غالباً یہ ویٹی کن کا پاپ ہوگا) تمہارے پاس آئیگا، اور پوچھے گا، کہ تمہارا امیر کہاں ہے؟ اسکو بتایا جائیگا کہ یہ ہیں۔ چنانچہ (وہ راہب) انکے پاس بیٹھ جائیگا، اور ان سے اللہ تعالیٰ کی صفت، فرشتوں کی صفت، جنت و جہنم کی صفت اور آدم علیہ السلام اور انبیاء کی صفت کے بارے میں سوال کرتے کرتے موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام تک پہنچ جائیگا، (امیر المؤمنین کے جواب

سن کر) وہ راہب کہے گا، کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارا (مسلمانوں کا) دین اللہ اور نبیوں والا دین ہے۔ وہ (اللہ) اس دین کے علاوہ کسی اور دین سے راضی نہیں ہوا۔ وہ (راہب مزید) سوال کریگا کہ کیا جنت والے کھاتے اور پیتے بھی ہیں؟ وہ (امیر المؤمنین) جواب دینگے، ہاں۔ یہ سن کر راہب کچھ دیر کے لئے سجدے میں گر جائیگا۔ اسکے بعد کہے گا اسکے علاوہ میرا کوئی دین نہیں ہے، اور یہی موسیٰ کا دین ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسکو موسیٰ اور عیسیٰ پر اتارا، نیز تمہارے نبی کی صفت ہمارے ہاں انجیل برقلیط میں اس طرح ہیں کہ وہ (نبی ﷺ) سرخ اونٹنی والے ہونگے، اور تم ہی اس شہر (روم) کے مالک ہو، سو مجھے اجازت دو کہ میں ان (اپنے لوگوں) کے پاس جاؤں اور انکو (اسلام کی) دعوت دوں، اسلئے کہ (نہ ماننے کی صورت میں) عذاب انکے سروں پر منڈلا رہا ہے، چنانچہ یہ (راہب) جائیگا اور شہر کے مرکز میں پہنچ کر زوردار آواز لگائیگا اے روم والو! تمہارے پاس اسمٰعیل ابن ابراہیم کی اولاد آئی ہے جنکا ذکر توریت و انجیل میں موجود ہے، انکا نبی سرخ اونٹنی والا تھا، لہذا انکی دعوت پر لبیک کہو اور انکی اطاعت کرلو۔ (یہ سن کر شہر والے غصے میں) اس راہب کی طرف دوڑ پڑینگے اور اسکو قتل کردینگے، اسکے فوراً بعد اللہ تعالیٰ آسمان سے ایک آگ بھیجے گا جو لوہے کے ستون کے مانند ہوگی۔ یہاں تک کہ یہ آگ مرکز شہر تک پہنچ جائیگی، پھر امیر المؤمنین کھڑے ہوجائینگے اور کہیں گے کہ لوگو! راہب کو شہید کردیا گیا ہے، حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ راہب تہائی ایک جماعت کو بھیجے گا (اپنی شہادت سے پہلے۔ ترتیب شاید یہ ہو کہ جب وہ شہر جا کر دعوت دیگا تو ایک جماعت اس کی بات مان کر شہر سے باہر مسلمانوں کے پاس آجائیگی، اور باقی اسکو شہید کردینگے، پھر امیر المؤمنین جنگ کے لئے اٹھ کھڑے ہونگے۔ واللہ اعلم راقم) (گزشتہ بیان کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا) پھر مسلمان چار تکبیریں لگائینگے، جسکے نتیجے میں شہر کی دیوار گر جائیگی۔ اس شہر کا نام روم اسلئے رکھا گیا ہے کہ یہ لوگوں سے اس طرح بھرا ہوا ہے جیسے دانوں سے بھرا ہوا انار ہوتا ہے۔ (جب دیوار گر جائیگی مسلمان شہر میں داخل ہوجائینگے) تو پھر چھ لاکھ کافروں کو قتل کرینگے، اور وہاں سے بیت المقدس کے زیورات اور تابوت نکالینگے اس تابوت میں سکینہ (Ark of the Covenant) ہے، نیز بنی اسرائیل کا دسترخوان

ہوگا، موسیٰ علیہ السلام کا عصاء اور (توریت کی) تختیاں ہونگی، سلیمان علیہ السلام کا منبر ہوگا، اور ''من'' کی دو بوریاں ہونگی جو بنی اسرائیل پر اترتا تھا (وہ من جو سلویٰ کے ساتھ اترتا تھا) یہ من دودھ سے بھی زیادہ سفید ہوگا، حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ یہ سب کچھ وہاں کیسے پہنچا؟ وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل نے سرکشی کی اور انبیاء کو قتل کیا تو اللہ نے بخت نصر کو بھیجا اور اس نے بیت المقدس میں ستر ہزار (بنی اسرائیل) کو قتل کیا۔ پھر اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور فارس کے بادشاہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ بنی اسرائیل کی طرف جائے اور انکو بخت نصر سے نجات دلائے چنانچہ اس نے انکو چھڑایا اور بیت المقدس میں واپس لاکر آباد کیا، (آگے) فرمایا اس طرح وہ بیت المقدس میں چالیس سال تک اللہ کی اطاعت میں زندگی گذارتے رہے، اسکے بعد وہ دوبارہ وہی حرکت کرنے لگے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وإن عدتم عدنا یعنی (اے بنی اسرائیل) اگر تم دوبارہ جرائم کروگے تو ہم بھی دوبارہ تم کو دردناک سزا دینگے۔ سو انھوں نے دوبارہ گناہ کئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رومی بادشاہ طیطس (Titus) کو مسلط کردیا۔ جس نے انکو قیدی بنایا اور بیت المقدس کو (70 قبل مسیح میں) تباہ و برباد کرکے تابوت خزانے وغیرہ ساتھ لے گیا، اس طرح مسلمان وہی خزانے نکالینگے اور اسکو بیت المقدس میں واپس لے آئینگے، اسکے بعد مسلمان کوچ کرینگے اور ''قاطع'' نامی شہر پہنچیں گے، یہ شہر اس سمندر کے کنارے ہے جس میں کشتیاں نہیں چلتی ہیں۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ اس میں کشتیاں کیوں نہیں چلتی ہیں؟ فرمایا کیونکہ اس میں گہرائی نہیں ہے، اور یہ جو تم سمندر میں موجیں دیکھتے ہو، اللہ نے انکو انسانوں کے لئے نفع حاصل کرنے کا سبب بنایا ہے، سمندروں میں گہرائیاں (اور موجیں) ہوتی ہیں چنانچہ انکی گہرائیوں کی وجہ سے جہاز چلتے ہیں، حضرت حذیفہؓ نے فرمایا اس بات پر حضرت عبداللہؓ ابن سلام نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا، توریت میں اس شہر کی تفصیل (یہ ہے) انکی لمبائی ہزار میل، اور انجیل میں اسکا نام ''فرعج'' یا ''قرعج'' ہے، اور انکی لمبائی (انجیل کے مطابق) ہزار میل اور چوڑائی پانچ سو میل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسکے تین سو ساٹھ دروازے ہیں ہر دروازے سے ایک لاکھ جنگجو

نکلیں گے مسلمان وہاں چار تکبیریں لگائینگے تو اسکی دیوار (یا اس وقت جو بھی حفاظتی انتظام ہوگا۔ راقم) گر جائیگی، اسی طرح مسلمان جو کچھ وہاں ہوگا سب غنیمت بنالینگے، پھر تم وہاں سات سال رہوگے، پھر تم وہاں سے بیت المقدس واپس آؤ گے تو تمھیں خبر ملے گی کہ اصفہان میں یہودیہ نامی جگہ میں دجال نکل آیا ہے، اسکی ایک آنکھ ایسی ہوگی جیسے خون اس پر جم گیا ہو (دوسری روایت میں اسکو مخلوط کہا گیا ہے) اور دوسری اس طرح ہوگی جیسے گویا ہوئی نہ ہو، (یعنی جیسے ہاتھ پھیر کر چپکا دیا گیا ہو)۔ وہ ہوا میں ہی پرندوں کو (پکڑ کر) کھائے گا۔ اسکی جانب سے تین زوردار چیخیں ہونگی جس کو مشرق ومغرب والے سب سنیں گے، وہ دُم کٹے گدھے (یا اس ڈیزائن کا طیارہ یا کوئی اور اڑنے والی سواری۔ راقم واللہ اعلم) پر سوار ہوگا جسکے دونوں کانوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس گز ہوگا، اسکے دونوں کانوں کے بیچ ستر ہزار افراد آجائینگے (کفار اس وقت بڑے سے بڑا مسافر بردار طیارہ بنانے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ راقم) ستر ہزار یہودی دجال کے پیچھے ہونگے جن کے جسموں پر تیجانی چادریں ہونگی (تیجانی چادریں بھی طیلسان کی طرح سبز چادر کو کہتے ہیں) چنانچہ جمعہ کے دن صبح کی نماز کے وقت جب نماز کی اقامت ہوچکی ہوگی تو جیسے ہی مہدی متوجہ ہونگے تو عیسی ابن مریم کو پائینگے کہ وہ آسمان سے تشریف لائے ہیں، انکے جسم پر دو کپڑے ہونگے، انکے (بال اتنے چمک دار ہونگے کہ ایسا لگ رہا ہوگا کہ) سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں، اس پر حضرت ابو ہریرہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ اگر میں انکے پاس جاؤں تو کیا ان سے گلے مل لوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ انکی یہ آمد پہلی آمد کی طرح نہیں ہوگی (کہ جس میں وہ بہت نرم مزاج تھے بلکہ) تم ان سے اس ہیبت کے عالم میں ملو گے جیسے موت کی ہیبت ہوتی ہے، لوگوں کو جنت میں درجات کی خوشخبری دینگے، اب امیرالمؤمنین ان سے کہیں گے کہ آگے بڑھئے اور لوگوں کو نماز پڑھائیے تو ان سے عیسی فرمائینگے کہ نماز کی اقامت آپ کے لئے ہوئی ہے (سو آپ ہی نماز پڑھائیے) اس طرح عیسیٰ انکے پیچھے نماز پڑھیں گے، حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ امت کامیاب ہوگئی جسکے شروع میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ ہیں۔ (پھر) فرمایا دجال آئیگا اسکے پاس پانی کے ذخائر اور پھل فروٹ ہونگے، آسمان کو حکم

دیگا کہ برس تو وہ برس پڑیگا، زمین کو حکم دیگا کہ (اپنی پیداوار) اگا تو وہ اگا دے گی، اسکے پاس ثرید کا پہاڑ ہوگا (اس سے مراد تیار کھانا ہو سکتا ہے ممکن ہے جس طرح آج ڈبے پیک تیار کھانا بازار میں دستیاب ہے اسی طرح ہو۔ راقم) جس میں گھی کا چشمہ ہوگا (یا بڑی نالی ہوگی۔ اس میں بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صرف پہاڑ نہیں ہوگا بلکہ اس میں گھی بھی ہوگا۔ یعنی تیار شدہ کھانا ہوگا۔ راقم) اسکا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک دیہاتی کے پاس سے گذریگا جسکے والدین مر چکے ہونگے تو وہ (دجال اس دیہاتی سے) کہیگا کیا خیال ہے اگر میں تیرے والدین کو (زندہ کرکے) اٹھادوں تو کیا تو میرے رب ہونے کی گواہی دیگا؟ فرمایا کہ وہ (دیہاتی کہیگا کہ کیوں نہیں۔ فرمایا اب دجال دو شیطانوں سے کہیگا (کہ اسکے ماں باپ کی شکل اسکے سامنے بنا کر پیش کردو) چنانچہ وہ دونوں تبدیل ہوجائیگے ایک اسکے باپ کی شکل میں اور دوسرا اسکی ماں کی شکل میں۔ پھر وہ دونوں کہیں گے اے بیٹے اس کے ساتھ ہوجا یہ تیرا رب ہے۔ وہ (دجال) تمام دنیا میں گھومے گا سوائے مکہ، مدینہ اور بیت المقدس کے۔ اسکے بعد عیسیٰ ابن مریم اسکو فلسطین کے لد (Lydd) نامی شہر میں قتل کرینگے۔ (اس وقت اسرائیل میں ہے)۔ (السنن الواردۃ فی الفتن ج: ۵ ص: ۱۱۱۰)

نوٹ: یہ روایت مزید باقی ہے اور یاجوج ماجوج سے لیکر قیامت تک کی علامات اس میں بیان کی گئی ہیں لیکن چونکہ ہمارا موضوع دجال تک ہے اسلئے اسی پر اکتفا کیا ہے۔

ف ۱: یہ مکمل روایت ایک جگہ اگرچہ کہیں اور نہیں ملی لیکن الگ الگ اسکے مختلف حصے نعیم ابن حماد نے "الفتن" میں نقل کیے ہیں۔ اس روایت کے کچھ حصے صحیح، کچھ ضعیف اور کچھ منکر ہیں۔

ف ۲: اس حدیث میں زوراء میں جنگ ہونے کا بیان ہے۔ لغت میں زوراء بغداد کو کہا گیا ہے یہ نہروں (دجلہ و فرات) کے درمیان واقع ہے۔ تاریخی اعتبار سے دو نہروں کے درمیان کا علاقہ وہ تمام علاقہ ہے جو اس وقت ترکی سے لیکر شام ہوتا ہوا بصرہ تک جاتا ہے۔ یعنی فرات اور دجلہ کے درمیان کا مکمل علاقہ جسکو انگلش میں میسوپوٹیمیا (Mespotamia) کہتے ہیں۔ میسوپوٹیمیا اصل میں یونانی لفظ ہے جسکے معنی "دو دریاؤں کے درمیان" ہے۔ عراق کو بھی اسی وجہ سے میسوپوٹیمیا کہا گیا

ہے کہ دجلہ و فرات کا زیادہ حصہ عراق سے ہی گذرتا ہے۔ (بحوالہ انسائیکلوپیڈیا آف بریٹانیکا)

فائدہ۳: مشرق سے ایک دابہ کے نکلنے کا ذکر ہے، اس کا ترجمہ ہم نے سواری سے کیا ہے۔ اس کو بنو تمیم کے شعیب ابن صالح نامی شخص چلا رہے ہوں گے۔ ممکن ہے یہ خراسان سے آنے والے لشکر کا حصہ ہوں۔

ف۴: حضرت مہدی کو جنگ اعماق کے موقع پر تین جگہوں سے مدد آئے گی۔ شام سے، مشرق سے مراد خراسان اور یمن سے۔ حالانکہ انکے علاوہ بھی کتنے مسلم ممالک ہیں لیکن آپ غور کریں حضرت مہدی کو مدد انہی جگہوں سے آرہی ہے جہاں اس وقت بھی مجاہدین اللہ کے راستے میں جہاد میں مصروف ہیں۔

ف۵: اس روایت میں رومیوں سے صلح ٹوٹنے کے بعد عمق میں جنگ کا ذکر ہے۔ اس سے مراد اعماق ہی ہے۔ اس میں یہ ذکر ہے کہ اللہ کافروں پر ان خراسانی کمانوں کے ذریعے تیر برسائیگا جو ساحل فرات پر ہونگی۔ آپ اگر نقشے میں دیکھیں تو اعماق سے دریائے فرات کا قریب ترین ساحل بحیرہ اسد بنتا ہے۔ اور یہاں سے اعماق کا فاصلہ پچھتر (75) کلومیٹر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خراسان سے آنے والی کمانوں سے مراد توپ یا مارٹر ہو سکتی ہے۔ اور یہ وہی خراسان کا لشکر ہوگا جس کے بارے میں فرات کے کنارے جنگ کرنے کا ذکر ہے۔

ف۶: اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ فتح روم کے لئے بحری جہاد کیا جائے گا۔

ف۷: مجاہدین روم کا وہ شہر جہاں انکا بڑا راہب ہوتا ہے فتح کرنے کے بعد "قاطع" شہر فتح کریں گے اور وہاں سات سال تک رہیں گے۔ یعنی چھ سال رہیں گے اور ساتویں سال دجال آئے گا۔

دجال کا دجل وفریب

جیسا کہ بتایا گیا کہ دجال کا دجل وفریب ہمہ جہت (Multi dimention) ہوگا۔ جھوٹ، فریب، افواہیں اور پروپیگنڈہ اتنا زیادہ ہوگا کہ بڑے بڑے لوگ اس کے بارے میں شک وشبہ میں پڑ جائیں گے کہ یہ مسیح ہے یا دجال؟

عام طور پر عوام کے ذہن میں یہ ہے کہ دجال صرف اپنے مکروہ چہرے کے ساتھ دنیا کے سامنے آجائے گا۔ اگر معاملہ اتنا سادہ ہوتا تو پھر کسی کو ڈرنے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔ لیکن اسکے مکروہ چہرے کے باوجود اس کے کارنامے دنیا کے سامنے اس طرح پیش کئے جائیں گے کہ لوگ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ اگر یہ وہی دجال ہوتا تو ایسے اچھے کام ہرگز نہیں کرتا۔ اس کے فتنوں کا شمار کرنا تو مشکل ہے البتہ احادیث کی روشنی میں یہاں مختصراً کچھ پیش کیا جاتا ہے کہ اس کا طریقہ کار کس نوعیت کا ہو سکتا ہے؟

۱۔ دجال کی آمد سے پہلے سالوں سے دنیا میں خوں ریز جنگیں اور انسانیت کا قتل عام ہو رہا ہوگا۔ بے روزگاری، مہنگائی، معاشرتی ناانصافیوں کا دور دورا ہوگا۔ گھروں کا امن وسکون ختم ہو چکا ہوگا۔ ہر طرف برائی کا بول بالا ہوگا۔ اچھائی کہیں کہیں نظر آئے گی۔ لوگ ایسے شخص کی بھی تعریف کریں گے جو ننانوے فیصد برائیوں میں ملوث ہوگا اور ایک فیصد اچھا کام کرتا ہوگا۔ لوگ عام قائدین سے مایوس ہو کر کسی ایسے نجات دہندہ کی تلاش میں ہونگے جو اللہ کی طرف سے بھیجا جائے گا۔

۲۔ اب اس کے چیلے میڈیا یا کسی اور ذریعے سے ایک لیڈر کو انسانیت کا نجات دہندہ بنا کر پیش کریں گے اور ثابت کر دیں گے کہ اس نے بے روزگاروں کو روزگار دیا ہے، قحط زدہ علاقوں میں کھانے پینے کا سامان پہنچایا ہے، مختلف ممالک کے درمیان جو بڑی نفرت وعداوت کو ختم کر کے ان کو محبت وبھائی چارگی کے راستوں پر ڈال دیا ہے، دنیا سے شر پسندوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ گھر گھر انصاف پہنچا دیا گیا اور اب دنیا کی تمام قوموں کو ایک نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس طرح وہ اپنی خدائی کے اعلان سے پہلے دنیا والوں کی ہمدردیاں حاصل کرے گا۔ ظاہر ہے اگر کوئی شخص اس دور میں اتنے عظیم کارنامے انجام دے گیا تو مغربی میڈیا پر

ایمان لانے والی دنیا اس کی تعریف کرنے پر مجبور ہو جائے گی اور اس طرح لوگوں کی ہمدردیاں اس کے ساتھ ہو جائیں گی۔

۳۔ پھر دجال پہلے لوگوں کے ذہن میں یہ بات ڈالے گا کہ یہ سب کچھ میں اپنی طرف سے نہیں کر رہا بلکہ یہ سب کرنے کے لئے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ یعنی وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ [1]

۴۔ پھر آخر میں وہ اپنی خدائی کا اعلان کرے گا۔ (اللہ ہر مسلمان کو اس کانے ملعون کے فتنے سے بچائے۔ آمین

حضرت مہدی کے خلاف ممکنہ ابلیسی سازشیں

یہ ابلیس کا پرانا طریقہ کار ہے کہ وہ حق کو مشتبہ (Suspected) بنانے کے لیے اپنے پیدا کئے ایجنٹوں کو حق کے دعوے کیساتھ میدان میں اتارتا ہے۔ پھر حق کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ابلیس کی انتہائی کوشش ہوگی کہ وہ حضرت مہدی کی آمد سے پہلے چند نقلی مہدی کھڑے کرے تاکہ کچھ ان کے ساتھ جا کر حق سے دور ہو جائیں اور جب اصلی مہدی آئیں تو لوگ خود بخود تذبذب (Dilema) کا شکار ہو جائیں کہ پتہ نہیں یہ بھی اصلی ہیں یا نہیں؟ گمراہ کرنے والے قائدین کی حدیث میں آپ ﷺ نے اس چیز کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اسکے لئے ابلیس کی کوششیں کچھ یوں ہو سکتی ہیں:

۱: جھوٹے مہدی کے دعویداروں کو کھڑا کیا جا سکتا ہے۔ جس میں حضرت مہدی کی صفات بیان کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دیا جائے۔ یہ جھوٹے دعویدار ایک سے زیادہ ہونگے اور ظاہر ہے کہ اس مہدی کو علم، خوبصورت شکل وصورت اور بہت مضبوط حلقہ مریداں کے ساتھ منظر عام پر لایا جائے گا اور بڑے بڑے جبے قبے والے اس جھوٹے مہدی کو سچا ثابت کر رہے ہونگے۔

۲۔ دوسرا طریقہ ابلیسی قوتوں کی جانب سے یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اصلی مہدی کے انتظار میں ہوں اور فوراً اپنے ایجنٹوں اور پروپیگنڈے کے ذریعہ جھوٹا (نعوذ باللہ) ثابت کرنے کی کوشش

حاشیہ ۱ ابن ماجہ نے حضرت ابو امامہ باہلی سے دجال کے نبوت کے دعوے کی روایت نقل کی ہے اس طرح ان کے ساتھ لوگوں کی مذہبی ہمدردیاں بھی شامل ہو جائیں گی۔

کریں۔ اسکے لیے وہ ہر مکتبِ فکر کے اہل الرائے حضرات کی خدمات حاصل کرنا چاہیں گے جیسا کہ اس دور میں بھی ہم دیکھتے ہیں۔ اس بات کو شاید اس طرح نہ سمجھا جاسکے۔ ایک مثال سے بات سمجھ میں آسکتی ہے۔

جب کوئی شخصیت موجود ہوتی ہے تو اسکے حامی بھی ہوتے ہیں اور مخالفین بھی۔ آپ کسی بھی مسلک کے قائد کو لے لیں خود اسی کے ہم مسلکوں میں سے اسکے جانثار بھی ملیں گے اور تنقید کرنیوالے بھی۔ بلکہ اسکو کفر کا ایجنٹ تک کہتے ہوں گے۔ ہر مسلک کے لوگ اپنے قائد کے نقشِ قدم پر چلا کرتے ہیں۔ اگر کسی نے اپنے قائد سے پوچھا کہ فلاں شخص ہیں، انکا آج کل بڑا نام ہے اور سنا ہے بڑے اللہ والے ہیں بڑی انکی قربانیاں ہیں تو حضرت آپ کی اسکے بارے میں کیا رائے ہے؟

اب جو رائے اس شخصیت کے بارے میں حضرت دیں گے اسکے تمام حلقے میں اسی کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر حضرت نے فرمادیا سرکار کا آدمی ہے تو اب خواہ وہ شخصیت وقت کی ابدال کیوں نہ ہو، بھلے ہی فرشتے انکی راہوں میں پر بچھاتے ہوں لیکن حضرت کے فتوے کے بعد انکا پورا حلقہ اسکو سرکار کا ایجنٹ کہتا رہے گا۔

یہ وہ بیماری ہے جو سب سے زیادہ اس طبقے میں ہے جسکے تمام افراد کے ہاتھ میں حق کا علم ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ ہر ایک کا علم ایک دوسرے سے مختلف ہے اور باوجود اسکے کہ سب کا تعلق ایک ہی مسلک سے ہے پھر بھی ہر ایک کا دعویٰ یہ ہے کہ بس اسکا علم ہی حق کا علم ہے۔

کاش! اگر یہ اپنی اناؤں کے علم کو سرنگوں کر لیتے تو خدا کی قسم حق کا علم انہیں کے ہاتھوں دنیا پر لہرا رہا ہوتا۔ کاش! اگر یہ اپنے دل و دماغ اور افکار و نظریات کی محدود (Finite) سرحدوں کو لامحدود (Infinite) کر دیتے تو آج بحر و بر اور صحرا و خلا انکے نعروں سے گونج رہی ہوتیں، ایک دوسرے پر دشمن کا ایجنٹ ہونے کا فتویٰ لگانے کے بجائے اسلام کے دشمنوں پر توجہ دیتے تو انکی صفوں سے کیا تمام جگہوں سے دشمن کے ایجنٹوں کا خاتمہ ہو چکا ہوتا۔ دجال کے ان خطرناک دجل و فریب کو ذہن میں رکھ کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ جیسی عظیم ہستیاں رو پڑتی تھیں بہادر

سے بہادر صحابہ ڈرنے لگتے تھے۔

یا تو خوف آخرت تھا ورنہ ان کے لئے کیا پریشانی ہو سکتی تھی جو اللہ کی جانب سے ہدایت یافتہ ہوں اور جنکی رہنمائی نور الٰہی سے کی جاتی ہو۔ فکر کا مقام تو ہم گناہگاروں کے لئے ہے لیکن افسوس ہم کبھی غور کرنے کی بھی تکلیف نہیں کرتے اور اس طرح مطمئن ہیں جیسے کوئی فتنہ ہے ہی نہیں۔

دجال کے لئے عالمی اداروں کی تیاریاں

دجال اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک امتحان و آزمائش ہوگا تاکہ ایمان والوں کو پرکھا جائے کہ وہ اللہ کے وعدوں پر کتنا یقین رکھتے ہیں۔ سو جو اس امتحان میں کامیاب ہو جائے گا اس کے لئے اللہ نے بہت زیادہ درجات رکھے ہیں۔ اس لئے دجال کو ہر قسم کے وسائل دیئے گئے ہونگے۔ جن میں شیطانی وسائل سے لیکر تمام انسانی و مادی وسائل شامل ہوں گے۔

دور جدید کی ایجادات سائنسی تجربات و تحقیقات کے پس پردہ حقائق کا اگر ہم پتہ لگائیں تو یہ بات با آسانی سمجھ میں آ جاتی ہے کہ یہ تمام کوششیں اسی ابلیسی مشن کو پورا کرنے کیلئے کی جاری ہیں۔ یہاں ہم عالمی اداروں کی تیاریوں کا مختصر خاکہ پیش کرینگے تاکہ حالات کا کچھ اندازہ ہو سکے۔

دجال اور غذائی مواد

دجال کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ اسکے پاس بڑی تعداد میں غذائی مواد ہوگا۔ وہ جس کو چاہے گا کھانا دے گا اور جس کو چاہے گا فاقے کرائے گا۔ دنیا میں اس وقت غذائی اشیاء بنانے والی سب سے بڑی کمپنی نیسلے (Nestle) ہے۔ جو یہودیوں کی ملکیت ہے۔ اور اسکا مشن تمام دنیا کے غذائی مواد کو اپنے قبضہ میں کرنا ہے۔

یہ کمپنی اس وقت غذائی مواد، مشروبات (Beverages)، چاکلیٹ، تمام مٹھائیاں، کافی، پاؤڈر دودھ، بچوں کا دودھ، پانی، آئس کریم، تمام قسم کا تیل، چٹنیاں، سوپ غرض کھانے پینے کی کوئی چیز ایسی نہیں جو یہ کمپنی تیار کرتی ہو۔ اور یہ پوری دنیا کھانے پینے کی اشیاء میں

فیصلے کی محتاج ہے۔

کاشت کار بمقابلہ دجال

جو لوگ دجال کی خدائی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں گے دجال ان سے ناراض ہو کر واپس چلا جائے گا اور پھر ان کی کھیتیاں سوکھ جائیں گی۔ اس بات کو کاشتکار حضرات آج کے دور میں بہت اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ اس سے پہلے ایک لفظ کا مطلب سمجھ لیں۔

پیٹنٹ (Patent): یہ ایک قانون ہے جو مالک کی حق ملکیت کو ثابت کرتا ہے۔ نئی عالمی زرعی پالیسی جس کو کسانوں کی ترقی و خوشحالی میں انقلاب کا نام دیا جا رہا ہے دراصل ان کے ہاتھ سے اناج کا ایک ایک دانہ تک چھین لینے کی سازش ہے۔

غذائی سوار کے بیجوں (seeds) کو پیٹنٹ کے ذریعے یہودی کمپنیاں کسی بیج کو Patents کر لیں تو پھر گویا وہ ان کی ملکیت ہو گئے۔ مثلاً پاکستانی چاول کو وہ کسی نام سے پیٹنٹ کر لیں تو ہمارا ہر کسان اس کمپنی سے ہی اس کا بیج خریدنے کا پابند ہوگا اگر وہ اپنا بیج بنائے گا تو اس پر جرمانہ اور جیل کی ہوا کھانی پڑے گی۔ چونکہ یہ بیج مصنوعی طور پر جینیاتی (Genetic) طریقے سے تیار کیا جاتا ہے اس لئے یہ بیج ایک سال کی پیداوار دے سکے گا۔ کسان کو پھر اگر ہر سال کاشت کرنا ہو تو نیا بیج خریدنا پڑے گا۔ اس کے ساتھ دوائی بھی اسی کمپنی کی اس پر کام کرے گی۔ اور اگر کسی اور کمپنی کا اسپرے کیا تو فصل تباہ ہو جائے گی۔ نیز اس بیج سے تیار شدہ فصل غذا کے بجائے بیماری ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ قحط زدہ افریقی ممالک نے ان بیجوں سے تیار شدہ امریکی غذائی امداد لینے سے انکار کر دیا اور زیمبیا کے صدر نے یہاں تک کہا کہ "اپنے لوگوں کو دینے سے قبل ہمیں اس کی جانچ ضرور کرنی ہے، ہم زہریلی خوراک کھانے پر بھوک سے مرنے کو ترجیح دیں گے"۔

دیکھنے میں تو یہ قانون بڑا سادہ نظر آتا ہے لیکن معاملہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا ہے۔ اس قانون کا سہارا لے کر عالمی یہودی کمپنیوں نے دنیا کی تجارت پر کنٹرول کے بعد اب تمام دنیا کی پیداوار پر قبضے کے لئے یہ قانون بنایا ہے۔ تاکہ کل اگر کوئی ان کی بات ماننے سے انکار کرے تو اس کو اناج کے دانے دانے کے لئے محتاج بنا دیا جائے۔

◆

پلانٹ بل کے ذریعے اس طرح دھیرے دھیرے وہ ہماری پیداوار پر قبضہ کرتے جا رہے ہیں۔ جلدی وہ تمام دنیا کی پیداوار پر مکمل کنٹرول کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری اس بات کو سمجھنے کے لئے آپ نئی زرعی پالیسیوں کا مطالعہ کیجئے یا پھر پنجاب کے کسانوں سے تفصیل دریافت کریں تو بات بآسانی سمجھ میں آجائیگی۔ دھیرے دھیرے ملک کے اندر غذائی مواد گندم چاول وغیرہ کی کاشت کی مسلسل حوصلہ شکنی کر کے انکی کاشت کو کم کرایا جا رہا ہے۔

کیا یہ المیہ نہیں کہ ہم ایک زرعی ملک ہونے کے باوجود گندم اور چینی درآمد (Import) کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں؟ آخر کیوں؟ کئی سالوں سے ملک میں گندم وغیرہ کا مطلوبہ ہدف حاصل نہیں کیا جا رہا ہے جسکی وجہ سے ہر سال پاکستان کو لاکھوں ٹن گندم درآمد (Import) کرنی پڑ رہی ہے۔ کیا یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ یہ سب کس کے کہنے پر کیا جا رہا ہے؟

آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے کہنے پر؟ لیکن دانشور تو کہتے ہیں کہ وہ ہمارے بہت ہمدرد ہیں ہمارے بچوں کو گھر گھر جا کر پولیو کے قطرے پلواتے ہیں تو آخر وہ ہمیں قحط زدہ کیوں بنانا چاہتے ہیں؟

غذائی مواد کو اپنے قبضے میں کرنے کے علاوہ یہودیوں کا تخریبی کام یہ ہے کہ جراثیمی ہتھیاروں (Biological Weopons) کے ذریعے وہ کسی بھی فصل کو تباہ کرنے کی صلاحیت بنا رہے ہیں اور کچھ بنا چکے ہیں۔

جو لوگ دجال کی بات مان لیں گے انکی فصلیں ہری بھری ہو جائیں گی۔ ممکن ہے دجال ان کو اس وقت پانی اور اسپرے دیدے تو ظاہر ہے ان کی فصلیں ہری بھری ہو جائیں گی۔

آپ ﷺ نے جو کچھ بیان کیا وہ ہر حال میں پورا ہو کر رہیگا خواہ ظاہری حالات ابھی اسکے مطابق ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن اب تو حالات بھی نبی ﷺ کی احادیث کے مطابق ہوتے چلے جا رہے ہیں لہذا اب بھی ان خطرات سے غافل رہنا کہاں کی عقلمندی اور کہاں کا دین ہے؟

دجال کے پاس گرم گوشت کا پہاڑ ہوگا:

نعیم ابن حماد کی " الفتن " میں حضرت عبداللہ ابن مسعود کی روایت میں گذرا ومعہ جبل من مرق وعراق اللحم حار لا یبرد کہ دجال کے پاس شوربے یا یخنی کا پہاڑ ہوگا، اور ایک پہاڑ اس گوشت کا جو ہڈی پر سے اتار کر کھایا جاتا ہے۔ یہ گرم ہوگا اور ٹھنڈا نہیں ہوگا۔ اس وقت دنیا میں کھانے پینے کی چیزوں کو مختلف مراحل سے گذار کر محفوظ رکھنے کے لئے مستقل ایک عالمی ادارہ قائم ہے۔ جو فوڈ پروسیسنگ اینڈ پریزرویشن (Food Processing And Preservation) کے نام سے 1809 سے کام کر رہا ہے۔ اس ادارے کا کام کھانے پینے کی چیزوں کو جدید سے جدید طریقے سے ذخیرہ کرنے پر تحقیق کرنا ہے۔ اس حوالے سے یہ ادارہ اب تک بہت سے مختلف طریقے ایجاد کر چکا ہے جن کا مشاہدہ آپ بازاروں میں روز کرتے رہتے ہیں۔

انہی طریقوں میں سے بعض طریقے ایسے ہیں جن میں کھانوں کو ایک خاص درجہ حرارت پر گرم رکھ کر محفوظ کیا جاتا ہے۔ جن میں سوپ، چٹنیاں، سبزیاں، گوشت، پھل اور ڈیری سے متعلق اشیاء شامل ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ وہ گوشت گرم ہوگا اور پھر یہ فرمانا "ٹھنڈا نہیں ہوگا"۔ اپنے اندر بڑی گہرائی لئے ہوئے ہے۔

عالمی ادارہ صحت (W.H.O)

ڈاکٹری انتہائی معزز اور قابل قدر پیشہ ہے۔ ہسپتالوں میں آپ نے لکھا دیکھا ہوگا من احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا (جس نے ایک انسان کی جان بچائی گویا اس نے ساری انسانیت کی جان بچائی)۔ لیکن اس پیشہ کی مثال بھی تلوار کے مانند ہے کہ تلوار اگر اللہ والوں کے ہاتھ میں ہو تو تمام انسانیت کے لئے رحمت کا کام دیتی ہے اور انسانیت کو تمام موذی امراض (انسانیت کے دشمنوں) سے بچاتی ہے لیکن اگر یہی تلوار بے دین اور اللہ کے دشمنوں کے ہاتھ میں چلی جائے تو انسانیت کی تباہی کا باعث بنتی ہے۔ ڈاکٹری کے پیشہ کے ساتھ بھی آج یہی معاملہ ہے۔

عالمی ادارہ صحت کی باتوں کو میڈیا کے ذریعے اس طرح پیش کیا جاتا ہے جیسے یہ کوئی آسمان

سے اتری ہوئی ہو کہ اس کی بات غلط ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن کیا آپ نہیں جانتے WHO کیا ہے؟ اسکے کرتا دھرتا کون ہیں؟ اسکو فنڈ کہاں سے ملتا ہے؟ اور اسکا بنیادی مقصد انسانیت کی خدمت ہے یا کچھ اور؟

یہاں ہم اتنا کہیں گے کہ یہ ادارہ سو فیصد یہودی ادارہ ہے۔ جس کا کام ان تمام چیزوں کی ایجاد ہے جو ابلیسی مشن میں یہودیوں کے لیے مددگار ثابت ہوں خواہ وہ تخریبی (Destructive) ہوں یا تعمیری (Constructive)۔ یہاں بحث کو مختصر کرتے ہوئے صرف چند چیزوں کی طرف اشارہ کریں گے کہ WHO یہودی مفادات کے لیے کس طرح راہ ہموار کرتا ہے۔

قدرتی غذائی اشیاء اللہ نے انسانوں کی ضرورت کے لیے پیدا فرمائیں اور ہر خطے میں ان کے مزاج موسم اور جغرافیہ کے اعتبار سے مختلف قسم کے پھل فروٹ اور سبزیاں اگائیں۔ یہ تمام چیزیں اس ملک کے باشندوں کی ملکیت تھیں اور وہ پیٹ بھرنے میں کسی کے محتاج نہیں تھے۔ اپنا اگاتے تھے اور اپنا کھاتے تھے۔ لیکن اللہ کی دشمن قوم یہود سے یہ برداشت نہ ہوا اور انہوں نے ان وسائل کو اپنے ہاتھ میں لینے کا پروگرام بنالیا۔ (بالکل اسی طرح جیسے اللہ کے نازل کردہ من و سلویٰ پر راضی نہ ہوئے تھے بلکہ معیشت کو اپنے کنٹرول میں لینے کے لئے انہوں نے سبزیوں اور دالوں کی اللہ سے فرمائش کی تھی تا کہ ذخیرہ اندوزی کر کے اپنی شری فطرت کا مظاہرہ کر سکیں)۔

اس کے لئے انہوں نے عالمی ادارہ صحت سے ایسے حکم نامے جاری کرائے جن میں قدرتی کھانے پینے کی چیزوں کو صحت کے لئے نقصان دہ قرار دیا گیا۔ جس کی وجہ سے دنیا دھیرے دھیرے قدرتی کھانے پینے کی چیزوں سے دور ہوتی چلی گئی اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کی تیار کردہ غذائی اشیاء کا محتاج بن گئی۔ حالانکہ ملٹی نیشنل کمپنیاں جو کھانے پینے کی چیزیں تیار کرتی ہیں ان میں اکثر خراب اور غیر معیاری چیزیں استعمال کی جاتی ہیں۔ خصوصاً ترقی پذیر ممالک (Devloping Countries) کے لئے تو وہ کسی قانون کی پاسداری بھی نہیں کرتے۔

1997 میں سعودی وزارت تجارت نے امریکی ہڈسن فوڈ کمپنی پر 12 ٹن (Bacteria)

سے متاثرہ گوشت کی فراہمی کا الزام لگاتے ہوئے اسکو بلیک لسٹ کر دیا تھا۔ اس کے بعد مسقط حکومت نے بھی امریکہ سمیت تمام مغربی ممالک سے گوشت کی درآمد (Import) پر پابندی عائد کر دی۔ (بحوالہ ڈان 24 دسمبر 2004)

یہودی ملٹی نیشنل کمپنیاں سٹیل کے کارخانے لگا کر اس سے دولت کمانا چاہتی تھیں لہٰذا اس کے لئے منڈیوں کی تلاش کی گئی جہاں اپنا تیار کردہ مال کھپ سکے اس کے لئے بھی عالمی اداروں کی خدمات حاصل کی گئیں اور حکم نامہ جاری کرایا گیا کہ مٹی کے برتنوں میں کھانا نقصان دہ ہے۔ پھر کیا تھا جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے ان کی بات ماننا فرض کا درجہ رکھتا تھا بغیر اس کی حقیقت میں غور کئے ہوئے کہ نہ جانے پس پردہ اصل حقائق کیا ہیں؟

اس طرح انھوں نے گھروں سے مٹی کے برتنوں کا استعمال چھڑوا دیا۔ پھر لطف تماشا یہ کہ جن مٹی کے برتنوں کو نقصان دہ اور اذکار رفتہ (Old Fashioned) کہہ کر گھروں سے نکال دیا گیا تھا۔ اب وہی مٹی کے برتن فائیو سٹار ہوٹلوں میں پہنچ چکے ہیں اور ان میں کھانے کا اہتمام ایک مزا بنایا جاتا ہے۔

لوگوں کے ذہن چونکہ مغربی میڈیا کے زہریلی اثرات سے بری طرح متاثر ہیں لہٰذا جو اہل مغرب کہتے ہیں بغیر غور و فکر کئے ہوئے اس کو تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ خدارا آپ نے اپنی جس عقل کو بی بی سی اور سی این این کے پاس گروی رکھ دیا ہے اس سے واپس لے لیجئے ورنہ اس کو بھی کسی دن پیک کر کے اور ممی کا لیبل لگا کر عالمی مارکیٹ میں بیچ دیا جائے گا۔

عقل کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

عالمی ادارہ صحت نے دجال کے لیے بہت سے معاملات میں راہ ہموار کی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر کسی کا اونٹ مر گیا ہوگا تو دجال اس کے اونٹ کی طرح بنا دے گا اور یہ دیکھ کر وہ ایک دیہاتی کو دھوکا دیگا۔ یہ جادو بھی ہو سکتا ہے اور جینیاتی کلوننگ Genetic Cloning کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے۔

اگرچہ حدیث میں یہ ذکر ہے کہ دجال کے حکم سے شیاطین دیہاتی کے ماں باپ کی شکل میں آجائیں گے۔ اس کے باوجود کلوننگ کے عمل کو اس کی وجہ سے رد نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ شیطان کا لفظ قرآن وحدیث میں انسانوں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ قرآن میں ہے

وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن الایہ

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے ایک دشمن بنایا انسان شیطان میں سے اور جن شیطان میں سے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذرؓ! کیا تم نے انسان اور جن شیطان سے اللہ کی پناہ مانگی؟ حضرت ابوذرؓ نے پوچھا۔ کیا شیطان انسانوں میں سے بھی ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں بلکہ انسان شیطان کا شر جن شیطان سے زیادہ ہوتا ہے۔

مغرب کی تجربہ گاہوں میں انسانی کلوننگ کے حوالے سے مختلف تجربات کئے جا رہے ہیں۔ اور ان میں سب سے خطرناک کوشش ایک ایسا انسان بنانے کی ہے جو طاقت کے اعتبار سے ناقابل شکست اور ذہانت میں اپنا ثانی نہ رکھتا ہو۔ اس کے لئے بنیادی کردار نیشنل جغرافک ادا کرتا ہے جس کا کام جانوروں پر تحقیق ہے۔ بظاہر عام تفریحی نظر آنے والا یہ ادارہ ایسا نہیں جیسا نظر آتا ہے۔ اس کے اصل مقاصد جینیاتی انسان اور ایک نئی قسم کی مخلوق ایجاد کرنے کی کوشش ہے۔ نیشنل جغرافک کے تمام اخراجات یہودی برداشت کرتے ہیں۔

انہی عالمی طبی اداروں کے کہنے پر انکے فنڈ پر چلنے والی این جی اوز مسلم ممالک میں نسل کشی کر رہی ہیں۔ سب کی آنکھوں کے سامنے انہی کے ہاتھوں سے مسلمانوں کی نسلوں کو تباہ کرایا جا رہا ہے۔ انکی ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی گودوں کو سونا کرایا جا رہا ہے پھر بھی قوم جان بوجھ کر مجرمانہ خاموشی اور غفلت برت رہی ہے۔

حاشیہ: تفسیر قرطبی

خاندانی منصوبہ بندی کی مہم جس گھناؤنے انداز میں چلائی جارہی ہے، اس کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہے کہ زناکاری وفحاشی کے راستے کی ساری رکاوٹوں کو ختم کر دیا جائے۔

کیا قوم کو کچھ احساس ہے کہ یہودی اداروں کے فنڈ سے قوم کی نئی نسل کو نفسیاتی طور پر مفلوج کرنے کی سازش کی جارہی ہے؟ قوم اتنی سادہ کیوں ہوگئی کہ اتنا بھی غور نہیں کرتی کہ اس قوم کے دشمن کبھی ہمارا بھلا نہیں سوچ سکتے۔

جن یہودی سرمایہ داروں نے ہمارے ملک کی معیشت کو تباہی کے راستے پر پہنچا دیا، گندم چاول اور گھی کی قیمتوں کو آسمان پر پہنچا کر قوم کے بچوں کے منہ سے نوالہ تک چھین لیا، عام دوائیوں پر آئی ایم ایف اور عالمی بینک نے اتنے ٹیکس لگوا دیے کہ ایک غریب آدمی ان دوائیوں کے مقابلے موت کو پسند کرنے لگا، گلی گلی انٹرنیٹ کیفے کھول کر قوم کے کمسنوں کو فحاشی میں مبتلا کر کے ذہنی اور جسمانی طور پر مفلوج (Paralized) کر دیا گیا، وہ عالمی یہودی ادارے ہماری قوم کے اتنے ہمدرد ہو گئے کہ انہیں اس قوم کی نئی نسل کی فکر لگ گئی۔ آخر کیوں؟

اس وقت اللہ کے دشمنوں کے ذریعے انسانوں پر اور خصوصاً تیسری دنیا کے لوگوں پر جو تجربات کیے جارہے ہیں، انکی تفصیل پڑھ کر انسانیت کے دشمنوں کی ذہنیت کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کس طرح سے انسانوں کے خلاف کام کر رہے ہیں جسکے نتیجے میں آج انسان طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہے۔ نام نہاد مہذب دنیا کے شر سے نہ تو فضاء محفوظ ہے، نہ سمندر، اور نہ ہی زمین۔ قدرتی غذائی اشیاء کا استعمال طاقت کے زور پر ختم کرا کے انگریزی ادویات سے تیار شدہ گندم اور دیگر اشیاء تیار کروائی جارہی ہیں جو بجائے غذا کے بیماری ہیں جراثیمی ہتھیاروں کے ذریعے پانی کے ذخائر کو تباہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ پرفضاء مقامات پر پولن کے درخت (وہ درخت جس سے بہار کے موسم میں روئی کی طرح ایک چیز نکلتی ہے) لگا کر وہاں کی فضاء کو پولن سے زہر آلود کر کے لوگوں کو دمے کی بیماری میں مبتلا کیا جارہا ہے۔ پانی کے زیر زمین ذخائر ختم کرنے کے لئے لپٹس کے درخت لگائے گئے ہیں۔ اگر پتہ لگایا جائے کہ یہ کس ملک سے اور کس کے پیسوں پر درآمد کر کے لگوائے جاتے ہیں اور پھر کس کی نگرانی میں انکی دیکھ بھال کی جاتی ہے تو سب پتہ کھل

کر سامنے آ جائے گا کہ نام نہاد این جی اوز کس قدر ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ ان سب چیزوں کا دجال سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ ان چیزوں کا دجال سے بہت گہرا تعلق ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایمان والے دجال سے قتال کریں گے جبکہ یہودی اور فاسق و فاجر لوگوں کی اکثریت اس کے ساتھ ہوگی۔

لہٰذا دجال کے ایجنٹ مسلمانوں کو گناہوں کی طرف لگانا چاہتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ نیک سے نیک مسلمان کو بھی اگر مشکوک کھانا کھلایا جائے تو اس کے اثرات سب سے پہلے اس کے دل پر پڑتے ہیں۔ چنانچہ عالمی اداروں نے اس کی مکمل کوشش کی ہے۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی تیار کردہ مصنوعی کھانے پینے کی اشیاء میں وہ کیمیکل شامل ہوتے ہیں جو انسانی جسم میں داخل ہو کر انسان کو ذہنی عریانی کی طرف مائل کرتے ہیں۔ نیز ان کی قوت یادداشت کو متاثر کرتے ہیں۔ خصوصاً بچوں کے اعصابی نظام (Nervous System) کو بری طرح متاثر کرتے ہیں۔

اس وقت مسلمان ڈاکٹر حضرات پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ امت کو ان تمام خطرات سے آگاہ کریں، جو امت کو اس وقت عالمی کفر کی جانب سے درپیش ہیں۔ اگرچہ یہ وقت ایسا ہے کہ جب حق کہنے پر آگ اور جھوٹ کے آگے سر جھکانے پر ڈالر برس رہے ہیں۔ لیکن اگر کسی کو نبی کریم ﷺ کی حدیث پر مکمل یقین ہے کہ دجال کے وقت میں جو اس کی آگ ہوگی وہ حقیقت میں ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا۔ تو ڈاکٹر حضرات کو وہی اختیار کرنا چاہئے جو ان کے لئے فائدہ مند ہو۔

معدنی وسائل

جہاں تک دنیا کے معدنی وسائل کا تعلق ہے اس وقت دنیا کے تمام معدنی وسائل پر یہودیوں کا بالواسطہ یا بلاواسطہ (Directly or Indirectly) کنٹرول ہے۔

دولت کا ارتکاز

حدیث میں آپ نے پڑھا کہ دجال کے پاس دولت کے بے شمار خزانے ہوں گے۔ چنانچہ یہودی دنیا کی تمام دولت کو اپنے قبضے میں کر رہے ہیں۔ دنیا سے گولڈ اسٹینڈرڈ کا خاتمہ کر کے سونا

اپنے قبضے میں لیکر دنیا کے ہاتھوں میں رنگ برنگی کاغذ کے ٹکڑے (کرنسی نوٹ وغیرہ) تھما دیئے گئے ہیں جن کو یہودی غلامی میں جکڑی دنیا نوٹ یا دولت سمجھتی ہے (یہ خوش فہمی بھی بعد دور ہو چکی) بلکہ اب تو وہ نوٹ بھی ان سے چھینے جا رہے ہیں اور پلاسٹک کے کارڈ تھمائے جا رہے ہیں۔ آدمی پلاسٹک کارڈ (کریڈٹ کارڈز) ہاتھ میں پکڑ کر خود کو کروڑ پتی اور ارب پتی سمجھتا ہے۔ کمپیوٹر کے کی بورڈ پر چھو کر اپنی انگلیوں کے اشاروں سے کروڑوں اور اربوں روپے کا حساب کتاب کرنے والا اس دن کیا کرے گا جب اپنی انگلیوں سے کی بورڈ کو پیٹتے پیٹتے تھک جائے گا لیکن اس کے آن لائن اکاؤنٹ کا کہیں کوئی پتہ سراغ نہیں ہوگا۔

پہلے تو یہودیوں نے بڑی بڑی کمپنیوں کو اپنے قبضہ میں لیا اب وہ نچلی سطح پر آ کر ہر شہر میں اپنے بڑے سے بڑے شاپنگ پلازے بنا رہے ہیں۔ جہاں 25 پیسے کی ٹافی سے لیکر لاکھوں روپے تک کا سامان دستیاب ہوتا ہے۔ اس طرح اب وہ دنیا کی بچی کچی دولت بھی اپنے ہاتھوں میں لینا چاہتے ہیں۔

عالمی بینک اور آئی ایم ایف: ان دونوں اداروں نے ابھی تک دنیا کی دولت کو اس انداز میں لوٹا ہے کہ لٹنے والی قوموں کے نام نہاد دانشور ان اداروں کو قوموں کا محسن ثابت کرتے رہے ہیں۔ یہ دونوں سو فیصد یہودی ادارے ہیں۔ جنکا مقصد مالی نظام کے ذریعے ساری دنیا کے، سیاسی، سماجی، عسکری، تجارتی، تعلیمی، مسلکی اور دینی کے نظام کو کنٹرول کرنا ہے۔

اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ ان دونوں اداروں نے ساری دنیا کو اس وقت اپنا غلام بنایا ہوا ہے۔ اور مختلف ممالک میں تعمیر و ترقی (یا قوموں کو غلام بنانے) کے پروگرام انہی سے چلتے ہیں۔ اس مالی نظام کے ذریعے ان اداروں نے مختلف مسلم ممالک کو کئی مرتبہ گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا ہے۔ اگر دجال کے مالی فتنے کو کوئی اچھی طرح سمجھنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ عالمی بینک اور آئی ایم ایف کے قرضے جاری کرنے کے طریقوں اور ان قرضوں کی ادائیگی کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔

دنیا کی بڑی بڑی تجارت و معیشت پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے عالمی ڈاکوؤں کا ایک گینگ بنایا گیا، جسکا کام دنیا کے اندر پھیلی چھوٹی صنعتوں (Small Industries) کو قوت کے ذریعے تباہ کرکے، ان میں لگے لاکھوں مزدوروں کو بے روزگار کرکے، غریبوں کے منہ سے آخری نوالہ تک چھین کر، ان کو سسک سسک کر مرنے پر مجبور کرنا تھا، پھر اس گینگ کو "تہذیب و شائستگی" کا لبادہ اوڑھا کر اس کو "ڈبلیو ٹی او" کا نام دیدیا گیا۔

یہ انتہا سنگ دل اور بے رحم ادارہ ہے، جس کے ظلم کے اثرات غریبوں، مرض سے بلکتے بیماروں اور کمزور انسانوں پر پڑنے والے ہیں۔ کیونکہ اسکا سب سے زیادہ اثر زراعت، صحت اور تعلیم پر پڑتا ہے۔

ڈبلیو ٹی او نے پاکستان پر اپنے اثرات دکھانے شروع کر دیے ہیں، اور سب سے پہلے ٹیکسٹائل کی صنعت متاثر ہونا شروع ہوئی ہے۔ اور برآمدات میں کمی واقع ہونا شروع ہوگئی ہے۔ پاکستان میں 27 لاکھ ایکڑ رقبے پر ہونے والی گنے کی فصل کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہے گی، کیونکہ زیادہ گنا پیدا کرنے والے ممالک کی جانب سے عالمی مارکیٹ میں کم قیمت پر چینی فراہم کی جائیگی۔ جسکی وجہ سے پاکستان کی 77 شوگر ملیں بند ہوجائیں گی جس کے نتیجے میں ہزاروں مزدور بے روزگار ہوجائیں گے۔

افرادی وسائل (Human Resources)

دیگر وسائل کے ساتھ ساتھ یہودیوں نے اپنے دشمنوں کے افرادی وسائل کو بھی مفلوج کر دیا ہے یا اپنے ملک میں بلا کر انکو اپنے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

وہ علماء ہوں یا دانشور، یہودی ان میں سے ہر ایسے افراد پر نظر رکھتے ہیں جو ذہنی صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ جس دماغ کو وہ خرید نہیں سکتے انکی کوشش اسکو تباہ کرنے کی ہوتی ہے اس

وقت میں علماء حق کا قتل عام اسی منصوبے کی کڑی ہے۔

دجال اور عسکری قوت

دنیا کا خطرناک سے خطرناک ہتھیار اس وقت یہودیوں کے پاس موجود ہے اور اس میدان میں مزید تجربات جاری ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ خطرناک جراثیمی ہتھیار (Biological Weapons) ہیں، جس کی تیاری میں "بڈز" (BIDS) (Biological Integrated Detection System) نامی مشین استعمال ہوتی ہے۔ انکی کوشش ایک ایسا جراثیمی ہتھیار بنانے کی ہے جو خاص افراد پر اثر کرے۔ یعنی اگر وہ اپنی کسی مخالف قوم، قبیلے یا نسل کو ختم کرنا چاہیں، جبکہ اس علاقے میں انکے ایجنٹ بھی رہتے ہوں تو یہ ہتھیار صرف انکے دشمنوں پر ہی اثر کریں اور انکے دوست بچ جائیں۔

دوسری جانب یہودیوں کی مکمل کوشش یہ ہے کہ ہر اس قوت کو غیر مسلح (Disarmed) کردیا جائے جہاں سے ذرا بھی دجال کی مخالفت کا امکان موجود ہو۔ افغانستان اور عراق کا یہی جرم تھا۔

پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور سائنس دان

یہودی نفسیات کا مطالعہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ یہودی دو قسم کے لوگوں کو کبھی معاف نہیں کرتے۔ ایک اپنے دشمنوں کو اور دوسرے اپنے محسنوں کو۔ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے بانی ڈاکٹر عبدالقدیر خان یہودیوں کے نزدیک وہ شخص ہیں جنھوں نے پاکستان جیسے مسلم ملک کے لئے ایٹم بم بنا کر براہ راست یہودیت کے منصوبوں کے راستے میں بہت بڑی دیوار کھڑی کردی تھی۔ یہ ایسی دیوار تھی کہ اسکو ڈھائے بغیر یہودی کبھی بھی اپنے عالمی منصوبوں کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتے تھے لہٰذا یہ ناممکن تھا کہ وہ ڈاکٹر خان کے اس ناقابل معافی "جرم" کو نظر انداز کردیتے، سو ڈاکٹر قدیر کو اس جرم کی سزا دینے کے منصوبے پر 1990ء سے عمل شروع کردیا گیا اور اسکے لئے وہ جسکو استعمال کرسکتے تھے سبکو استعمال کیا۔

2000 میں سی آئی اے کے ڈپٹی چیف نے دورہ بھارت کے دوران بھارتی ایٹمی

سائنسدان اور موجودہ صدر ڈاکٹر عبدالکلام سے کہا تھا کہ آپکا نام تاریخ میں سنہرے حرفوں سے لکھا جائیگا لیکن پاکستانی ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر اے کیو خان کو گلی کوچوں میں رسوا ہونا پڑیگا۔

اس بحث میں پڑے بغیر کہ ایٹمی ٹیکنالوجی کی منتقلی کی حقیقت کیا ہے اگر اس وقت یہودیوں کی تیاریوں اور پاکستان کے بارے میں امریکہ بھارت اور اسرائیل کے گٹھ جوڑ کا مطالعہ کیا جائے تو صورتحال بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ پاکستان کے خلاف تاریخ کی بھیانک سازش اپنے آخری دور میں داخل ہو چکی ہے۔ یہ سارا ڈرامہ خود یہودیوں اور انکے ایجنٹوں کا پیدا کردہ ہے۔ اچانک ایٹمی ٹیکنالوجی کی منتقلی کے مسئلہ پر خاموشی چھا چکی ہے اور خوابوں کی جنت میں رہنے کے عادی لوگ خوش ہو گئے ہیں کہ طوفان کا خطرہ ٹل چکا ہے۔

بھارت کے ساتھ یکطرفہ دوستی سے لیکر سائنسدانوں کی ڈی بریفنگ اور سی ٹی بی ٹی تک اس سب کا مقصد یہی ہے کہ پاکستان کو مکمل طور پر غیر مسلح کر دیا جائے اور یکبارگی حملہ کر کے اکھنڈ بھارت کے خواب کو پورا کیا جائے تاکہ اس خطہ سے مکمل دجال مخالف قوتوں کا خاتمہ ہو سکے۔ قرآن کریم نے کافروں کی اس چال سے مسلمانوں کو ہوشیار کیا ہے۔ ارشاد ہے

وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً

ترجمہ: اور کافروں کی یہ دلی خواہش ہے کہ وہ تمہیں تمہارے اسلحہ اور (جنگی) سامان سے غافل کر دیں سو (جب تم غیر مسلح ہو) تم پر یکبارگی حملہ آور ہو جائیں۔

کسی بھی مسلم ملک کا عسکری قوت بنانا وہ عالمی امن کے لئے خطرناک سمجھتے ہیں اسلئے مسلم ممالک کو غیر مسلح کر کے ان کو عالمی برادری میں شامل کرنا چاہتے ہیں یعنی کسی دجال مخالف قوت کا غیر مسلح ہو جانا گویا اسکا عالمی برادری میں شامل ہو جانا ہے اور پھر یہ عالمی برادری کیا ہے اس سے کونسی عالمی برادری مراد ہے اور اسکی تعریف انکے نزدیک کیا ہے؟ دراصل یہ وہ عجیب و غریب یہودی اصطلاحات ہیں جو یہودی آئے دن اپنی طرف سے گھڑتے رہتے ہیں۔ جنکے وہ خاص معنی مراد لیتے ہیں جبکہ نادان دنیا انکو ظاہری معنی میں استعمال کر رہی ہوتی ہے۔

عالمی برادری

اس سے مراد یہودی برادری یا انکی حلیف قومیں ہیں۔ یہود مخالف قومیں عالمی برادری نہیں بلکہ وہ انسانی برادری سے خارج ہیں، جو کہ انسانیت کے لئے خطرہ ہیں جسکو دوسرے الفاظ میں بین الاقوامی خطرات یا (International threats) کہا جاتا ہے۔ چنانچہ جب عالمی میڈیا کی جانب سے یہ کہا جاتا ہے کہ افغانستان اور عراق کی صورت حال پر عالمی برادری کو تشویش ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان جگہوں پر یہودی مفادات کو خطرہ ہے۔ لہٰذا یہودی برادری کو اس پر تشویش ہے۔

عالمی امن

اس سے مراد ایک ایسی دنیا جہاں یہودیوں کے عالمی منصوبے وسیع تر اسرائیل کے قیام اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر میں کوئی قوت رکاوٹ نہ ہو۔ اسی امن کو حاصل کرنے کے لئے افغانستان کو خون کے سمندر میں ڈبو دیا گیا اور اسی امن کی تلاش میں عراق کے معصوم بچوں کی زندگیوں کو چھین لیا گیا۔ یہی امن مشن ہے جسکا رخ اب پاکستان کی جانب ہوا ہے اور ہمیں مجبور کیا جا رہا ہے کہ ہم خود کو بھارت کے سامنے جھکا کر اپنی غیرت اور مستقبل کا فیصلہ برہمن پر چھوڑ دیں۔

اب یہ بات سمجھ میں آ جانی چاہئے کہ صرف مسلم ممالک کو ہی غیر مسلح کیوں کیا جا رہا ہے جبکہ بھارت کو ہر طرح سے مسلح کیا جا رہا ہے۔ اسلئے کہ بھارت کا مسلح ہونا عالمی امن کے لئے ضروری ہے اور پاکستان کا مسلح رہنا عالمی امن کے لئے خطرہ ہے۔ اسکے علاوہ بہت ساری اصطلاحات ہیں جو یہودی خاص معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً انسانی حقوق، عالمی سلامتی، دہشت گردی، انصاف، آزادی نسواں وغیرہ۔ انکو سمجھنے کے لئے ہمیں یہودیوں کے منصوبوں کو سمجھنا ہوگا ورنہ قیامت تک ہم امن وسلامتی اور اس جیسی اصطلاحات کا رونا روتے رہینگے۔

جب تک ہم ان یہودی اصطلاحات کو نہیں سمجھیں گے اس وقت تک ہماری سمجھ میں یہ نہیں آسکیگا کہ امریکہ اور دیگر یہود نواز قومیں اپنے پاس مہلک ہتھیاروں کے انبار لگاتے جارہی ہیں اور مسلم ممالک سے سب کچھ چھینا جارہا ہے۔ مشرقی تیمور کو آزاد کرایا جاتا ہے جبکہ فلسطین و کشمیر میں

ظالموں کی مدد کی جاتی ہے۔ ایک یہودی کے مرنے پر دنیا چیخ پڑتی ہے اور امت مسلمہ کے خون سے دریا سرخ کر دیئے جاتے ہیں تو کسی کو انسانی حقوق یاد نہیں آتے۔ یہودیوں کی اس مکاری کی جانب قرآن کریم نے اشارہ فرمایا ہے:

"یا ایھا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا

ترجمہ: اے ایمان والو! راعنا نہ کہا کرو اور آنظرنا کہا کرو۔

پاک بھارت دوستی

اس وقت یہودی قوتوں کا سارا زور جنوبی ایشیاء کی جانب ہے۔ چونکہ صیہونی طاقتیں جانتی ہیں کہ عالم اسلام میں عراق کے بعد اب پاکستان ہی کے پاس عسکری قوت ہے۔ پھر پاکستان میں موجود جذبہ جہاد جو انکے نزدیک ایٹم بم سے زیادہ خطرناک ہے جو آگے چل کر اس لشکر کا حصہ بن سکتا ہے، جو دجال کے خلاف حضرت مہدی کی حمایت کیلئے خراسان سے نکلے گا۔

ان سب باتوں کو ذہن میں رکھ کر دجالی قوتوں نے سب سے پہلے پاکستان کے نظریاتی اور جغرافیائی دفاع طالبان کو ختم کیا اور اب پاکستان سے بھارت کی دوستی کرا کر اور مسئلہ کشمیر کو بھارت کی مرضی سے حل کرا کر پاکستان پر دباؤ ڈالا جائیگا کہ اب آپ کو ایٹم بم کی کوئی ضرورت نہیں لہذا اب اپنی اقتصادی (Economical) حالت بہتر بنانے پر توجہ دیں اور ملک کو غیر عسکری (Demilitirize) کر کے اپنی افواج بھی ختم کریں۔

اس منصوبے پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے۔ برہمن کا دیرینہ خواب اکھنڈ بھارت اب ایک خوبصورت پیکج کی شکل میں سامنے آ رہا ہے۔ واجپائی کی جانب سے مشترکہ کرنسی اور ایڈوانی کی جانب سے کنفیڈریشن کی پیش کش اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ نیز پاکستان میں رہ کر برہمن سے محبت کرنے والی این جی اوز، اور ہندو بنئے کے ٹکڑوں پر پلنے والے غدار ملت وغدار وطن وہ دانشور جنھوں نے اپنا قبلہ و کعبہ بھارت کو بنالیا ہے، وہ اس سازش میں پیش پیش ہیں۔

ہمارا حکمران طبقہ بہت خوش ہے کہ ہماری خارجہ پالیسی کی وجہ سے مسئلہ کشمیر اب توجہ کا مرکز

Flash Point بن چکا ہے اور امریکہ اس پر بہت توجہ دے رہا ہے۔ لیکن وہ یہ بھول رہے ہیں کہ امریکہ کا توجہ دینا ہماری خارجہ پالیسی کا نتیجہ نہیں بلکہ یہود و ہنود کی خارجہ پالیسی کا نتیجہ ہے مسئلہ کشمیر ہمارے مفادات سامنے رکھ کر حل نہیں کرایا جائیگا بلکہ یہود و ہنود کے مشترکہ مفاد کے تحت اس مسئلہ کو حل کرایا جائیگا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عراق و افغانستان کے بعد اب صیہونیت (Zionism) کے منصوبوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ایٹم بم، اور جذبہ جہاد سے آراستہ پاکستان ہے۔ جس کو وہ ہر قیمت پر اپنے راستے سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ تاریخ اس قسم کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ حالیہ مثال عراق کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ پہلے اسکو غیر عسکری کیا گیا اسکے بعد اس کو اپنے قبضے میں لے لیا گیا۔

ہم لالو پرشاد یادو کو بلا کر استقبال کریں یا ناچنے گانے والے بھانڈوں کو قوم کا نمائندہ بنا کر بھارت بھیجیں، یہ امن کے متعلق رام رام آنے کا صاف مطلب یہی ہے کہ لالہ جی کی بغل میں چھری بھی چھپی ہوئی ہے۔ اسکی واضح دلیل بھارت کا روس سے طیارہ بردار بحری بیڑا خریدنا، پولینڈ سے ہتھیاروں کی خرید، اسرائیل سے جدید ریڈار سسٹم اور اب امریکہ سے ایف سولہ کی بات کرنا، امریکہ اور اسرائیل کا بھارت کو پاکستان کا ایٹمی پروگرام جام کرنے کے آلات فراہم کرنا ہے۔

بھارتی میڈیا اور عالمی میڈیا کی جانب سے دونوں ملکوں کے درمیان پیار و محبت کا راگ الاپنے کا اس کے سوا کوئی اور مقصد نہیں کہ ہمارے جوانوں کو بھارتی اداکاراؤں کی زلفوں کا اسیر بنا دیا جائے۔ کشمیری مجاہدین کو پاکستان سے بدظن کر دیا جائے، کشمیر میں پھنسی بھارتی فوج کو فارغ کیا جائے، پاکستانی فوج کو غیر مسلح کرا دیا جائے۔ یہی برہمن کی خواہش ہے۔

کہتے ہیں اس خطے کو پرامن بنانے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے.....کیا خوب دلیل ہے ..بھارت کو فالکن راڈار، جدید طیارے، بحری بیڑے اور ہمارے ہاتھ میں ایف کا شوق بھی گوارہ نہیں۔ بھارت باڑ لگائے... ...لائن آف کنٹرول پر سینسر (Sensor) اور الارمنگ سسٹم نصب کرے.......اور ہم اپنا دفاعی بجٹ بھی کم کر دیں۔

◆

اپنے بازوؤں کے شمشیر زن پر ہی بھروسہ کیا کرتی ہیں۔ یہی دنیا میں خود کو منوانے کا اصول ہے اور یہی قانون فطرت ہے۔ علامہ اقبال نے فرمایا۔

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

پاک اسرائیل دوستی

ملک کا روشن خیال طبقہ (درحقیقت تاریک خیال طبقہ) کہتا ہے کہ جب عرب ممالک نے اسرائیل کو تسلیم کر لیا تو ہم کیوں فلسطین کے درد میں مرے جاتے ہیں کہ اسرائیل کو دشمن بنائے رکھیں۔ یہ وہ طبقہ ہے جس نے ہر دور میں ملک وملت کی پیشانی پر ذلت کی کالک ملی ہے۔ ڈالروں کی منڈی میں اپنی غیرت، عزت، ضمیر اور وقار نیلام کرنے والا یہ ٹولہ ساری قوم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بھی ان جیسے ہو جائیں۔

ہائے افسوس...... انکی مثال ایسی ہے جیسے کسی مردار کو بہت سارے گدھ مل کر نوچ رہے ہوں اور شاہین کا کوئی بھوکا بچہ شاہین سے کہے ...... ہم کو بھی وہ گوشت کھلاؤ......... وہ سارے پرندے بھی تو اس گوشت کو کھا رہے ہیں تو شاہین... اپنے بچے سے یہی کہے گا۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

یہ سن کر شاہین بچہ یقیناً سمجھ جائیگا اور بھوکا رہ کر مرنا تو گوارہ کر لے گا لیکن کبھی مردار گوشت نہیں کھائے گا۔ کیونکہ اس کو پتہ ہے کہ اس کی پرواز اسکی شان اور اسکا وقار ہے۔ اس کو اس بات کا شعور ہے کہ میری پرواز ہی میری زندگی ہے۔ لیکن جن نادانوں کو اڑنا ہی نہ آتا ہو، جنکی سوچ کی

پرواز وائٹ ہاؤس کے گنبد کے ارد گرد ہی چکر کاٹتی ہو، وہ بھلا آسمان کی بلندیوں اور پہاڑوں کی چٹانوں کی اہمیت کو کیا سمجھیں گے، جنکے پروں کو اقتصادیات و معاشیات کی قینچی سے کاٹ کر قوت پرواز سے محروم کر دیا گیا ہو تو وہ گدھوں کو مردار میں منہ مارتا دیکھ کر خود بھی ان میں شامل ہو جاتے کہ انکے نزدیک پیٹ بھرنے کا نام ہی کامیاب زندگی ہے۔ جنکی آنکھوں پر ڈالر کی دجالی آنکھ (جو ڈالر پر بنی ہوتی ہے) لگ گئی ہو، جنکے ضمیر گرین کارڈ کی منڈی میں نیلام ہو چکے ہوں، جنکا طواف کفر کے ایوانوں میں ہوتا ہو، جو چند کھوٹے سکوں کے عوض اپنے وطن کو دشمنوں کے حوالے کر دیتے ہوں، بھلا وہ نادان کیا جانیں کہ اسرائیل کو تسلیم کرنے میں کیا نقصان ہے؟ بھلا انکو کیا پتہ ہوگا کہ پاکستان کس چیز کا نام ہے؟

دجال اور جادو

دجال کے پاس تمام شیطانی اور جادوئی قوتیں ہونگی۔ جادو کو ابھی سے ایک نئے انداز میں متعارف کرایا جا رہا ہے۔ بڑے شہروں میں باقاعدہ جادو کے اسٹیج شو منعقد کرائے جا رہے ہیں۔ نیز دنیا کے بڑے بڑے جادوگر اس وقت یہودیوں میں موجود ہیں جنہوں نے جادو کے علم میں انتہائی ترقی کی ہے۔ ان میں کئی بڑے بڑے سیاستدان اور دنیا کے بڑے بڑے تاجر بھی جادوگر ہیں۔ جادو کے مختلف قسم کے نشانات تمام دنیا میں گھر گھر پہنچ چکے ہیں۔ مثلاً چھ کونوں والا داؤدی ستارہ (David Star)، پانچ کونوں والا ستارہ، ہیرے کا نشان جو پیپسی کی بوتل پر بنا ہوتا ہے، سانپ کے طرز کی سیڑھی، ایک آنکھ اور شطرنج کا نشان وغیرہ۔ ہر نشان کی تاثیر الگ ہے۔ مثلاً پانچ کونوں والے ستارے میں کسی کا نام لکھ دیا جاتا ہے پھر اس پر ایک منتر پڑھا جاتا ہے اسکے بقول اسکی تاثیر ہلاکت ہے۔

میڈیا کی جنگ

مغربی میڈیا کے بارے میں خلیفہ عبدالحمید ثانی نے فرمایا تھا۔ یہ ذریت الشیطان (شیطان کی اولاد) ہیں۔ اور واقعی درست فرمایا تھا۔ اس وقت اگر وہ ہوتے تو اسکو دجال کی آنکھ اور آواز کا نام دیتے۔

دجال عربی کے دَجَل سے نکلا ہے۔ دجل کے معنی ڈھانپ لینے کے ہیں۔ دجال کے معنی بہت زیادہ ڈھانپ لینے والا۔ دجال کو دجال اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے جھوٹ اور فریب کے ذریعے حقیقت کو ڈھانپ لے گا۔ وہ اپنے دجل وفریب سے بڑے بڑے لوگوں کو بہکادے گا۔ اور لوگ دیکھتے ہی دیکھتے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

مغربی میڈیا کا کردار بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ جس حقیقت کو یہ دنیا کی نظروں سے چھپانا چاہتے ہیں اس پر شکوک وشبہات کی اتنی چادریں چڑھا دیتے ہیں کہ لوگ اسکی تہہ تک پہونچ ہی نہیں پاتے۔ جبکہ جس بات کو یہ ثابت کرنا چاہیں اس کو جھوٹ کے ہزاروں خوبصورت غلافوں میں لپیٹ کر ثابت کردیتے ہیں۔

مثلا اگر وہ آج یہ خبر دیں کہ پورا آسٹریلیا سمندر میں ڈوب گیا ہے تو اس میڈیا پر ایمان رکھنے والی بیچاری دنیا کے سامنے ماننے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہوگا۔

عالمی میڈیا دجال کی خبر اور اسکی خدائی کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچائے گی۔ اور اسکو اس طرح بیان کرے گی جیسے ساری دنیا اسکی خدائی کو تسلیم کرچکی ہو، اور ہر طرف امن وامان اور خوشحالی کا دور شروع ہوگیا ہو۔ نیز جیسا کہ محسن کا قول پیچھے نقل کیا گیا کہ دجال کی خبر عالمی پریس کانفرنس کے ذریعے نشر کی جائے گی جسکو تمام دنیا میں سیٹلائٹ کے ذریعے دیکھا جاسکے گا۔

اسکے لئے وہ دو طرح کے انتظامات کررہے ہیں ایک تو ہر جگہ بجلی پہنچانا تاکہ ہر جگہ ٹی وی پہونچ جائے، اور دوسرا ٹیلی مواصلاتی نظام (ٹیلی فون، موبائل، انٹرنیٹ وغیرہ) کو اتنی آسان اور سستا کرنا، تاکہ تمام دنیا ایک عالمی گاؤں (Global village) میں تبدیل ہوجائے۔ اور ہر خبر دنیا کے اکثر انسانوں تک فوراً پہنچ سکے۔ اسی لئے اب دور دراز کے علاقوں میں ٹیلی فون لائن بچھانے کی بجائے وائرلیس نظام کو جلد متعارف کرایا جائے گا۔ اسی طرح اہم خبریں یا بریکنگ نیوز (Breaking News) ہیں جو کسی بھی واقعہ کو فوراً دنیا میں پھیلادیتی ہیں۔

ٹیلی فون، موبائل اور ٹیلی ویژن وغیرہ اگر عوام استعمال کرنا چھوڑدیں تو یہ عالمی یہودی قوتوں کی ایسی مجبوری ہے کہ وہ پھر ان چیزوں کو مفت تقسیم کرینگے اور استعمال کرنے پر انعامی

اسکیموں کا اعلان کیا جائے گا۔

موجودہ دور اور صحافیوں کی ذمہ داری

جیسا کہ بتایا گیا کہ دجال کے فتنے میں حقیقت سے زیادہ جھوٹ اور فریب ہوگا۔ اور اس کو پھیلانے کا بڑا ذریعہ میڈیا ہے۔ لہٰذا ہر وہ صحافی جو خود کو محمد عربی ﷺ کا غلام سمجھتا ہے، اور فتنہ دجال سے محفوظ رہنا چاہتا ہے، اس کو ہر حال میں دجالی قوتوں کے جھوٹ و فریب کے خلاف اپنا قلم اور اپنی زبان استعمال کرنی چاہئے۔ تمام دنیا کی کفریہ میڈیا اسلام کے خلاف زہر اگل رہی ہے، اور اپنے باطل نظام کو امن و انصاف کا نظام ثابت کرنا چاہتی ہے تو کیا مسلمان صحافی برادری صرف اس لئے اپنے دین اور مذہب کا مذاق برداشت کرے گی کہ اگر اس نے قلم اٹھایا تو اس کی نوکری چلی جائے گی؟

کیا اس کا مطلب یہی ہے جو دجال آکر کہے گا کہ میری بات مانو ورنہ رزق بند کردوں گا؟ اگر ایک لکھنے والے کا قلم حق لکھنے کی پاداش میں توڑ دیا جائے، باطل کا خوف اسکے قلم کی رگوں میں دوڑنے والی سیاہی کو منجمد کرنے لگے تو ایسے وقت میں حق لکھنے والے اپنے جگر کے لہو کو سیاہی اور انگلیوں کو قلم بنا کر اپنا فرض ادا کیا کرتے ہیں۔

متاعِ لوح و قلم چھن گئی تو کیا غم ہے
کہ خونِ دل میں ڈبو لی ہیں انگلیاں میں نے

اور اگر باطل کے خوف سے اس کا قلم لرزنے لگے اور دولت کا لالچ قلم کے تقدس (Sanctity) کو پامال کرنے لگے تو پھر اسکو اپنا قلم توڑ کر جنگلوں اور بیابانوں میں نکل جانا چاہئے تا کہ اسکا قلم اسکے ضمیر کے خلاف کچھ لکھنے کے جرم میں ملوث نہ ہو پائے، اور دجال کو مسیحا اور مسیحا کو دجال لکھنے سے بچ سکے۔

یہ جنگ نہ تو کسی تنظیم کی ہے، نہ کسی ایک ملک کی، اور نہ ہی کسی ایک طبقے کی۔ بلکہ یہ جنگ محمد عربی ﷺ کے غلاموں اور ابلیس کے غلاموں کے درمیان ہے۔ اور کسی ایک شعبے میں نہیں اس

وقت ہر شعبہ میں یہ جنگ جاری ہے۔ ہمارا [illegible] اب سے غلام ہو [illegible] رہے ہیں یا ہو [illegible] سے [illegible] آتے ہیں۔ لیکن کیا محسن انسانیت ﷺ کے غلام، کعب بن اشرف کی اولادوں، اپنے پیارے نبی ﷺ کے دین میں گستاخی کرتے ہوئے دیکھ کر خاموش رہ پائیں گے؟

جب کعبؓ بن اشرف یہودی اور دیگر اسلام دشمن شاعر رحمۃ للعالمین ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتے تو آپ ﷺ کی جانب سے شاعرِ اسلام حضرت حسان بن ثابتؓ اشعار میں جواب دیا کرتے تھے۔

اگرچہ اس وقت ہر شعبہ کی طرح صحافت میں بھی حق پر ڈٹے رہنے والے کم ہی نظر آتے ہیں لیکن وہ کم نہیں ہیں! انکے ساتھ ہزاروں نہیں لاکھوں مظلوموں، شہداء کے وارثوں اور ان نوجوانوں کی دعائیں ہیں جن کی دعائیں اللہ کبھی رد نہیں کرتا۔ ایمان والے جب ان کالم نگاروں کے کالم پڑھتے ہیں، جو آج بھی حضرت حسان ابن ثابتؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کعب بن اشرف یہودی کی اولادوں کو جواب دے رہے ہیں، تو دل کی گہرائیوں سے ان کے لئے یہی دعائیں نکلتی ہیں کہ یا اللہ تو ان کو ہمیشہ حق پر استقامت دینا اور ظالموں کے شر سے ان کی حفاظت فرمانا۔

ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ اپنے نظریات اور اصول بیچ کر جسم خاکی کو بچانے والے تاریخ کا سیاہ باب بنے، اور جو اپنی جان دے کر اپنے اصول و نظریات بچا گئے آج بھی قوم کا بچہ بچہ ان کو ہیرو اور آئیڈیل مانتا ہے۔

نوائے اہل قلم: دجالی قوتیں اس میڈیا کی پھونکوں سے شمع اسلام کو بجھا دینا چاہتی ہیں، آپ اس کے امین ہیں، اس کو بچانے کے لئے اپنے قلم کی حرارت سے اس کو گرمائے رکھنا، اور جب قلم کی سیاہی ختم ہونے لگے تو اپنے لہو سے اس کو جلائے رکھنا، کیونکہ اس پر تمہارا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا کسی اور کا۔ نیز جب باطل، باطل ہونے کے باوجود اپنے مشن پر ڈٹا ہوا ہے تو تم تو حق والے ہو تم کو تو اور بہادری کے ساتھ ڈٹے رہنا چاہئے۔ کہ تمہارے رب نے تمہارے لئے اس دنیا سے بہت بہتر دنیا تیار کی ہے جو ان کو نہیں ملنے والی جو اس دنیا پر ہی راضی ہو چکے ہیں۔

حاشیہ ۱ لہٰذا اس آیت میں دجال کا بھی ذکر ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کی حدیث قرآن کریم کی تفسیر کرتی ہے۔

ہالی ووڈ

اس کو ابلیسیت کا گڑھ کہا جائے تو بہتر ہوگا۔ دجالی نظام کی راہ ہموار کرنے میں اس کا بہت بڑا کردار رہا ہے۔ ایک ایسی چیز جس کا وجود ہی دنیا میں نہ ہو، یہ اس کو حقیقت بنا کر پیش کرنے میں اور ماڈرن طبقے کے ذہن میں بٹھانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ یہود کے بنائے گئے منصوبوں کیلئے یہ رائے عامہ(Public Opinion) ہموار کرتا ہے۔ افسوس کہ ہمارا نام نہاد روشن خیال طبقہ چند طوائفوں کے اشاروں پر ناچ رہا ہے اور پھر بھی خود کو وسیع النظر (Broad Minded) سمجھ رہا ہے حالانکہ ان کی عقل تو کب کی ہالی ووڈ کی منڈی میں نیلام ہو چکی ہے۔

نجکاری(Privatization)

بڑی کمپنیوں کو اپنی ملکیت میں لینا اور ملک کے بڑے بڑے فیکٹری مالکان کو مزدور بنا لینے کا خوبصورت نام نجکاری ہے۔ یہ دولت کے ارتکاز کا ہی ایک حصہ ہے۔ بین الاقوامی یہودی کمپنیاں کسی بھی ملک کے انتہائی قیمتی اور فائدہ مند اداروں کو کوڑیوں کے بھاؤ خرید لیتی ہیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے کل کے مالک آج کے مزدور بن جاتے ہیں۔

حبیب بینک آغا خان کو بیچ دیا گیا ہے۔ اس کے 52% شیئرز صرف 22 ارب روپے میں فروخت کردیئے گئے۔ جب کہ صرف حبیب بینک پلازہ اس سے زیادہ مالیت کا ہے۔ قومی بینکوں اور دیگر اداروں کی نجکاری کی مجبوری کیا ہے اس کو آگے بیان کیا جائے گا۔

دجال کے فریب نے اس نجکاری کے عمل کو اس طرح پیش کیا ہے کہ جیسے اس کے بعد قوم کی قسمت بدل جائے گی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ نجکاری کے لئے سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ قومی خزانے پر بوجھ اداروں کی نجکاری کرنے سے انکی کارکردگی بہتر ہوگی۔ لیکن جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ حبیب بینک جیسے فائدہ دینے والے ادارے کی نجکاری کیوں کردی گئی اور اسکے بعد پی آئی اے، پی ٹی سی ایل اور واپڈا پر بیرونی قزاقوں کی نظریں کیوں لگی ہوئی ہیں تو اسکے جواب میں خاموشی اختیار کرلی جاتی ہے۔

نیز یہ سوال بھی اہم ہے کہ ایک ایسا ادارہ جسکو حکومت چلاتی ہے تو وہ نقصان کرتا ہے اور اسی کو اگر یہودی کمپنی خرید لے تو وہ اسکو فائدہ دینے لگتا ہے اسکا مطلب عوام کیا سمجھے؟ کیا حکومت میں اتنی طاقت اور صلاحیت نہیں کہ جو اقدامات غیر ملکی کمپنی اٹھاتی ہے وہ حکومت خود اٹھائے؟

اس نجکاری کی تاریخ کا اگر مطالعہ کیا جائے تو ایک بات وہاں مشترک نظر آئے گی کہ ہر ملک کے قومی اداروں کو خریدنے والی ہمیشہ کثیر القومی (Multi National) کمپنیاں رہتی ہیں۔ بیرونی سرمایہ کاری کے نام پر باہر سے آنے والی یہ کمپنیاں کسی بھی ملک پر دیکھتے ہی دیکھتے چھا جاتی ہیں۔ اس کے بعد بڑے شہروں میں ظاہری خوبصورتی کو میڈیا کے ذریعے اس طرح بنا کر پیش کیا جاتا ہے کہ بیرونی سرمایہ کاروں کے آنے کے بعد ملک کی قسمت بدل گئی ہے۔ لیکن اس دجل وفریب کی حقیقت اس وقت سامنے آتی ہے جب یہودی اس ملک کو استعمال کرنے کے بعد کسی اور ملک کا رخ کر رہے ہوتے ہیں، اور پیچھے وہ گند چھوڑ جاتے ہیں جو کسی سیلاب کے بعد ساحل پر رہ جاتا ہے۔

یہودیوں نے اس سرمایہ کاری اور بینکنگ کی ابتدا جرمنی سے کی۔ اسکے بعد برطانیہ کو مرکز بنایا برطانیہ کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے بعد دوسری جنگ عظیم کی ابتداء سے ہی یہودی سرمایہ کار نیویارک کا رخ کرنا شروع ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے امریکہ دنیا کا تجارتی مرکز بن گیا۔ اب آپ ذرا تحقیق کریں کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ یہودی اب دھیرے دھیرے امریکہ کے بجائے کسی اور ملک کا رخ کر رہے ہیں؟

اگر اس نجکاری اور بیرونی سرمایہ کاری سے مقامی لوگوں کی قسمت بدل جایا کرتی تو ایشین والے دیگر ممالک سے کیوں پیچھے رہ گئے، امریکہ، برطانیہ سے آگے کس طرح نکل گیا، اور اب امریکی ڈالر یورو کے مقابلے میں کیوں گرتا جا رہا ہے۔ نیز ایسا کیوں ہوتا ہے کہ کبھی عالمی منڈی ایشین ہوتا ہے، کبھی برطانیہ، کبھی جاپان، کبھی امریکہ تو کبھی کوریا؟

یہ وہ ڈرامہ ہے جسکے بارے میں خود یہودی پروٹوکولز میں لکھا ہے کہ "ہمارے ان منصوبوں کو دنیا نہیں سمجھ سکے گی اور جب تک سمجھے گی ہم اپنا کام کر چکے ہونگے"۔ دنیا کے مختلف ممالک اس نجکاری اور بیرونی سرمایہ کاری کے لئے استعمال ہوتے رہے ہیں لیکن یہ اٹل حقیقت ہے کہ یہودی

جس ملک کا بھی رخ کرتے ہیں اس ملک میں پیسے کی ریل پیل تو ضرور ہوتی ہے لیکن صرف چند ہاتھوں تک۔ قومی کمپنیاں چند سال میں ہی تجارت کے اس سمندر میں بڑی مچھلیوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔ عوام کو وہ کچھ نصیب ہوتا ہے جو ہانگ کانگ اور سنگاپور کے بازاروں میں نظر آتا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ حکومتی حلقوں کی جانب سے مسلسل اس بات کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے کہ ہم آئی ایم ایف سے آزاد ہو گئے ہیں زرمبادلہ کے ذخائر 12.2 بلین ڈالر ہو گئے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مہنگائی، بے روزگاری اور غربت میں اضافہ ہوا ہے۔

اقتصادی اور معاشی امور پر نظر رکھنے والے حضرات ان بیانات کی حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ ہزاروں نہیں لاکھوں گھروں کا چولہا بند کرا کر آئی ایم ایف سے چھٹکارا حاصل کیا گیا ہے۔ آئی ایم ایف نے شرف قبولیت اس لئے بخشا ہے کہ ہماری حکومت نے اس کی ان تمام شرائط پر بغیر کسی چوں چراں کے عمل درآمد کیا ہے جن پر آج تک کوئی سیاسی حکومت بھی عمل درآمد نہیں کر سکی تھی۔

آئی ایم ایف کی ان شرائط میں بجٹ کا خسارہ کم کرنا، مختلف ٹیکس لگانا اور بڑھانا، بجلی اور گیس کی قیمتوں کو مارکیٹ ریٹ کے برابر لانا، پیٹرول کی قیمتیں ہر دو ہفتے میں مارکیٹ کے مطابق رکھنا، درآمدات پر ایکسائز ڈیوٹی کو کم اور سادہ کرنا، قومی ملکیت میں بڑے بڑے بینکوں کی نجکاری اور واپڈا، ریلوے، اور پی آئی اے کو خود مختار بنانا قابل ذکر ہیں۔

ان شرائط کو پورا کرنے سے اشیاء کی قیمتیں بڑھیں اور غربت میں اضافہ ہوا۔ نیز ان تمام شرائط کا فائدہ غیر ملکی کمپنیوں اور مالیاتی اداروں کو ہوا جس کی وجہ سے ملکی سرمایہ کار اور صنعت کار کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ٹیکسٹائل کی صنعت مسلسل خسارے کی طرف جا رہی ہے۔

اب بھی اگر ہماری بات کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو وہ امریکی عوام کی موجودہ صورت حال جا کر دیکھے یا ہانگ کانگ کے مقامی لوگوں کے حالات کا مطالعہ کرے۔ اور اگر کوئی صرف امریکی دانشوروں کی ہی باتوں کو قابل اعتبار سمجھتا ہے تو اسے مشہور امریکی صنعت کار اور فورڈ آٹو موبائل کمپنی کے بانی ہنری فورڈ (1863-1947) کی کتاب "دی انٹرنیشنل جیوز" یا اس کا اردو

ترجمہ "عالمی یہودی فتنہ گر" کا مطالعہ کرنا چاہیے جو اس نے یہودی سرمایہ داروں پر لکھی ہے جس میں اس ڈرامے کی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے اور اس سوال کا بھی جواب دیا گیا ہے کہ کبھی تجارتی عالمی منڈی جاپان میں نظر آئی، کبھی لندن، کبھی ٹوکیو تو کبھی نیویارک۔

اسکے بجائے اگر ملکی سرمایہ کاروں کی حوصلہ افزائی کی جائے، عالمی تجارتی معاہدوں کا سہارا لے کر ملٹی نیشنل کمپنیاں ان کے حقوق پر جو ڈاکے ڈال رہی ہیں، ان کا سدباب کیا جائے، عالمی ادارہ تجارت کے خونی پنجے سے اس کی جان چھڑائی جائے تو اللہ نے اس قوم کو آج بھی وہی صلاحیت عطا کی ہے کہ دنیا کی منڈیوں میں ہر جگہ میڈ ان پاکستان نظر آ رہا ہوگا۔ تاجر حضرات ان حقائق کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔

پینٹاگون (Pentagon)

دجال کا عبوری عسکری ہیڈ کوارٹر (Interim Military Head Quarter) جہاں...... دجال کی آمد کے لیے عسکری تیاریاں یہیں سے ہو رہی ہیں۔ اسکے لفظی معنی اگرچہ پانچ کونے کے ہیں۔ لیکن تورات کے مطابق پنٹاگون حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر یا ڈھال کا نام ہے (بحوالہ "دجال" مصنف اسرار عالم)

یہودی دنیا میں بالکل اسی طرح کی حکومت چاہتے ہیں جس طرح سلیمان علیہ السلام کی تھی (اس لیے قوت کی علامات وہیں سے لیتے ہیں) پنٹاگون میں موجود عسکری ماہرین کی اکثریت یہود پر مشتمل ہے خواہ وہ کسی بھی روپ میں ہوں اور دجال کے مکمل آلۂ کار ہیں۔ یہ وہ عسکری ماہرین ہیں جو دجال کی آمد کے وقت اسکے عسکری حلقے کے خاص لوگوں میں سے ہونگے۔ جن میں اصفہانی یہودیوں کا ایک خاص مقام ہے، اس وقت خواہ وہ عیسائی یا کوئی بھی مذہب اختیار کئے ہوں۔

وائٹ ہاؤس White House

یہ بھی ایک اصطلاحی (Terminological) لفظ ہے جسکے معنی اس عمارت کے ہیں جہاں دجال کی آمد سے پہلے یہودی مذہبی پیشوا (ربی) رہتے ہوں۔ (بحوالہ "دجال" مصنف اسرار عالم)

یہ مذہبی پیشوا دجال کے آنے کے بعد اسکے لشکر خاص ہونگے۔ یہاں یہ واضح رہے کہ اس وقت دنیا کے مختلف خطوں میں موجود یہودی مختلف مذاہب اختیار کئے ہوئے ہیں اور اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے اپنا یہودی ہونا چھپاتے ہیں۔

نیٹو (NATO)

سرد جنگ کے بعد اصولاً اسکو ختم ہو جانا چاہیے تھا کیونکہ سرد جنگ کے زمانے کے بعد اسکی کوئی ضرورت نہ تھی۔ لیکن دنیا کی بساط پر مہرے بچھانے والوں کے سامنے ابھی اور اہم مقاصد حاصل کرنا باقی تھے جسکی وجہ سے نہ صرف نیٹو کو زندہ رکھا گیا بلکہ اس میں توسیع بھی کی گئی۔ کیونکہ اب جو معرکہ شروع ہونے والا ہے اس میں بہت ساری ذمہ داریاں نیٹو کے سپرد کی جائیں گی۔

نیٹو مکمل ایک اسلام دشمن عسکری ادارے کا نام ہے جسکا مقصد کل بھی ابلیسی مشن کی حفاظت تھا اور آج بھی اسکا مقصد یہی ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی (Family Planing)

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے فرمایا:

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ۔

ترجمہ: اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کے سامنے ان کے اتحادیوں نے، انکی اولاد کو (ان کے ہاتھوں) قتل کرنے کے عمل کو خوبصورت بنا کر پیش کیا تا کہ (اس طرح انہی کے ہاتھوں انکی نسل کو ختم کر کے) وہ ان کو تباہ کر دیں، اور ان کو انکے دین کے بارے میں شبہ میں ڈالدیں۔

مشرک عیسائیوں کو اسکے اتحادی یہودیوں نے خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعے خود انہی کے ہاتھوں انکی نسلوں کو تباہ کر دیا، اور اب جو صورت حال یورپ کی ہو چکی ہے وہ انتہائی خراب ہے۔ اس کے بعد یہی طریقہ کار یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف اختیار کیا ہے۔ اور اسکے لئے عالمی اداروں کی جانب سے ہر سال اربوں ڈالر خرچ کئے جاتے ہیں، اور اس وقت نسل کشی کے

اتنے طریقے ایجاد ہو چکے ہیں کہ انکو شمار کرنا بھی دشوار ہے۔

ناسا(NASA)

یہی وہ ادارہ ہے جس نے زمین سے نکل کر خلاؤں میں دجالی قوتوں کی بالادستی قائم کی ہے۔ اس وقت خلاؤں میں موجود سیٹلائٹ کے ذریعے وہ دنیا پر نظر رکھے ہوئے ہیں، اور انکے جنگی جہاز، میزائل، ایٹم بم سب انھیں سیٹلائٹ کے ذریعے گائیڈ کئے جاتے ہیں۔ حال ہی میں انھوں نے انفرا ریڈ (Infrared) دوربین خلا میں بھیجی ہے۔ انفرا ریڈ دوربین کے ذریعے ہر اس چیز کو دیکھا جا سکتا ہے جس میں حرارت ہوتی ہے۔ خواہ وہ چیز عام آنکھ سے غائب رہتی ہو۔

اس کا بظاہر مقصد تو یہی بتایا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے خلاء میں موجود گمنام جگہوں کو تلاش کرنے میں مدد ملے گی، لیکن عالمی عسکری تیاریوں کی روشنی میں اگر اس کو دیکھا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اسکے ذریعے وہ ان قوتوں کو دیکھنا چاہتے ہیں جو عام آنکھ سے نظر نہیں آتیں۔ یہودیوں کا ہر کام ابلیس کو خوش کرنے اور تقدیر کے خلاف ہوتا ہے۔ انکو معلوم ہے کہ جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ اللہ کی طرف سے فرشتے آیا کرتے ہیں تو کیا وہ اس دوربین کے ذریعے انہی آسمانی قوتوں کو دیکھنا چاہتے ہیں تا کہ ان سے مقابلے کا کوئی طریقہ سوچا جا سکے؟ ویسے بھی یہودی حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام کو اپنا پرانا دشمن سمجھتے ہیں۔ اسکے علاوہ اس ادارے کے بہت سے خفیہ مشن ہیں جنکو دنیا کی نظروں سے اوجھل رکھا جاتا ہے۔

موجودہ حالات اور اسلامی تحریکات

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دنیا سے ظلم و فساد کو ختم کرنے اور امن و امان قائم کرنے کے لئے جہاد کو فرض قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ .

ترجمہ: اور اگر اللہ بعض (شری) لوگوں کو بعض (اچھے) لوگوں کے ذریعے ختم نہ کراتا تو تمام

دنیا میں فساد پھیل جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ تمام جہانوں پر بڑا کرم فرمانے والا ہے۔ (اسلئے اللہ نے ایمان والوں کو جہاد کا حکم دیا تاکہ اس کے ذریعے دنیا میں فساد پھیلانے والوں کو روکا جاسکے۔)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قتال کے فریضہ کو جاری فرمانے میں تمام جہانوں کا فائدہ بیان کیا ہے۔ قتال کا قیامت تک جاری رکھنا اللہ کی مصلحتوں میں سے ایک مصلحت ہے جس میں صرف مسلمانوں کا فائدہ قرآن نے بیان نہیں کیا بلکہ تمام جہانوں کا فائدہ بتایا ہے۔ یعنی انسان تو انسان جہاد جاری رکھنے میں چرندو پرند حتیٰ کہ پیڑ پودوں اور دیگر بے جان چیزوں کا بھی نفع ہے۔

لہذا اللہ تعالیٰ اس فریضے کو قیامت تک جاری رکھے گا، اور اس کی ادائیگی میں وہ کسی قوم یا فرد کا انتظار بھی نہیں کرے گا، بلکہ ایک خطے کے مسلمان اگر اس فریضے کی ادائیگی میں سستی کریں گے تو وہ کسی اور خطے والوں سے اس ذمہ داری کو پورا کرائے گا۔ چنانچہ ارشاد ہے

إن تتولوا يستبدل قوما غيركم

اگر تم (جہاد سے) منہ پھیر لوگے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا۔ نبی کریم ﷺ نے بھی بار بار اپنی امت کو جہاد کے قیامت تک جاری رہنے کی خبر دی ہے تاکہ امت سستی اور غفلت کا شکار ہوکر اس اہم فریضے سے غافل نہ ہوجائے۔

چنانچہ جہاد کے فرض ہونے سے آج تک اہل حق نے ہر دور میں قتال کے فریضے کو انجام دیا ہے۔ میدان بدر سے چلنے والے اس قافلے نے ایران کی آگ کے شعلوں کو ٹھنڈا کیا، افریقہ کے جنگلات میں تکبیر کی صدائیں لگائیں، اندلس کے سبزہ زاروں کو توحید کے سجدوں سے رونقیں بخشیں، سندھ کے صحراؤں میں بھی انسانیت کو غلامی سے نکالا، ہندوستان کی سرزمین کو نور توحید سے آشنا کیا، تثلیث کے مرکز قسطنطنیہ کو اللہ کی وحدانیت کا پرستار بنایا، وحشت ودرندگی اور ظلم وبربریت کے عادی یورپ کے لوگوں کو انسانیت کا سبق پڑھایا۔

اس طرح یہ قافلہ ہر دور میں مختلف خطوں کا سفر کرتے ہوئے دنیا میں خیر اور شر کے درمیان توازن قائم کئے رہا۔ امام شاملؒ کے داغستان سے چیچنیا تک، سید احمد شہیدؒ کے رائے بریلی سے

بالاکوٹ تک اور شاملی سے کشمیر تک کا سفر کرتا ہوا افغانستان میں آ کر پھر ایک نئی اور بھرپور شکل میں نمودار ہوا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس جہاد نے وہی کارنامہ انجام دکھایا کہ مسلمانوں پر واضح ہو گیا کہ غالب آتے ہوئے شر کو جہاد ہی کے ذریعے مٹایا جا سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ عالمی کفریہ قوتیں جن کا ظاہری سہارا امریکہ ہے اب بغیر کسی کی لعنت ملامت کی پروا کئے اپنا کام شروع کر چکی ہیں۔ اور آخری دہشت گرد (دجال کے راستے کی ہر رکاوٹ) کے خاتمے تک جنگ جاری رکھنے کا عزم رکھتی ہیں۔ صلیبی جنگ کے بارے میں امریکی صدر بش کی زبان سے جو کچھ دنیا نے سنا وہ اس کا کوئی جذباتی بیان نہیں تھا، بلکہ بش نے جو کچھ کہا حقیقت میں ایسا ہی ہے کہ خیر اور شر کے درمیان آخری معرکہ کا آغاز ہو چکا ہے۔

لہٰذا ان کا سب سے پہلا ہدف اسلامی تحریکات ہیں۔ البتہ بش کے خدا (ابلیس یا دجال) نے بش سے اس جنگ کے بارے میں جو وعدہ کیا ہے یہ وہی وعدہ ہے جو جنگ بدر سے پہلے ابوجہل سے اس کے خدا (ابلیس) نے کیا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور اس کو مسلمانوں کے خلاف فتح کا یقین دلایا تھا۔ اس وقت بھی بش کا خدا (ابلیس) اپنی تمام ذریت کے ساتھ میدان میں کیوں نہ آ جائے محمد عربی ﷺ کا رب مجاہدین کے ساتھ فرشتوں کی فوج کو بھیج رہا ہے۔ سو کامیابی اہل ایمان کا مقدر ہے، جو ہر حال میں ان کو مل کر رہے گی۔ اس مناسبت سے یہاں ہم دنیا میں جاری اسلامی تحریکات پر انتہائی مختصر بات کرتے ہیں۔

جہادِ فلسطین

اس تحریک نے اپنی تاریخ میں بہت سے اتار چڑھاؤ دیکھے ہیں۔ مختلف نعروں اور مختلف نظریات کی چھاپ اس پر پڑتی رہی۔ معاہدوں، کانفرنسوں اور مذاکرات کے گرداب (Whirlpool) میں اسکو پھنسائے رکھا گیا۔ اس تحریک میں دنیا نے تمام تجربات کئے لیکن مظلوم مظلوم تر ہوتے گئے اور غاصب بدترین غاصب بنتے چلے گئے۔ فلسطینیوں نے کوئی در نہ چھوڑا جہاں انصاف کی فریاد نہ کی ہو لیکن ہر جگہ سے ایک ہی جواب ملا کہ اس دنیا میں کمزوروں کو انصاف نہیں ظلم ملا کرتا ہے..... جنکے بازوؤں میں فیصلے کرانے کی قوت ختم ہو جائے پھر ان کے فیصلے

غاصب قومیں ہی کیا کرتی ہیں۔

فلسطینیوں نے تمام تجربات کے بعد اس راستے کا انتخاب کیا جہاں فیصلوں کیلئے بھیک نہیں مانگی جاتی.... جہاں انصاف کے لیے ظالموں کی زنجیریں نہیں کھٹ کھٹائی جاتیں بلکہ اپنے فیصلے خود سنائے جاتے ہیں۔

تحریک فلسطین نے جب سے اسلامی رنگ اختیار کیا ہے اس وقت سے یہود جیسی مکار قوم کے ہوش ٹھکانے آگئے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے اللہ نے یہ اصول بنائے ہیں کہ عزت ووقار حاصل کرنے کے لیے قرآن وسنت کے مطابق جہاد ہونا چاہئے۔ اسکے بغیر اگر قوم پرستی یا علاقہ پرستی کی جنگ لڑی جائیگی تو اس میں مسلمانوں کو عزت نہیں مل سکتی۔ یہ اصول ہمیں تمام اسلامی تحریکات میں اپنے اثرات دکھاتا نظر آتا ہے۔ وہ تحریک فلسطین ہو یا تحریک کشمیر یا چیچنیا۔ اس اسلامی تحریک نے دنیا کی مکار ترین قوم کے تمام منصوبوں پر پانی پھیرنا شروع کر دیا ہے باوجود اس حقیقت کے کہ دنیا کا جدید ترین سیکورٹی سسٹم یہودیوں کے پاس موجود ہے، پھر بھی مجاہدین اسرائیل کے قلب میں گھس کر یہودیوں کو واصل جہنم کر رہے ہیں۔

وہ صیہونی منصوبے جنکا راستہ تمام عرب قومیت مل کر بھی نہ روک سکی.... تیل کی دولت سے مالا مال حکومتیں جن یہودیوں کا کچھ نہ بگاڑ سکیں...... وہ ذہین جو عرب کے سیاسی بازیگر، کیمپ ڈیوڈ اور اوسلو میں یہودی مکاری وعیاری کے سامنے ہار بیٹھے...... ان جہاد کے شیدائیوں کی چند سالہ محنت نے اس بازی کو الٹ کر رکھ دیا ہے۔

اس جہاد سے قبل تمام مہرے یہودیوں کے ہاتھ میں تھے وہ جس طرح چاہتے کھیل کا نقشہ بدلتے رہتے لیکن ان نوجوانوں اور غیرت مند بہنوں کی قربانیوں کی بدولت اب بازی مجاہدین کے ہاتھ میں ہے۔

عالم اسلام کیلئے یہ بڑی عبرت کا مقام ہے کہ ایک طرف غیر جہادی کوششیں (جہاد کے علاوہ تمام کوششیں) تھیں تو یہودی کس تیزی کے ساتھ اپنے وسیع تر اسرائیل کے منصوبے پر عمل پیرا تھے اور تمام دنیا سے یہودی اسرائیل پہنچ رہے تھے۔ جبکہ ہماری حالت یہ تھی کہ اپنا گھر ہونے کے

باوجود پناہ گزین کیمپ ہمارا مقدر بن گئے تھے۔ اور اب جب سے جہادی کارروائیوں کا آغاز ہوا ہے تو بازی مکمل الٹ دی گئی ہے۔ اب ہم جو پناہ گزین بنا دیے گئے تھے، نئی امیدوں اور امنگوں کیساتھ گھروں کو لوٹ رہے ہیں اور وہ جو وسیع تر اسرائیل بنا رہے تھے اب دوبارہ انخلاء پر مجبور ہو گئے ہیں۔ وہ جس جگہ کو اپنی آخری پناہ گاہ خیال کرتے تھے اور ساری دنیا سے اٹھ اٹھ کر اسرائیل میں جمع ہو رہے تھے، کہ وہاں عالمی یہودی حکومت قائم کرینگے وہی سرزمین انکا زندہ قبرستان بن رہی ہے اور یہ تو آغاز ہے اس دن کا جب اللہ کا غضب نازل ہوگا۔ اس دن کیا عالم ہوگا جب کہیں بھی انکو پناہ نہ ملے گی؟

یہ ایک کھلی حقیقت ہے اور اس میں تمام مسلمانوں کے لئے بڑی عبرت اور سبق ہے کہ جہاد میں آج بھی اللہ نے وہی قوت رکھی ہے کہ دنیا کے طاقتور ترین دشمن کی نیندیں حرام کی جا سکتی ہیں۔ وہ یہودی جو دنیا کی سیاسی بساط پر اپنی مرضی کی چالیں چلتے ہیں آج فدائی کارروائیوں نے انکے دماغوں کو ماؤف کر کے رکھ دیا ہے کہ کوئی چال اب سمجھ میں نہیں آتی کبھی امن مذاکرات کا ڈول ڈالتے ہیں تو کبھی مقبوضہ علاقوں سے فوج واپس بلانے کی بات کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جہاد میں یہی تاثیر رکھی ہے کہ اگر جہاد جاری رکھا جائے تو تمام مشکلات ختم ہو جایا کرتی ہیں پریشانیاں، راحت و آرام میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور منزل سامنے نظر آنے لگتی ہے۔

موجودہ حالات کے تناظر میں جہاد فلسطین تمام تحریکات کے لئے ایک معیار اور پیمانے کی حیثیت رکھتا ہے اور اس سے تمام اسلامی تحریکات کو بہت کچھ سیکھنے کی ضرورت ہے۔ جہاد فلسطین کی اہمیت اس وجہ سے اور بڑھ جاتی ہے کہ یہ وہ محاذ ہے جہاں یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ اس دنیا میں خیر اور شر، حق و باطل اور نیکی اور بدی میں سے کون باقی رہے گا؟ کفر و اسلام کے درمیان آخری اور فیصلہ کن جنگ اسی محاذ پر ہی لڑی جائے گی۔ اس تحریک کی کامیابی و ناکامی کے اثرات براہ راست ان دجالی منصوبوں پر پڑتے ہیں جو اسکے ایجنٹوں نے بنائے ہوئے ہیں۔ اس لئے تمام عالم اسلام کو اور ہر اہل ایمان کو ان مجاہدین کی جیسے بھی مدد کرنی چاہیے۔

ہم سلام پیش کرتے ہیں ان جوانوں کو جو اللہ کے حکم کو پورا کرتے ہوئے اسکے دشمنوں کے

نئے دردناک عذاب بنے ہوئے ہیں۔

جہاد افغانستان

جہاد افغانستان نے دیکھتے ہی دیکھتے عالم اسلام میں زندگی کی ایک نئی لہر پیدا کر دی۔ جب اللہ سے محبت کرنے والوں نے روئے زمین پر اللہ کا نظام نافذ کر دیا تو کفر کی تمام سازشیں مکڑی کے جالے کی طرح ثابت ہوئیں۔

طالبان کی تحریک نے رات کے مسافروں کو صبح کی نوید سنائی، سردی میں ٹھٹھرتے لوگوں کو اپنے لہو سے حرارت بخشی، اہل علم کے دلوں کے بحر اکاہل کو موجوں سے آشنا کیا، ظلم و جبر کے صحراؤں میں بھٹکنے والوں کو نخلستان کی اہمیت سے آگاہ کیا، بزدلی اور بے غیرتی کو تقدیر کا نام دینے والوں کو تقدیر کا مطلب سمجھایا۔

طالبان کی بے بہا قربانیوں کی بدولت شاہین بچوں کو بال و پر ملے، عقابی روح ان میں بیدار ہوئی، شیر خواروں نے خودی کو پہچانا، پھر تاریکیاں چھٹنے لگیں، صحراؤں کو نخلستان میں تبدیل کیا جانے لگا، خاموش سمندر بپھر پڑے، مظلوموں نے اٹھ کر ظالموں کے ہاتھ پکڑ لیے، فرعونوں سے بغاوت کی گئی، عشق نے آتش نمرود کو پسند کیا... اور آج... آج دنیا کے مختلف خطوں میں ظلم کے خلاف جہاد زور و شور سے جاری ہے۔

جہاد سے بغض رکھنے والے جو چاہیں کہیں لیکن یہ تاریخی حقیقت بن چکی کہ خلافت عثمانیہ ٹوٹنے کے بعد جہاد افغانستان سے پہلے تک لاشوں کا بازار لگا تو صرف اہل ایمان کا، پناہ گزین بنے تو صرف محمد عربی ﷺ کے غلام بنے، چادریں نیلام ہوئیں تو صرف اس امت کی بیٹیوں کی، بچے صرف ہمارے یتیم ہوئے، ماؤں کی گودیں صرف اس قوم کی سونی ہوئیں، بیوائیں صرف ایمان والی ہوئیں۔

جبکہ جہاد افغانستان کے بعد صورت حال تبدیل ہوئی، اور اب اگر کسی دن ہمارے گھروں میں چولہا نہیں جلتا تو روٹی ڈاکوں کو بھی نصیب نہیں ہوتی، ماتم ہمارے گھروں میں ہوتے ہیں تو

جہاں ہم انکے گھروں میں بھی نہیں ہونے دیتے۔ گھر ہمارے جلتے ہیں تو گھر جلانے والے خود بھی جلتے ہیں۔ اگر پریشان ہم ہوتے ہیں تو سکون سے انکو بھی نہیں بیٹھنے دیتے، اگر برفانی راتوں میں ہم نہیں سو پاتے تو نیند ان سے بھی کوسوں دور رہتی ہے، اگر ہم سے ہمارے گھر چھوٹ گئے تو گھر دیکھنا انکو بھی نصیب نہیں ہوگا۔ حساب دو طرفہ ہے کہیں وہ آگے کہیں ہم پیچھے۔ اور ہم انشاء اللہ ان کا پیچھا کرتے رہینگے۔ اور کامیاب ہم ہی ہونگے کہ ہم اپنے رب سے ان چیزوں کی امیدیں رکھتے ہیں جو کافروں کو نہیں ملنے والیں۔

اسی جذبے کے ساتھ اس وقت تمام دنیا میں جاری اسلامی تحریکات عالم کفر کے خلاف اعلان جہاد کر چکی ہیں۔ اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ مجاہدین کے پاس کفر کے مقابلے وسائل نہ ہونے کے برابر ہیں۔ لیکن یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں۔ کیونکہ اہل ایمان کی ہر دور میں یہی حالت رہی ہے اور وہ تو اللہ کی مدد کے بھروسے پر میدان میں نکلتے ہیں۔

کفریہ طاقتیں اس حقیقت کو بہت اچھی طرح سمجھتی ہیں۔ اسلئے عالمی کفر دجال کی آمد سے پہلے ہر اس قوت کو کچل دینا چاہتا ہے جو اس کے راستے میں ذرہ برابر بھی پریشانی کھڑی کر سکتی ہے۔ روس کو شکست دینے کے بعد طالبان نے ابلیسی منصوبوں کو خاک میں ملاتے ہوئے اسلامی نظام نافذ کر کے عالم اسلام کے لئے ایک نمونہ پیش کر دیا کہ آج چودہ سو سال بعد بھی اس اسلام کی وہی شان ہے بشرطیکہ جذبے سچے اور حوصلے جوان ہوں۔

تحریک طالبان کی اہمیت اور قدر و قیمت کا صحیح اندازہ اس وقت تک نہیں لگایا جا سکتا جب تک کہ خلافت کی اہمیت اور یہود کے حالات پر گہری نظر نہ ہو۔ نیز طالبان کو سمجھے بغیر ائیر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر طالبان کے خلاف زبانیں چلانے والے طالبان کے اس عظیم الشان کارنامے اور انکی اہمیت کو اس وقت تک نہیں سمجھ سکتے جب تک وہ اپنی آنکھوں سے دجالی میڈیا کی عینک اتار کر قرآن و حدیث کی نظر سے اس تحریک کو نہ دیکھیں۔

افسوس خلافت کے دشمن اس تحریک کو صحیح معنی میں سمجھ گئے لیکن ایمان کا دعویٰ کرنے والے اس تحریک کو اس طرح نہ سمجھ سکے جس طرح اسکو سمجھنے کا حق تھا۔ افغانستان میں قرآن کی حکومت

کے ختم ہونے کے بعد انکے خلاف چلنے والی زبانیں اور تیز ہو گئیں، جتنی خوشی ابلیسی قوتوں کو ہوئی (اور ہونی بھی چاہیے تھی) اتنی ہی خوشی منانے والوں میں بہت سے لوگ اپنے بھی تھے جنکا اپنے بارے میں یہ گمان ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔

بہت سے لوگ اس لئے خوش ہوئے کہ ان کی پیشن گوئیاں درست ثابت ہوئیں کہ جہاد سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہاں بغیر تفصیل میں جائے ہوئے صرف اتنا عرض کرنے کو جی چاہتا ہے کہ یہ حضرات یہی نہ سمجھ سکے کہ اللہ اپنے بندوں سے کیا چاہتا ہے؟ اللہ اپنے بندوں سے یہ چاہتا ہے کہ اسکے نام لیوا ہر حال میں اللہ کی وحدانیت اور حاکمیت کے عقیدے پر قائم رہیں، خواہ اس کے لئے انکی جان لے لی جائے۔ حق اور باطل کے درمیان یہ جنگ عقیدے کو بچانے کی جنگ ہے نہ کہ جسموں کو بچانے کی۔

اسلئے طالبان نے اپنے عقیدے کو بچانے کے لئے اپنی حکومت قربان کی، اپنے گھر بار کو جلوانا گوارا کیا، بچے سکھ چین کو آگ لگائی، پر اپنے عقیدے کا سودا کرنا گوارا نہ کیا۔ کفر اپنی تمام تر قوت استعمال کرنے کے باوجود طالبان کو انکے نظریہ اور عقیدے سے ایک بالشت بھی نہ ہٹا سکا، اسکے باوجود بھی اگر کوئی یہ کہے کہ جہاد کا کوئی فائدہ نہیں، طالبان شکست کھا گئے تو یہ انکی قرآن وسنت سے دوری ہی ہو سکتی ہے۔

طالبان کا افغانستان تمام اسلامی تحریکات کیلئے اس ماں کی طرح تھا جسکی ضرورت گھر میں ہر وقت محسوس کی جاتی ہے۔ اولاد چھوٹی ہو تب بھی ماں گھر کا مرکز ہوا کرتی ہے اور اولاد جوان ہو جائے تب بھی ماں کی حیثیت بنیادی ہوا کرتی ہے۔ گھر کے تمام افراد میں باہمی تعلقات قائم رکھنا اور گھر کو جوڑے رکھنا ماں کا کام ہوتا ہے۔

ابلیسی قوتیں امارت اسلامی کی اس حیثیت سے واقف تھیں اور یہ "ماں" اپنی اولاد کی آئندہ کی زندگی میں کیا کردار ادا کر سکتی تھی، انکو حالات کے تھپیڑوں سے کس طرح پناہ فراہم کر سکتی تھی، اس سب کو یہودی اور انکے حلیف اچھی طرح جانتے تھے۔ پر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قرآن پر ایمان رکھنے والے قرآن کی اس ریاست کی اہمیت کو نہ سمجھ سکے۔ کاش مسعود طالبان کا

احمد شاہ مسعود نے عالمی فتنہ گروں کیلئے جو کارنامہ انجام دیا ہے وہ یقیناً اسکے لیے نوبل انعام کا حقدار ہے۔ اگر مسعود کو نوبل انعام نہیں دیا گیا تو پھر اسکی روح کیساتھ بہت بڑی زیادتی ہوگی اس وقت اگر علامہ اقبال ہوتے تو ضرور یہ شعر کہتے:

چاک کر دی شاہِ تاجک (احمد شاہ مسعود) نے خلافت کی قبا
سادگی اپنوں کی دیکھ غیروں کی عیاری بھی دیکھ

موجودہ افغانستان تحریک آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی روشنی میں دن بدن تیز ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس تحریک کا مضبوط ہونا دنیا کی تمام اسلامی تحریکات کا مضبوط ہونا ہے۔ کیونکہ اللہ نے اس زمین کو اللہ والوں کا مرکز بنایا ہے اور تمام تحریکات کے نمائندے اسی مشرب سے پانی پیتے ہیں۔ تمام تحریکات کے سوتے اسی چشمے سے پھوٹتے ہیں۔

افغانستان میں امریکہ کے خلاف حالیہ کاروائیاں اللہ والوں کے دلوں میں امید کی نئی دنیا آباد کر رہی ہیں۔ ان کامیابیوں کو دیکھ کر ایمان والوں کے دلوں میں جذبات کی بجلیاں بھر گئیں اور یہ بجلیاں مسلسل باطل پر گرنے کے لیے بیتاب نظر آ رہی ہیں۔ افغانستان پاکستان ہندوستان اور تمام جنوبی ایشیا اور جنوب مشرقی ایشیاء کے مسلمانوں کو اپنا لائحہ عمل اس خطے کو سامنے رکھ کر بنانا چاہئے۔ اس خطہ میں موجود تمام مجاہدین کو مضبوط کرنا چاہئے۔ اس وقت جہاں کہیں مجاہدین کام کر رہے ہیں اسکو جاری رکھتے ہوئے اپنی ریزرو (Reserve) قوت افغانستان میں ہی لگانی چاہئے۔

اس خطے میں جتنا طاقتور دشمن موجود ہے ویسے ہی اللہ کی مدد بھی آ رہی ہے۔ افغانستان میں اب تک دجالی فوجوں کو جو نقصان اٹھانا پڑا ہے اگر وہ دنیا کے سامنے لایا جائے تو فتح کے نشے میں چور امریکیوں کا سارا نشہ اتر جائے گا لیکن وہ کتنا ہی سچ کو چھپائیں عنقریب وہ دنیا کے سامنے آنے والا ہے اور دنیا دیکھے گی کہ فلموں اور افسانوں میں اپنی شجاعت و بہادری کی داستانیں بیان کرنے والی قوم کے لونڈے کتنے بہادر ہیں اور اللہ کے شیروں کے مقابلے میں ان میں کتنا دم خم

ہے۔ لوگ کہتے ہیں امریکہ کو روس کی طرح افغانستان سے بھاگنا پڑیگا جبکہ دوست کہتے ہیں کہ امریکہ کو بھاگنا نہیں پڑیگا۔ کیونکہ یہ آخری معرکہ ہے۔ یہ حق و باطل کے درمیان موت و حیات کی جنگ ہے لہٰذا روس کو تو بھاگنا نصیب بھی ہوگیا تھا لیکن امریکہ کو یہ بھی نصیب نہیں ہوگا۔ نیز اللہ والے بھی اس بار ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتے کہ امریکہ کو بھاگنے کا موقع دیا جائے۔ چشم فلک دیکھے گا کہ افغانستان امریکی قبرستان بنے گا۔ یہاں امریکہ جتنا شکست کھاتا جائے گا مزید فوج بھیجتا جائے گا۔

سو اس فیصلہ کن معرکہ کی اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہر اہل ایمان پر اس لشکر کی مدد فرض ہے جو مسلمان اپنے درجات بلند کرانا چاہتا ہے، جسکے دل میں یہ خواہش ہے کہ وہ ان فضائل کو حاصل کرے، جو خراسان کے لشکر کے بارے میں آئے ہیں تو وہ اس لشکر میں شامل ہو جائے اور ہم دعوت دیتے ہیں ان ایمان والوں کو جو اپنا ایمان بچانا چاہتے ہیں، کہ وہ اس لشکر کا حصہ بن جائیں (جانی ومالی) اور وہ اہل تقویٰ جنکو اپنا ایمان شہروں میں خطرے میں نظر آتا ہے وہ اٹھیں اور ان قافلوں میں شامل ہو جائیں خواہ پانی پلانے کی ہی ذمہ داری کیوں نہ مل جائے۔

....یہ دعوت ہے ان کے لئے جو دجال کے فتنے سے دور رہنے والی حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں کہ شہر تو فتنہ دجال کے مرکز ہونگے اور امن وعافیت پہاڑوں میں ہی ہوگا۔ لہٰذا ابھی وقت ہے کہ ان فتنوں سے نکل کر اپنے ایمان کو بچایا جائے۔

یہ دعوت ہے ان اہل علم کیلئے جو حقیقی معنی میں انبیاء کرامؑ کے وارث ہیں، مجاہدین میں درس کیلئے اور تعلیم و تعلم کے لئے اس لشکر میں شامل ہو جائیں، جو نبی کریم ﷺ کی احادیث کا مصداق ہے، اور جسکے حق ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ نیز جہاں کوئی اختلاف اور جماعت بندی بھی نہیں ہے۔ یہ دعوت ہے امت کی ماؤں کیلئے کہ تمہارے بچوں کو تمہاری دعاؤں کی ضرورت ہے.... تمہاری حوصلہ افزائی اور تائید کی ضرورت ہے..... یہ فریاد ہے ان بہنوں سے جو بھائیوں کو سرخرو دیکھنا چاہتی ہیں، کہ بھائیوں کو اس لشکر کا سپاہی بنانے میں اپنا کردار ادا کریں..... دنیاداری سے نکل کر دعوت جہاد کو عام کریں.....اور اس لشکر کو مضبوط کریں جو آنے والے حالات میں تمہاری

عصمتوں کا محافظ ہے، برے حالات سے پہلے بھائیوں کو اپنی عزتوں کی حفاظت کرنے کا طریقہ سکھا دیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ کل بھائی کو ندامت کی موت سے دوچار ہونا پڑے۔

یہ دعوت ہے ہر اس شخص کے لیے جو خود کو محب وطن سمجھتا ہے کہ اس لشکر کو مضبوط کرے تاکہ کل ہر دشمن کے ناپاک ارادوں کے راستے میں یہ دیوار بن کر کھڑے ہو جائیں۔

اور یہ دعوت ہے ان دوستوں کے لیے جو مختلف حالات سے دل برداشتہ ہو کر گھروں میں بیٹھ گئے... کہ وہ اپنے ان شہید ساتھیوں کو یاد کریں... جنکے ساتھ کبھی وقت گزارا تھا... ان لمحوں کو یاد کریں جب رب کی رضا پانے کے لیے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کو راستہ بدلنے پر مجبور کر دیا تھا... کیا وہ خیمے، درختیں آپ بھلا سکتے ہیں... جہاں آپ نے اپنی زندگی کے سب سے خوبصورت لمحات بتائے تھے؟ کیا کبھی آپ کو جہاد کا وہ پہلا دن یاد نہیں آتا جب سودائے عشق میں قدم رکھا تھا؟

ضرور یہ تا ہوگا ایمان کی وہ حلاوت آج بھی دل کے کسی گوشے میں محسوس ہوتی ہوگی، جو کبھی برفانی راتوں میں پہرے کے وقت محسوس ہوتی تھی، یقیناً جب آپ عراق و افغانستان میں کارروائیوں کی خبریں سنتے ہوں گے تو آپ کے دل میں سویا ہوا سمندر اچانک مرتعش ہو جاتا ہوگا۔

غلطیوں کی وجہ سے افراد سے تو ناراض آپ ہو سکتے ہیں لیکن جہاد سے کیسے ناراض ہو گئے۔ جو ساتھی اس وقت موجود ہیں ان سے بے شک ہزار گلے شکوے ہو سکتے ہیں، اور جب ساتھ ہوتے ہیں تو ہوتے رہتے ہیں، لیکن شہید ساتھیوں اور اسیر دوستوں کو یاد کر کے آپ ضرور تڑپ اٹھتے ہوں گے۔

اگر ان گلے شکووں کی وجہ سے جہاد چھوڑنا جائز ہوتا تو سب سے پہلے طالبان جہاد چھوڑ کر چلے جاتے کہ ان کے ساتھ اچھا نہیں ہوا۔ اگر جہاد اس وجہ سے چھوڑا جاتا تو عرب ساتھی کبھی بھی جہاد کا نام نہ لیتے۔

سو اے ایمان والو! شکوے شکایتیں تو چلتی ہی رہتی ہیں اور پھر جنت میں سب ایک

دوسرے سے محبت کرنے والے ہونگے۔ اس لئے جہاد کے قافلے رواں دواں ہیں یہ ندا کرتے ہیں اور ہمارا انتظار کرتے ہیں۔ لہٰذا خیال رہے کہیں قافلے دور نہ نکل جائیں۔

مبارک ہو ہر اس مسلمان کو جو جتنا حصہ ڈال کر کامیاب ہو جائے..... اپنی جان و مال اپنا سب کچھ... اس کے بعد پھر کچھ اور نہیں ہے۔

اور ہم مبارکباد دیتے ہیں ان جوانوں کو جو افغانستان میں پہنچ کر تاریخ اسلام کی عظیم الشان جنگ میں شریک ہو چکے ہیں اور ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ سب کو اس قافلے کا سپاہی بنا دے۔ آمین

جہادِ عراق

یہ ایسی تحریک ہے جہاں صورت حال بہت تیزی کے ساتھ تبدیل ہو رہی ہے اور اس میں شریک مجاہدین امریکی فوجیوں سے زیادہ جنگوں کا تجربہ رکھتے ہیں۔ یہ مجاہدین طالبان کی پسپائی کے بعد گھروں کو دلوں میں یہ حسرت لئے ہوئے لوٹے تھے کہ دشمن سے دوبدو مقابلہ نہ ہو سکا لیکن اب اللہ نے انکی تمناؤں کو پورا کر دیا ہے اور انکے رب کی جانب سے حکم آیا ہے کہ گھر جا کر آرام نہیں کرنا ابھی چھٹی نہیں ہوئی ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ ؎

مکتب عشق کے انداز نرالے دیکھے
اسکو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

جیسا کہ پیچھے ابن حماد کی روایت میں گزرا دجال اپنی خدائی کے اعلان سے پہلے دو سال عراق پر حکومت کرے گا۔ اس روایت کو پڑھ کر ہی عراق کے محاذ کی نزاکت اور اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ نیز وہ احادیث جو فرات اور بقیہ عراق کے بارے میں آئی ہیں وہ بھی مسلمانوں کو بہت کچھ غور و فکر کی دعوت دے رہی ہیں۔

عراق کی اس اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام ابلیسی قوتیں متحد ہو کر سب سے پہلے عراق پر قابض ہوئی ہیں۔ عراق کے مشرق میں اصفہان (ایران) ہے شمال میں ترکی شمال مغرب میں

شام، جنوب میں سعودی عرب، جنوب مشرق میں خلیج فارس اور مغرب میں اردن ہے۔ اس طرح جغرافیائی نقطہ سے آئندہ آنے والے حالات میں عراق مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

عراق میں موجود مجاہدین آنے والے وقت میں مکہ مکرمہ سے لیکر بیت المقدس تک اور خراسان سے لے کر منورہ اور العراق تک صفائی کا کام کریں گے۔ اور دشمن کی پسپائی اور ذلتوں کے لیے مستقل عذاب الٰہی بنے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ویکیدون کیدا و اکید کیدا (وہ کافر اپنی چالیں چلتے ہیں اور میں (اللہ) اپنی تدبیریں کرتا ہوں)۔

عراق کی تازہ صورتحال نے غفلت کی نیند میں پڑے عربوں کو بیدار کر کے رکھ دیا ہے۔ اب وہاں کھلے عام منبر و محراب سے جہاد کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ عوام کے جذبہ جہاد کو اب شاید شہنشاہیت کی زنجیریں زیادہ عرصہ تک نہیں روک سکیں گی۔ عرب عوام کے جذبات اور اللہ والوں کی تکبیروں سے اب عرب شہنشاہیت کے قلعے زمیں بوس ہوا چاہتے ہیں۔ اللہ کے محبوب بندوں کا لہو مکافات عمل بن کر بہت جلد انکو اپنی گرفت میں لینے والا ہے۔

عرب دنیا کی بدلتی صورت حال کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جامعہ الازہر جیسے اداروں کے اساتذہ اب وہ باتیں بھی اعلان کر رہے ہیں، جو کبھی زبانوں سے نکلنا ناممکنات میں سے سمجھا جاتا تھا۔

جامعہ ازہر کے ایک محقق ایک مشہور ٹی وی چینل پر اعلان کرتے ہیں کہ یہودیوں سے نمٹنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ انہیں جہاں پاؤ قتل کر دو۔ سوال کرنے والا پوچھتا ہے یا شیخ کیا اس سے آپ کی مراد حقیقت میں قتل کرنا ہے؟ (گویا وہ کہنا چاہ رہا تھا کہ آپ کو پتہ ہے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟) جواب میں اعتماد بھری آواز آتی ہے۔ جی ہاں

جہاد و چیچنیا

انجانی منظر اسلامی تحریک جس نے ماسکو کو غیر محفوظ بنا دیا ہے یہاں بسنے والے لوگوں کا تعلق اس قوم سے ہے جنہوں نے ایک زمانے تک اسلامی پرچم کو بلند رکھا اور دنیا کے عظیم

بڑا عظموں ایشیا افریقہ اور یورپ پر اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا۔ چیچن مجاہدین کا تعلق ترک قوم سے ہے جسکے مختلف قبائل تمام وسط ایشیائی ریاستوں (Centeral Asia) میں پھیلے ہوئے ہیں۔ غیرت وحمیت اور ہمت وبہادری کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ کمیونسٹ انقلاب نے ان پر بدترین مظالم ڈھائے 70 سال تک اپنا غلام بنائے رکھا۔ اور کسی کو مسلمان نام تک نہیں رکھنے دیا گیا۔ ان حالات میں ایمان بچانے والی (بقول مولانا ابوالحسن علی ندوی) یہ ترک قوم ہی تھی جنہوں نے اس مشکل دور میں نسل در نسل ایمان کو بچائے رکھا۔ اس وقت وادی فرغانہ ازبکستان (ظہیر الدین بابر کی جائے پیدائش) میں بھی اسلامی نظام کی تحریک چل رہی ہے۔ یہود کو خطرہ ہے کہ اگر چیچن تحریک کامیاب ہوگئی تو تمام وسط ایشیاء میں اسلامی تحریکات پھوٹ پڑیں گی۔ جسکے بعد روس کا اپنا وجود بھی باقی نہیں رہ سکے گا۔

یہ خطہ تمام قسم کے وسائل سے مالا مال ہے معدنی وسائل میں گیس اور یورینیم جیسی دولت یہاں بڑی تعداد میں موجود ہے۔ اسکے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اس خطے کو افرادی قوت اور زرخیز زمینوں سے بھی مالا مال فرمایا ہے۔ یہی وہ علاقے ہیں جہاں امام بخاریؒ اور امام ترمذیؒ جیسے محدثین اور علم اسلام کے بڑے بڑے فقہاء اور صوفیاء پیدا ہوئے۔ جنکی بدولت ہم آج درس و تدریس کی دولت سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ ان تمام علاقوں کو ماوراء النہر (دریا آمو کے پار کے علاقے) کہا جاتا ہے۔ اہل علم اس نام سے اچھی طرح واقف ہیں۔

جہاد فلپائن

ایک ایسا خطہ جہاں یہودی عزائم کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ جہاں بیٹھ کر وہ تمام جنوب مشرقی ایشیاء پر اپنا کنٹرول جمائے ہوئے تھے۔ تحریک فلپائن انکے عزائم کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ بن کر کھڑی ہے۔ یہ ایسا خطہ ہے جہاں بڑے بڑے یہودی آکر اپنا مشن پورا کرتے ہیں۔ لیکن جہاد فلپائن نے اگر انکے منصوبوں کو ختم نہیں کیا تو انکو بہت حد تک خراب ضرور کر دیا ہے۔

لہذا یہ بھی اتحادی قوتوں کی نظر میں چبھتا ہوا کانٹا ہے۔ کیونکہ یہ تحریک محض اسلامی رنگ میں

رنگی ہوئی ہے۔ اور ان کی قیادت بھی علماء حق کر رہے ہیں۔ فلپائن ویتنام انڈونیشیا ملیشیا ان تمام خطوں میں دین کا رجحان بہت پایا جاتا ہے۔ یہودی ساہوکاروں نے ان کے وسائل پر ڈاکہ مار کر دولت اکٹھی کی ہے اور ان علاقوں کو پسماندہ رکھا ہے۔ لیکن اب جہادی کرنوں نے اس خطے میں بسنے والے مسلمانوں کے دلوں کو ایک نئی روشنی سے آشنا کر دیا ہے اور صورت حال تیزی کے ساتھ اسلام کے حق میں جا رہی ہے۔

جہادِ کشمیر

جہادِ کشمیر اور جہادِ فلسطین میں بہت حد تک یکسانیت پائی جاتی ہے۔ جس طرح جہادِ فلسطین یہودیوں کے عالمی منصوبوں کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے اسی طرح اس خطے میں جب تک جہادِ کشمیر جاری ہے یہودی اپنا عالمی منصوبہ کبھی بھی پورا نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ اب یہودیت کے راستے کی آخری رکاوٹ جذبہ جہاد اور ایٹم بم سے مسلح پاکستان ہے۔ اور ان کے گمان کے مطابق جذبہ جہاد اور ایٹم بم کو پاکستان سے ختم کرنے کے لئے جہادِ کشمیر کو ختم کرنا یہودیوں کی مجبوری ہے۔

ابلیسی قوتیں جہادِ کشمیر کی اس اہمیت سے بخوبی واقف تھیں کہ اس جہاد کی بدولت نہ صرف یہاں بلکہ دنیا بھر میں جہاد کی فضا عام ہو رہی ہے اور اگر یہی سلسلہ چلتا رہا تو آنے والی نسل جہاد کی تکبیروں میں پرورش پائیگی۔ لہذا کسی اور تحریک سے پہلے عالم کفر نے اس تحریک سے نمٹنے کی ٹھان رکھی ہے۔

دنیا کی مظلوم ترین قوموں میں سے ایک کشمیری قوم ہے جسکے ساتھ ہر دور میں اس نوعیت کا ظلم کیا گیا جو تاریخ عالم میں کسی کے ساتھ نہ کیا گیا ہوگا...... ایک ایسی قوم کہ کبھی انکی لاشوں پر تجارتی محلات تعمیر کئے گئے تو کبھی زندوں کو ہی بھیڑ بکریوں کی طرح انسانیت کی منڈی میں فروخت کر دیا گیا...... اور وہ بھی جانوروں سے سستے داموں پر۔

اللہ جب کسی قوم کا انتخاب کرتا ہے تو اسکو زمین کی پستیوں سے نکال کر آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دیا کرتا ہے۔ اس قوم کو بھی اللہ نے جہاد کے لئے منتخب فرمایا اور تبصرہ نگاروں کے

پھر سے انسانی نفسیات کے ماہرین کی تحقیقات، دانشوروں اور فلسفیوں کے فلسفے اس قوم کے بارے میں اس وقت غلط ثابت ہو گئے جب اس قوم نے جہاد کے پرچم کو بلند کیا۔ انسانی نفسیات کے ماہرین دیکھ کر حیران و پریشان تھے کہ کیا یہ وہی کشمیری قوم ہے جسکو ایک سپاہی ایک ڈنڈے کے ساتھ بکریوں کے ریوڑ کی طرح اکیلا ہانکا کر لے جایا کرتا تھا، جسکے زندہ افراد کو جانوروں کی طرح نیلام کر دیا گیا تھا، عقلیں دنگ رہ گئیں، تجربے غلط ثابت ہوئے.... جب اس قوم نے جہاد کا نعرہ لگا کر اللہ کی رضا کی خاطر اپنی جانوں کو اس راستے میں پیش کرنا شروع کیا۔

تمام دنیا میں جاری اسلامی تحریکات کا اگر مطالعہ کیا جائے تو یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ قربانیوں کے اعتبار سے جہاد افغانستان کے بعد سب سے زیادہ قربانیاں کشمیری دے رہے ہیں۔ چودہ سال تک اپنی زمین پر گوریلا جنگ لڑنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔

جہاد کشمیر جس نے صرف برہمن کی ہی نہیں بلکہ یہودیوں کی نیندیں بھی حرام کر دیں، ان گنت اور دل دہلا دینے والی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ اس قوم کی قربانیوں کو بہت قریب سے دیکھنے والے جانتے ہیں کہ قربانیوں کے کتنے ہی میدانوں میں اس قوم نے بہت سوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اسکے علاوہ یہ تحریک بے بہا قربانیوں کے باوجود ہمدردی اور مدد کی اس لئے بھی زیادہ مستحق ہے کہ یہ دنیا کی سب سے زیادہ مظلوم تحریک ہے۔ اسکے ساتھ جو کچھ ہوتا رہا ہے اور اب ہونے والا ہے شاید اس طرح کسی اور تحریک کے ساتھ نہیں ہوا۔ اتنی حیرت کی بات ہے کہ دشمنان اسلام اس تحریک کو بہت گہرائی کے ساتھ سمجھے اور بہت تیزی کے ساتھ اسکے خلاف حرکت میں آئے لیکن اپنے آج تک اس تحریک کو سمجھ ہی نہ سکے۔ ہزاروں شہداء کا خون بھی اسکے سامنے موجود تحفظات کی دھند کو صاف نہ کر سکا۔

اس وقت جو مسائل و خطرات جہاد کشمیر کو درپیش ہیں وہ غیروں کی سازشوں سے زیادہ اپنوں کی لاپرواہی اور اسکا ساتھ نہ دینے کی وجہ سے ہیں۔ اس نا اتفاقی کا ہی تو یہ نتیجہ ہے کہ آج بھارت اپنی دیرینہ خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے اسکی [illegible] کے غرور میں اکڑ رہا ہے، بیٹیوں کی چادریں بنیے کے ہاتھوں فروخت کی جا رہی ہیں اور سب بیٹھ کر تماشائی ہیں.... ہر طرف موت کا

پاکستان کے غیور مجاہدین نے اپنے کشمیری مجاہدین سے کچھ عہد و پیمان کیے تھے، کہ خون کے آخری قطرے تک جہاد کو جاری رکھا جائیگا، آخری سانس تک میدان کو گرم رکھا جائے گا، ہاتھ شل ہو جائیں... پاؤں میں چھالے پڑ جائیں لیکن... منزل کی جانب سفر جاری رکھا جائے گا، جن چراغوں کو سرخ لہو سے روشن کیا گیا ہے، انکی لو کو کبھی مدھم نہیں ہونے دیا جائے گا۔

کشمیری ابھی بھی اپنے عہد پر قائم ہیں، آبلہ پا ہیں پھر بھی عزم سفر جوان ہے، روشنی کی دشمن آندھیوں نے ان چراغوں پر یلغار کرنی شروع کردی ہے، پھر بھی انکو بجھنے نہیں دیا گیا ہے۔ کشمیری تو اپنا عہد نبھا رہے ہیں، اور اندلس کے ان نوجوانوں کی طرح آخری سانس تک ڈٹے رہیں گے، جو امیر غرناطہ عبداللہ کی کم ہمتی اور بزدلی کے باوجود آخری مجاہد تک اسلام اور اپنے ملک کی حفاظت کرتے رہے، اور اپنے رب کی بارگاہ میں سرخرو ہوئے۔

کشمیری مجاہدین بھی آخری سانس تک اس عہد کو نبھاتے رہیں گے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جہاد میں کامیابی صرف علاقے فتح کرنے کا نام نہیں، بلکہ یہ تو عقیدے کی جنگ ہے، جو اپنے عقیدے پر آخر تک ڈٹا رہا وہی کامیاب اور فاتح کہلاتا ہے۔ انکے سامنے اسلام کی تاریخ ہے جس میں انھوں نے پڑھا ہے کہ دنیا کا گھٹیا سے گھٹیا مؤرخ بھی میر جعفر اور میر صادق کو کامیاب نہیں کہتا، بلکہ دنیا انہی کو کامیاب کہتی ہے جو اپنے جسموں کو تو مٹا گئے لیکن اپنے نظریے اور عقیدے کو بچا گئے، جئے تو عقیدے پر اور جان نکلی تو بھی اپنے عقیدے پر۔ یہ کوئی سیاسی جنگ نہیں، بلکہ شریعت نے اسی لئے اس کو جہاد کہا ہے۔

طاغوتی قوتیں ہم سے اس لئے لڑتی ہیں کہ ہم اللہ کی بالادستی کا خیال دل سے نکال کرا کے ولڈآرڈر کے سامنے سر جھکالیں۔ جبکہ ہمارا اصرار ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔ اس کشمکش میں اگر ہماری جان بھی چلی جاتی ہے تو اس حال میں جاتی ہے کہ ہم اپنے عقیدے پر قائم ہوتے ہیں، جبکہ باطل ہم سے اسلئے لڑا تھا کہ وہ ہم کو ہمارے عقیدے سے ہٹا دے۔ سوائے [illegible]

اگر مجاہدین کسی قطعے میں لڑتے لڑتے شہید ہو جائیں تو انصاف سے فیصلہ کرو کہ فاتح کون بنا؟ ہم یا ہمارا دشمن؟ لہٰذا مجاہدین کشمیر بھی ان شاء اللہ فاتح ہی بننا پسند کریں گے۔

وہ تو اپنے نظریے اور عقیدے پر جانیں قربان کر کے فاتح بن جائیں گے، لیکن کل تاریخ کیا لکھے گی کہ یہ عہد و پیمان تو کسی اور نے بھی کئے تھے، سفر میں ساتھ رہنے کے وعدے کرنے والے تو کوئی اور بھی تھے، چراغوں میں لہو جلانے کی قسمیں تو اوروں نے بھی کھائی تھیں، تاریخ کے سامنے کیا عذر پیش کیا جائے گا؟ حالات ناموافق تھے؟ حکومت کی پالیسی تبدیل ہو گئی تھی؟ لیکن مؤرخ کے قلم کو حرکت کرنے سے بھلا کس نے روکا ہے، وہ تو تاریخ کے سینے میں اپنے خنجر سے یہ ضرور تحریر کر جائے گا کہ شہداء کشمیر سے عہد وفا کرتے وقت حالات کے موافق یا ناموافق ہونے کی تو بات نہیں ہوئی تھی، عشق کی راہوں پر قدم رکھتے وقت ایسی تو کوئی شرط نہیں تھی، کیونکہ عشق شرطوں پر نہیں کیا جاتا۔

میں جب اس کشمیری بوڑھے کے بارے میں سوچتا ہوں، جو اب سے پہلے بھی دو مرتبہ اپنوں کی بے وفائی دیکھ چکا ہے تو پریشان ہو جاتا ہوں کہ اس کے دل سے کیا آہ نکلی ہوگی، میں جب ان ساتھیوں کے بارے میں سوچتا ہوں، جو سخت برفانی راتوں میں زودہ کے پہاڑوں میں چلتے ہوئے، پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوں گے، کہ قافلے کہاں ہیں تو انکی نظر میں کسی کی کیا اہمیت رہتی ہوگی؟ کل روز محشر جب جموں کے کہساروں، اور وادی کے سبزہ زاروں سے شہداء اٹھ کر آئیں گے تو ان سے کس طرح نظریں ملائی جائیں گی؟

وہ خونِ شہداء جس سے وادی کے چنار رنگین ہوئے، امت کی بیٹیوں کی وہ چیخیں جس نے کشمیر کی خاموش فضاؤں کو بوجھل بنا دیا، دریائے جہلم میں بہتی بہنوں کی برہنہ لاشیں، بیٹے کی راہ تکتی بوڑھی ماں کی پتھرائی آنکھیں، مصائب و الم کے پہاڑ، سماں جس سے وادی جنت نظیر جہنم میں تبدیل ہو گئی، یہ سب اس لئے برداشت کیا کہ ایک دن برہمن کے کفر سے نجات ملے گی۔ روز محشر کوئی ان کے خلاف کیا عذر تراشے گا جب کہ امام المجاہدین، محسن انسانیت، محمد عربی ﷺ بھی انکے ساتھ ہوں گے۔

◆

مجھے اس بات کی کوئی پریشانی نہیں کہ عشق کی راہوں پر چلنے والوں کا کیا بنے گا، ہم انکے حوصلوں کے بارے میں جانتے ہیں۔ اگر انکے لئے ایک راستہ بند ہوا تو وہ نئے راستے تلاش کر لینگے، اور جو بھی ہو راہ وفا میں چلتے رہنا ہی کامیابی کہلاتی ہے تھک کر بیٹھ جانا خواہ کتنے ہی خوبصورت سراب کے قریب ہو، ناکامی ہی کہلاتا ہے۔ سو ان دیوانوں کے حوالے سے ہم بہت پر امید ہیں۔

اسلئے جہاد کشمیر سے محبت کرنے والوں کو دل برداشتہ اور افسردہ نہیں ہونا چاہئے شہداء کے خون سے تجارت کرنے والے ہر دور میں موجود رہے ہیں میدان جہاد میں چنگاریاں بھڑکاتے گھوڑوں کی ٹاپوں کو سیاست کے میدان میں گرانے کی کوششیں بھی کوئی نئی نہیں ہیں، آسمان کی بلندیوں میں اڑنے والے عقابوں، اور بلند چٹانوں میں نشیمن بنانے والوں کو خوبصورت گنبدوں کا اسیر بنانے کا درس دینے والے بھی پرانی تاریخ رکھتے ہیں، سو آج جو کچھ جہاد کشمیر کے ساتھ ہوتا نظر آرہا ہے، نہ تو یہ مجاہدین کی آواز ہے اور نہ ہی ان کشمیریوں کے جذبات ہیں جنکے گھروں تک دشمن کا ظلم پہنچا ہے۔ وہ اپنے مقصد کے حاصل ہونے تک نہ تو ہانپینگے اور نہ ہی شکست تسلیم کرینگے۔ لہذا ڈل جھیل کے کنارے خوبصورت ہوٹلوں سے لے کر دہلی کے نرم و گداز بستروں تک اور کھٹمنڈو سے لے کر وائٹ ہاؤس تک جتنے چاہیں خفیہ مذاکرات کئے جائیں انکے ذریعے جہاد کشمیر کو بند نہیں کرایا جا سکتا۔

اگرچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان حالات میں مجاہدین کو بے انتہا پریشانیوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑیگا، لیکن اس کے بعد تحریک اپنے نئے جنم کے ساتھ ایک نئے انداز میں اپنے پیروں پر کھڑی نظر آئے گی۔ جب مجاہدین اپنوں کی بے وفائیاں دیکھیں گے تو پھر ممکن ہے "اپنوں" کی طرف دیکھنا چھوڑ دیں اور تحریک میں عسکری انقلابی تبدیلیاں لے آئیں۔ ایسا ہونا قطعاً ناممکن نہیں کیونکہ تحریکوں میں ایسے مراحل آیا ہی کرتے ہیں، لیکن ان مراحل کے بعد تحریکوں میں نکھار اور اجلا پن پیدا ہو جاتا ہے۔

چنانچہ مجاہدین ہمت نہیں ہارینگے۔ ہاں البتہ ان سے وعدے کرنے والوں کو ضرور سوچنا

چاہئے کہ ہر ایک سے اس کے وعدے کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ لوگوں کے انفرادی گناہ تو معاف بھی ہو جایا کرتے ہیں لیکن کبھی قوموں کے اجتماعی گناہ بھی معاف ہوتے ہیں؟... اگر بھول گئے ہو تو تم تو صاحب قرآن ہو ماضی کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں قوم کے اجتماعی گناہ واللہ معاف نہیں کیا کرتا۔ آخرت میں تو نیتوں کے اعتبار سے فیصلہ ہوتا ہے وہ ہو کر رہیگا، اس جرم کا عذاب دنیا میں ہی آ جاتا ہے، اور سب پر آتا ہے وہاں یہ نہیں دیکھا جاتا فیصلہ کس نے کیا تھا بلکہ دیکھا یہ جاتا ہے کس نے کیا کیا تھا؟

جہادِ کشمیر صرف کشمیریوں کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ ہندوستان کے پچیس کروڑ مسلمانوں اور چودہ کروڑ پاکستانیوں کی امن و سلامتی اور بقاء کا ضامن ہے۔ بھارت کی اگر جہادِ کشمیر سے جان چھوٹ جاتی ہے تو اسکے بعد اسکے ناپاک عزائم کے راستے میں کوئی اور چیز رکاوٹ نہیں ہے۔

ہفت روزہ تکبیر کے شمارہ ۲۵ نومبر تا یکم دسمبر ۲۰۰۲ میں جارج فریڈ مین کے حوالے سے ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ ڈاکٹر فریڈ مین "اسٹریٹفور گلوبل انٹیلی جنس" نامی ایک پرائیوٹ کمپنی کا سربراہ ہے۔

فریڈ مین نے نیشنل پبلک ریڈیو کو ایک انٹرویو میں پاکستان کے خلاف بکواس کی ہے جس میں اس نے کہا "امریکا آئندہ موسم بہار تک شمال مغربی پاکستان پر حملہ کر دیگا، اور اگر پاکستان اس حملے کی تاب نہ لا سکا تو امریکہ اور بھارت مل کر پاکستان پر قبضہ کر لینگے۔

فریڈ مین نے اپنی کتاب "امریکاز سیکرٹ وار" اور اپنے مختلف انٹرویوز میں دعویٰ کیا ہے کہ پاکستان پر حملہ امریکہ کی ضرورت ہے، کیونکہ القاعدہ کی کمانڈ پوسٹ پاکستان کے قبائلی علاقوں میں منتقل ہو چکی ہے، اور دہشت گردی کے خلاف جنگ جیتنے کے لئے اس کمانڈ پوسٹ کا تباہ کیا جانا ضروری ہے۔ جارج فریڈ مین کے خیال میں امریکہ کو پاکستان پر حملہ بہت پہلے کر دینا چاہئے تھا، لیکن چونکہ اس حملے کے لئے اس علاقے میں امریکہ کے پاس کافی فوج موجود نہیں ہے اس لئے حملہ آئندہ موسم بہار تک موخر کر دیا گیا ہے۔ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں فریڈ مین نے پینٹاگون کے ایک ترجمان کا بھی حوالہ دیا جس نے غلطی سے امریکی پلان میڈیا کو بتا دیا تھا تاہم

بعد میں امریکن میڈیا نے پینٹاگون کی مدد کرتے ہوئے اس بیان کو میڈیا میں زیادہ نہیں اچھالا۔

(ہفت روزہ تکبیر)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کافروں کی دشمنی اور ناپاک ارادوں سے آگاہ فرمایا. یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا بطانة من دونکم لا یألونکم خبالاً. ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفی صدورهم اکبر. قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون.

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے علاوہ (غیروں) کو رازدار نہ بناؤ۔ وہ (کافر) تمہیں دھوکہ دے کر برباد کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑیں گے، انکی دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ تمہیں مشکل میں ڈالدیں، (یہ حقیقت ہے کوئی مفروضہ نہیں کیونکہ) انکی باتوں سے (تمہارے بارے میں) انکا بغض ظاہر ہو چکا ہے اور (اس کے علاوہ) جو انکے دلوں میں چھپا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ ہم نے تمہارے لئے نشانیاں واضح کر دی ہیں اگر تم کو کچھ عقل ہو تو (حقیقت کو سمجھو)۔

اسلام دشمنوں کا بغض اللہ تعالیٰ انکی زبانوں سے اس لئے ہی ظاہر کراتا ہے تاکہ ملک وملت سے محبت کرنے والے اپنے دشمنوں سے ہوشیار رہیں۔ خوش فہمی کی جنت میں رہنے والے اس طرح کے بیان کو پڑھ کر یہی کہیں گے کہ یہ حقیقت کے خلاف ہے، اور امریکہ پاکستان کا اسٹریٹیجک پارٹنر ہے۔

لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں ایمان کی رمق زندہ ہیں، جو مساجد و مدارس کو بچانا چاہتے ہیں، جو اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی عصمتوں کے پاسبان ہیں، اور وہ لوگ جنکی رگ و پے میں وطن عزیز کی محبت گہرائیوں تک اتری ہوئی ہے اور جو اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیتے ہیں، انکو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ ملک وملت کی حفاظت کے معاملے میں ذرہ برابر سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کریں۔

نازک حالات اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں

حضرت مہدی سے متعلق احادیث کو پڑھنے اور دجال کے بارے میں احادیث کو سمجھنے کے بعد اب یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے کہ اس وقت دنیا کے اسٹیج پر جو کچھ ہو رہا ہے یہ حق و باطل کے درمیان جنگ کا آخری معرکہ ہے۔ اب ابلیس کی ساری محنت و توانائیاں اس بات پر لگی ہوئی ہیں کہ ساری دنیا میں اسکی حکومت قائم ہو جائے تاکہ (اپنے گمان کے مطابق) تاریخ انسانی کو تباہ کن انجام سے ہمکنار کر دے اور انسان کو اللہ کی نظر میں گرا دے کہ یہ انسان تیری دی ہوئی ذمہ داری کو نہ نبھا سکا۔

ابلیس کے اس مشن میں ابلیس کے دیرینہ حلیف، اللہ کے دشمن اور انسانیت کے مجرم یہودی سب سے بڑھ چڑھ کر لگے ہوئے ہیں۔ انکے ساتھ ابلیس کے تمام چیلے جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے بھرپور طریقے سے ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اب انھوں نے صاف صاف کہنا شروع کر دیا ہے کہ انکی جنگ مشن کے مکمل ہونے تک جاری رہے گی مقاصد کے حصول تک وہ لڑتے رہیں گے۔

یہ وہ جملہ ہے جو آپ بش اور دیگر کفر کے سرداروں کی زبان سے بار بار سن رہے ہیں۔ ہم سوئے ہوئے مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ اے غفلت کے صحراؤں میں بھٹکنے والو! خطرات کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لینے والو! وہ کونسا مشن ہے جو ابھی تک مکمل نہیں ہوا؟ مشن اگر طالبان تھے تو وہ انکے مطابق جا چکے، مشن اگر القاعدہ تھی تو وہ (ان کے بقول) ٹوٹ چکی، مشن اگر عراق کی عسکری قوت تھی تو وہ بھی ختم ہو چکی، لیکن بش ابھی بھی کہتا ہے کہ مشن پورا ہونے تک جنگ جاری رہے گی۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ مشن آگے کوئی اور ہے...... کفر کے سردار اس مشن کو مکمل کرنا چاہتے ہیں۔

بش ایک ایسے ملک کا صدر ہے جو یہودیوں کا غلام ہے جس صدر کا بیڈروم بھی یہودیوں کی نظروں سے محفوظ نہیں رہتا۔ اس کا تعلق عیسائیوں کے فرقے WASP سے ہے۔ جنکی بنیادی اسرائیلی ریاست کا قیام ہے بلکہ نظریہ یہ ہے کہ انکی زندگی یہودیوں کی مرہون منت ہے۔ دنیا سے

اگر یہودی ختم ہو گئے تو دنیا ختم ہو جائیگی لہذا یہودیت کی حفاظت جس کی قوم اپنا مذہبی فریضہ سمجھتی ہے، اس قوم کی حفاظت جس پر کتے، بلی سانپ اور بچھو بھی لعنت بھیجتے ہیں۔ قرآن میں ہے:

انّ الّذین یکتمون ما انزلنا من البیّنٰت والھدیٰ من بعد ما بیّنّٰہ للنّاس فی الکتاب اولٰئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللّٰعنون۔

ترجمہ: بیشک جو لوگ ہمارے نازل کردہ واضح دلائل اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اسکے کہ ہم نے اس کو لوگوں کے لئے کتاب میں کھول کر بیان کیا ہے، تو ان پر اللہ کی لعنت اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

جس طرح دجال کے آلہ کار مشن کے مکمل ہونے تک پیچھے ہٹنے کا ارادہ نہیں رکھتے اسی طرح اللہ کے مجاہد بھی اپنے مشن کی تکمیل تک میدان میں ڈٹے رہیں گے۔ اور جس دن کا یہودی انتظار کر رہے ہیں کہ جب ان کا خدا دجال آئے گا تو ساری دنیا میں انکی عالمی حکومت قائم کرے گا، در حقیقت یہ وہ دن ہوگا جو یہودیوں کی بربادی کا آخری دن ہوگا جہاں ان کو پتھر اور درخت بھی پناہ نہیں دیں گے۔

اللہ کے مشن کو مکمل کرنے کے لئے تمام دنیا میں ایمان والے اللہ کے دشمنوں سے قتال کر رہے ہیں۔ مشن ایک ہے محاذ مختلف ہیں جنگ ایک ہے خطے تقسیم ہیں۔ دشمن ایک ہے چہرے الگ الگ ہیں۔ یہ جہاد کرتے رہے، کر رہے ہیں اور فتح یا شہادت تک کرتے رہیں گے۔ نہ دشمن کی قوت انکے عزائم کو کمزور کر سکتی ہے اور نہ اپنوں کی بے وفائیاں انکے قدموں کو ڈگمگا سکتی ہیں۔ یہ عزم و ہمت کی وہ چٹانیں ہیں جن سے ٹکرا کر روس کا سرخ سمندر اپنا سر پھوڑ چکا ہے، یہ جذبوں اور حوصلوں کے وہ طوفان ہیں جن سے نکلنے والی بجلیوں نے دجالی قوتوں کے عسکری اور اقتصادی غرور (ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور پینٹاگون) کی علامات کو زمین بوس کر کے رکھ دیا ہے، یہ اللہ کے دشمنوں کے لیے ایک مکافات عمل ہیں جو سزا دینے پر آئیں تو ایٹم بم کا انتظار نہیں کرتے بلکہ اپنے جسموں کو بم بنا کر اللہ کے دشمنوں کو اڑا دیا کرتے ہیں، ہاں بھلا اب یہ دشمن کی قوت سے کس طرح مرعوب ہو سکتے ہیں، اب تو روحانی امداد انکی آنکھوں کے سامنے آتی ہے، یہ بھلا مایوسیوں کا شکار

کیوں ہونے لگے کہ اب تو قوم کے بزرگ انکے سروں پہ ہاتھ رکھنے لگے ہیں۔ ان دیوانوں کو اب کون کم ہمت بنا سکتا ہے جبکہ مائیں انکے ساتھ جانے کی فرمائشیں کرتی ہوں، بہنیں، اب تو بہنیں بھی بھائیوں کی شہادت پر جشن مناتی ہیں۔ انکے مشن میں ہاتھ بٹاتی ہیں۔ اب تو ان جوانوں کے حوصلے پہلے سے زیادہ بلند ہو چکے ہیں کہ آقائے مدنی ﷺ کی بشارتوں کو لوٹنے کا وقت آ گیا ہے۔ اس وقت طرح طرح کی مشکلات اور تکالیف کے باوجود اللہ کے مشن کو پورا کرنے کے لئے اللہ کے سپاہی افغانستان، کشمیر، فلسطین، عراق، فلپائن، انڈیا اور دیگر محاذوں پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ اور ہر ایمان والے کو اپنے عمل سے دعوت دے رہے ہیں کہ اے مقصد ربانی کو بھول کر دنیا کے ہنگاموں میں گم ہو جانے والو! خود کو تاویلوں، ملتوں اور مصلحتوں میں الجھا لینے والو! اے دنیا کے فانی حسن کے پیچھے بھاگنے والے جوانو! آؤ ہم تمہیں اس حسن کے بارے میں بتاتے ہیں جس کو پا کر دلہا اپنی نویلی دلہن کو حجلہ عروسی میں چھوڑ کر چلے جایا کرتے ہیں۔ اے دنیا کے نشے میں خود کو ڈبونے والو! ادھر آؤ ہم تمہیں ایسا نشہ پلاتے ہیں کہ جنت میں جا کر بھی جس (شہادت) کا نشہ نہیں اترا کرتا۔ اے خود کو تجارت میں ڈبو دینے والو! اس تجارت کی طرف آؤ جس میں صرف فائدہ ہی فائدہ ہوا کرتا ہے۔ اے حکمرانو! جہاد کی راہوں کے راہی بن جاؤ پھر دنیا کی بادشاہتیں تمہارے قدموں میں ہوں گی۔

اے محمد عربی ﷺ کے غلامو! ایمان بچانے کے لئے جان گنوا دینا، جان بچانے کی خاطر ایمان نہ گنوانا۔ اس لشکر کی مدد کرو جس طرح بھی کر سکتے ہو۔ اور خود کو بھی تیار کرو کہ حضرت مہدی کے ساتھ وہی تو ہونگے جن کو جنگ لڑنی آتی ہوگی اور جنگ بھی کیسی الملحمة الکبری (خطرناک جنگ عظیم)..... اپنے کانوں کو ذرا بڑی گن اور کروز کی چنگھاڑ کا عادی بنالو تاکہ کل جہنم کی چنگھاڑ سے بچ سکو(لهم فيها زفير وشهيق) یہ کسی ایک جماعت کا لشکر نہیں یہ سب کا لشکر ہے۔ ہر کلمہ پڑھنے والے پر اسکی مدد کرنا فرض ہے۔ یہ تمہارے بچے ہیں تمام آپسی اختلافات کو بھلا کر، ذاتی اناؤں کی دیواروں کو مسمار کر کے، سب کے متحد ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ فرشتے تمہاری نصرت کے لئے تیار کھڑے ہوئے ہیں تمہاری حوریں بن سنور کر تمہاری راہیں تک رہی ہیں، تم سے پہلے شہادت پانے

والے تمہیں خوشخبری سنا رہے ہیں (لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون) کہ نہ تو ان کو خوف ہوگا اور نہ کسی بات کا ملال ہوگا۔

خلاصہ واقعات واحادیث

چونکہ آپ ﷺ نے حضرت مہدی اور دجال سے متعلق واقعات کو ترتیب وار بیان نہیں فرمایا اس لئے ترتیب کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ آپ ﷺ نے حضرت مہدی کے خروج والے سال کچھ نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ لیکن یہاں پھر یاد دلادیں کہ واقعات کی ترتیب حتمی نہیں ہے۔

خروج حضرت مہدی سے قریب ترین واقعات

حضرت مہدی کا خروج ذی الحجہ (حج) کے مہینے میں ہوگا۔ اس سے پہلے نفس زکیہ کو شہید کردیا جائے گا۔ عرب کے کسی ملک کے بادشاہ کی موت اور اس پر اختلاف ہوگا۔ رمضان میں خوفناک آواز آئے گی۔ ذی قعدہ (ذی الحجہ سے پہلے آتا ہے) کے مہینے میں عرب قبائل میں انتشار ہوگا جسکے نتیجے میں لڑائیاں ہونگی۔ حج کے موقع پر حاجیوں کو لوٹا جائے گا اور حاجیوں کا قتل عام ہوگا۔ شام (یعنی اردن، اسرائیل، سیریا میں سے کہیں) میں سفیانی اقتدار میں آئے گا اور ایمان والوں پر مظالم ڈھائے گا۔ دریائے فرات پر جنگ ہو رہی ہوگی۔

جنگ عظیم کے مختلف محاذ

غزوہ ہند اور رومیوں سے جنگ والی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مہدی کے خروج کے وقت کافروں اور مسلمانوں کے درمیان ہونے والی جنگوں کے دو بڑے محاذ ہونگے۔ پہلا محاذ عرب کی ساری سرزمین ہوگی جہاں مختلف جگہوں پر مجاہدین اور کفار میں جنگ ہو رہی ہوگی جن میں خاص طور پر فلسطین، عراق اور شام کا ذکر ہے۔ اس محاذ پر حضرت مہدی کا ہیڈکوارٹر دمشق کے قریب الغوطہ میں ہوگا جہاں سے وہ تمام مجاہدین کی کمانڈ کرینگے۔ جبکہ دوسرا محاذ ہندوستان کا ہوگا۔ حدیث میں اس محاذ کے مرکز کا ذکر نہیں ہے۔

عرب کا محاذ

عرب والے محاذ کی ترتیب احادیث کی روشنی میں کچھ یوں بنتی ہے۔ حضرت مہدی کے خروج کی خبر سنتے ہی انکے خلاف ایک لشکر آئے گا۔ جو بیداء میں دھنس جائیگا۔

یہ خبریں سن کر شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء حضرت مہدی کے ساتھ مل کر قتال کرنے کے لئے اس لشکر میں آکر شامل ہو جائینگے۔ پھر ایک قریشی جو سفیانی کے لقب سے مشہور ہوگا اس کے لشکر سے حضرت مہدی جنگ کرینگے۔ یہ جنگ کلب ہوگی۔ اس میں مسلمان فاتح ہونگے۔

پھر حضرت مہدی دمشق کے قریب الغوطہ کے علاقے میں پہنچ کر اپنا مرکزی ہیڈ کوارٹر بنائیں گے۔ یمن اور خراسان سے مجاہدین کے لشکر بھی آئینگے۔ رومی عیسائی مسلمانوں کے ساتھ امن معاہدہ کرینگے۔ پھر یہ دونوں مل کر اپنے عقب کے مشترکہ دشمن سے جنگ کرینگے اور فاتح ہونگے۔

پھر عیسائی معاہدہ شکنی کرینگے اور تمام کافر پھر اکٹھے ہو کر آئینگے اور اعماق (دابق) میں اتریںگے۔ اور مسلمانوں سے اپنے مطلوبہ افراد مانگیں گے۔ پھر اعماق میں گھمسان کی جنگ ہوگی۔ اس جنگ میں اللہ مجاہدین کو فتح دیگا۔ اسکے بعد روم کی طرف جائیں گے اسے فتح کرلینگے۔ یہاں دجال کے نکلنے کی خبر سنیں گے۔ لہذا وہاں سے واپس آئینگے۔

دجال اپنے مخالف ملکوں میں تباہی پھیلائے گا۔ یہ عرصہ مسلمانوں پر بہت آزمائشوں اور پریشانیوں کا ہوگا۔ ایک تہائی مسلمان جہاد چھوڑ کر دنیا داری میں پڑ جائیں گے۔ ایک تہائی دجال سے لڑتے ہوئے شہید ہو جائیں گے۔ باقی ایک تہائی دجال کے سخت محاصرہ میں ہونگے۔ اور وقتاً فوقتاً دجال کے لشکر پر حملے کر رہے ہونگے۔ پھر جب فیصلہ کن حملے کی تیاری کر رہے ہونگے تو عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔

حاشیہ ۱ ضروری نہیں کہ اسی لشکر نے قسطنطنیہ فتح کیا ہو جو روم کی طرف بڑھے۔ (بلکہ یہ لشکر دوسرا بھی ہو سکتا ہے یعنی ویٹیکن سٹی اٹلی کا شہر جہاں پاپ جان پال ہوتا ہے۔

ہندوستان کا محاذ

دوسری جانب ہندوستان والے محاذ پر مجاہدین ہندوؤں سے جنگ کر رہے ہونگے۔ حدیث میں اس محاذ کی زیادہ تفصیل نہیں آئی ہے۔ البتہ اس محاذ پر موجود دشمن کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ محاذ بھی انتہائی خطرناک ہوگا۔ ابتدا میں مسلمانوں کو بہت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑیگا، پھر مجاہدین ہندوؤں کو شکست دیتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائینگے اور اس طرح پورے ہندوستان پر اسلام کا پرچم لہرا دینگے، ہندوؤں کے بڑے بڑے لیڈروں اور جرنیلوں کو زندہ گرفتار کر کے لائینگے، جب واپس آئینگے تو خبر ملے گی کہ عیسیٰ ابن مریم تشریف لا چکے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مجاہدین کی قیادت کریں گے اور دجالی فوج سے قتال کریں گے۔ اللہ کا دشمن دجال ملعون سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر بھاگے گا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال ملعون کو لد پر قتل کر دینگے۔ پھر صلیب توڑ دینگے۔ اور خنزیر کو قتل کر دینگے۔ پھر یاجوج ماجوج آئیں گے اور ہر طرف تباہی پھیلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمائے گا کہ میرے بندوں کو لے کر طور کے پہاڑ پر چلے جاؤ۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لیکر کوہ طور پر چلے جائیں گے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک پھوڑا پیدا کر دے گا۔ اس طرح وہ سب مر جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش سے ساری جگہ کو صاف کر دے گا۔ ان گھمسان کی جنگوں کے بعد تمام عالم میں اسلامی حکومت قائم ہو جائے گی۔ ہر طرف امن و امان ہوگا۔ کوئی پریشان حال نہ ہوگا، کسی کو کسی سے کوئی تکلیف نہیں ہوگی، زمین اپنے خزانے باہر نکال دیگی، آسمان سے بارش برسے گی۔ اس طرح چالیس سال تک یہی سلسلہ چلتا رہے گا۔ پھر دھیرے دھیرے دنیا سے ایمان والے اٹھنے شروع ہو جائیں گے اور جب قیامت آئے گی تو صرف کافروں پر آئے گی۔

دجال کا ذکر قرآن کریم میں

دجال کے بارے میں یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ اگر اس کا فتنہ اتنا زیادہ اہم ہے تو اس کو قرآن نے کیوں نہیں بیان کیا؟ اس کے بارے میں علماء کرام نے مختلف جوابات کیے

ہیں۔ بخاری شریف کی شرح فتح الباری میں علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ دجال کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں کیا گیا ہے۔

يوم يأتي بعض آيات ربك لاينفعُ نفساً ايمانُها

ترجمہ: جس دن آپ کے رب کی بعض نشانیاں آئیں گی تو کسی کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا۔ ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں گی تو ایسے شخص کا ایمان لانا جو پہلے ایمان نہیں لایا تھا، اس کو فائدہ نہ دیگا (وہ تین چیزیں یہ ہیں) دجال، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے نکلنا۔ امام ترمذیؒ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

اور تفسیر بغوی میں ہے کہ دجال کا ذکر قرآن میں آیا ہے، اور وہ آیت یہ ہے:

لخلق السموات والارض اكبر من خلق الناس

(آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا انسان کے پیدا کرنے سے بڑا ہے) یہاں الناس سے مراد دجال ہے۔" (فتح الباری ج: ۱۳ ص: ۹۱)۔

اس کے علاوہ ابوداؤد کی شرح عون المعبود میں یہ ذکر ہے: "اللہ تعالیٰ کا یہ قول لينذر باسا شديدا (تاکہ ان کو سخت عذاب سے ڈرائے) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لفظ باس کو شدت کے ساتھ اپنی جانب سے قرار دیا ہے۔ لہٰذا اس کے رب ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کے فتنے اور قوت کی وجہ سے یہ کہنا مناسب ہے کہ اس آیت سے مراد دجال ہو۔"

فتنۂ دجال اور ایمان کی حفاظت

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

تاریک فتنوں کے مہیب سائے دن بدن انسانیت کو اپنی گرفت میں لئے چلے جا رہے ہیں، ایمان والوں کے لئے یہ انتہائی آزمائش کی گھڑی ہے۔ کفر کی جانب سے ادھر یا ادھر کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ یہ ہر مسلمان کو دیکھنا چاہئے کہ اب امتحان گاہ میں گذرے بغیر جنت و جہنم کا فیصلہ نہیں ہو

سکتا قرآن میں ارشاد باری ہے:

أم حسبتم أن تدخلوا الجنة ولما يعلم الله الذين جهدوا منكم ويعلم الصبرين.

ترجمہ: (اے مسلمانو!) کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یوں ہی جنت میں داخل کر دیئے جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے یہ ظاہر ہی نہیں کیا کہ تم میں جہاد کرنے والا کون ہے اور ثابت قدم رہنے والا کون؟

یہ اللہ کا قانون ہے اور اللہ کے قانون کبھی تبدیل نہیں ہوتے۔ آپ نے ان تمام احادیث کو پڑھا۔ تمام احادیث میں حضرت مہدی اور سیدنا عیسیٰ ابن مریم کی آمد کا مقصد واضح الفاظ میں قتال بتایا گیا ہے کہ وہ کفار کے خلاف مجاہدین کی قیادت کریں گے۔ اس لئے ہر مسلمان کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے اور ایمان بچانے کے لئے اپنے دل میں جذبہ جہاد اور شوق شہادت پیدا کرکے اسکی عملی تیاری کرنی چاہئے۔ جہاد کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہادی تربیت کا حکم فرمایا ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ ابھی تو حضرت مہدی کا دور بہت دور ہے لہٰذا بعد میں جہادی تربیت حاصل کرلیں گے تو اس بارے میں قرآن کریم نے ایک اصول بیان فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولو أرادوا الخروج لأعدوا له عدة

ترجمہ: اگر (وہ منافقین جہاد میں) نکلنا چاہتے تو جہاد کے لئے سامان (وغیرہ) تو اکٹھا کرتے۔

جیسا کہ پیچھے بتایا گیا کہ مسلمانوں کو بہکانے کے لئے ابلیسی قوتوں کی جانب سے جھوٹے مہدی کو منظر عام پر لایا جاسکتا ہے۔ لہٰذا آقائے مدنی ﷺ نے جو نشانیاں حضرت مہدی کی بیان فرمائی ہیں ان کو ذہن نشین رکھنا چاہئے۔ اس کے علاوہ چند باتیں اور ہیں جن پر عمل کرکے فتنوں سے بچنے میں ان شاء اللہ مدد ملے گی:

۱۔ چونکہ دجال کے دور میں حقیقت اتنی نہیں ہوگی جتنی کہ افواہیں اور پروپیگنڈہ ہوگا۔ اور اس پروپیگنڈہ کو پھیلانے کا سب سے مؤثر ذریعہ جدید ذرائع ابلاغ (اخبار، ریڈیو، ٹی وی وغیرہ) ہیں۔ لہٰذا جدید کمیونیکیشن (ٹیلی فون، موبائل، انٹرنیٹ وغیرہ) اور دیگر جدید سہولیات کا خود کو محتاج نہ بنائیں بلکہ ابھی سے اسکی عادت ڈالیں کہ اگر کل یہ سارا نظام آپ کو چھوڑنا پڑے تو اس صورت

میں آپ کیا کریں گے؟ لہذا اس پر عمل سے کہ اقتصادی دنیا و آخرت کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا۔

۲۔ اگر دجالی مغربی میڈیا کو دیکھیں تو اس وقت ذکر و اذکار کرتے رہنا چاہئے۔

۳۔ زبان کا فتنہ: اس دور میں دجالی قوتوں کی کوشش ہوگی کہ وہ حق اور اہل حق کے خلاف اتنا پروپیگنڈہ کریں کہ اس کے زور میں حق دب کر رہ جائے۔ اس لئے اگر آپ کوئی خبر مغربی میڈیا کی جانب سے سنتے ہیں تو اپنے موبائل سے یا زبانی اس وقت تک کسی اور کو نہ بتائیں جب تک کہ صورت حال واضح نہ ہو جائے۔ اس طرح آپ دجالی قوتوں کے پروپیگنڈے کے اثر کو اگر بالکل ختم نہیں تو اس کا زور ضرور توڑ دیں گے۔ قرآن کریم نے کافروں کی اس کوشش کو یوں بیان فرمایا ہے:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ.

ترجمہ۔ اور کافروں نے (لوگوں سے) کہا اس قرآن کو نہ سنو اور (جب مسلمان اس کو پڑھیں یا دعوت دیں تو) اس کے مقابلے میں (زور و شور سے) لغو باتیں کرو (کہ اس قرآن کو کوئی سن نہ سکے، اور صحیح بات لوگوں تک نہ پہونچ سکے اور) تاکہ تم غالب آجاؤ۔

۴۔ جب کسی مسئلے کو دجالی قوتوں کی جانب سے مشتبہ بنا دیا جائے اور صحیح اور غلط کا فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے تو اس وقت ایمان والوں کے لئے جدید مادی وسائل کے ذریعے معلومات کے بجائے اللہ ہی کی طرف رجوع کرنے میں خیر ہوگی۔ کیونکہ حالات کو دجال کی آنکھ سے دیکھنے والے اور اللہ کے نور سے دیکھنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۔

تو کیا وہ شخص جس کے سینے کو اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو تو وہ اپنے رب کے نور پر ہے۔ (دوسرے جیسا ہو سکتا ہے)

۵۔ اس کی اسکرین کو صاف کریں: عقل و خرد رکھنے والے مسلمان بھائی جب مغربی میڈیا کی حقیقت کو سمجھ جائیں اور ان کے ٹیلی ویژن اور کمپیوٹر کی اسکرین پر علامات کی تصویر دھندلانے لگے تو اس وقت ان کے لئے بہتر، دائیں بائیں دیکھنے کے بجائے اپنے سینے میں موجود چھوٹی سی

اسکرین کو صاف کرنا ہی زیادہ بہتر ہوگا اور پھر وہ دیکھیں گے کہ صاف ہونے کے بعد یہ تختی ہی اسکرین وہ مناظر دکھائے گی جو آپ ساری عمر جدید سے جدید ٹیکنالوجی استعمال کرکے بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ارشاد ربانی ہے۔

یا ایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا.

ترجمہ: اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو اللہ تمہیں "فرقان" عطا کردے گا۔

یہ فرقان ہی وہ اسکرین ہے جس کے ذریعے عام آنکھ سے نہ نظر آنے والی چیزیں بھی نظر آنا شروع ہوجاتی ہیں۔ بندے کا تعلق ملاء اعلیٰ (روحانی قوتوں) سے جڑ جاتا ہے جہاں دنیا کے انتظامی معاملات طے پاتے ہیں، اور جہاں تجلی الٰہی پڑتی ہے۔ ۱؎ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو بصیرت عطا کردیتا ہے، پھر وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

۲۔ سورہ کہف کی ابتدائی آیات

فتنہ دجال سے بچنے کے لئے نبی کریم ﷺ نے سورہ کہف کی جن ابتدائی آیات کا حکم فرمایا آپ ان کا مضمون پڑھ کر دیکھیں تو ان آیات میں مندرجہ ذیل باتیں بیان کی گئی ہیں:

۱: اللہ کی حمد وثناء کے بعد قرآن کریم کا حق وحی نبی کریم ﷺ پر نازل ہونا۔

الحمد للہ الذی ۔ الایۃ

۲۔ اللہ کی نافرمانی کرنے والوں کو دنیا و آخرت میں پیش آنے والے انتہائی سخت آفات ومصائب سے ڈرانا ۲؎ لینذر باسا شدیدا

۳۔ ہر حال میں اللہ کی فرمانبرداری کرنے والوں کو دائمی راحت وآرام کی بشارت۔

ویبشر المومنین الذین ۔ الایۃ

حاشیہ ۱؎ تفصیل کے لئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ دیکھیے۔

حاشیہ ۲؎ دور دجال کے دور سے سخت حالات تاریخ انسانی میں کوئی نہیں ہیں۔

۴۔ اور ان لوگوں کو بھی سخت حالات سے ڈرانا جو اللہ تعالیٰ کا بیٹا رکھنے کا نظریہ رکھتے ہیں۔

وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا

۵۔ دنیا کی رونقوں کی ناپائیداری بتا کر زہد و تقویٰ (Self denial) اختیار کرنے کی ترغیب دینا۔

وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا

۶۔ اصحابِ کہف کا واقعہ بیان کر کے اس سے بڑے واقعات کے لئے ذہن کو تیار کرنا۔

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا

۷۔ اصحابِ کہف کی دعا

رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا

اس دعا میں حق کے مشتبہ ہو جانے کے وقت دو چیزیں اللہ سے مانگنے کی تعلیم۔

(۱) اے ہمارے رب ہم کو خاص اپنی جانب سے استقامت عطا فرما (۲) اور ہمارے معاملے (بتوں سے بغاوت اور تحفظِ دین کے بارے) میں ہماری رہنمائی فرما۔

لہٰذا ان آیات کو روز تلاوت کر کے ان پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ اور انکو زبانی بھی یاد کرنا چاہئے۔

۷۔ تقویٰ: موجودہ وقت میں تقویٰ اختیار کرنا انتہائی ضروری ہے۔ ان اعمال کا خود کو پابند بنایا جائے جن کے کرنے سے رحمتِ الٰہی بندے کو ہر وقت ڈھانپے رکھتی ہے۔ مثلاً ہر وقت باوضوء رہنا، نمازوں میں نوافل وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد کچھ دیر تک اسی جگہ پر بیٹھے رہنا۔ تہجد کی پابندی۔ خصوصاً وہ لوگ جو دین کے کسی بھی شعبے میں خدمات انجام دے رہے ہیں ان کے لئے تو تہجد بہت زیادہ ضروری ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ سے مضبوط رابطے کے لئے قرآن کریم کو ترجمہ و تفسیر کے ساتھ پابندی سے پڑھنا اور اپنے قلوب کو منور رکھنے اور حق کے قافلوں میں شامل رہنے کے لئے علماء حق کی صحبت

اختیار کرنا اور ہر حال میں حق والوں کے ساتھ ڈٹے رہنا۔

۹۔ محلوں کے اندر مسجدوں کے کردار کو فعال بنانا: عالمی کفریہ اداروں کی یہ کوشش ہے کہ مسلمانوں کی زندگی سے مسجد کے کردار کو ختم کر دیا جائے اس کے لئے علماء اور دین دار لوگوں کو مختلف طریقوں سے بدنام کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ لہٰذا اس کا توڑ کرنے کے لئے محلوں کے اندر مسجدوں کے کردار کو فعال بنایا جائے، ہر مسجد میں درس قرآن کا اہتمام کیا جائے۔

۱۰۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ ہر اس چیز کی عملی تیاری جو حضرت مہدی کے دور میں کرنا ایمان کی علامت ہوگی۔ مثلاً خود کو گرمی سردی کا عادی بنانا، کئی کئی دن بھوک پیاس برداشت کرنا، راتوں کو پہاڑوں پر چلنے اور گھمسان کی جنگوں کی تیاری کرنا، پہاڑوں کی زندگی سے طبیعت کو مانوس کرنا، اپنے اندر بھی اور اہل خانہ کو بھی اللہ کے راستے میں ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے ابھی سے تیار کرتے رہنا۔ علامہ اقبال نے فرمایا:

چوں می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الٰہ را

ترجمہ: جب میں یہ کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو کانپ اٹھتا ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں. لا الٰہ کے تقاضے پورے کرنے میں بے شمار مشکلات ہیں۔

فتنہ دجال اور خواتین کی ذمہ داری

مسلمانوں کے گھر وہ اسلام کے قلعے ہیں جنھوں نے مشکل سے مشکل دور میں اسلامی تہذیب وتمدن اور ثقافت و اقدار کی حفاظت کی ہے۔ حتیٰ کہ ان قلعوں نے اس وقت بھی اسلام کی حفاظت کی جب مسلمان مردوں کی فوجیں ہر میدان سے پسپائی پہ پسپائی اختیار کرتی چلی جا رہی تھیں۔

خلافت عثمانیہ ٹوٹنے (1923) کے بعد سے اب تک اگر تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ اسلامی معاشرتی نظام اور تہذیب وتمدن کی حفاظت ہمارے گھروں کے ذریعے ہی کی گئی ہے۔ اور مسلم معاشرے کو ابھی تک ٹوٹ پھوٹ سے بچایا ہوا ہے۔ کتنے ہی مسلم

[illegible] مردوں سے بہت پیچھے ہے۔ لیکن ان قلعوں میں موجود اسلامی فوج نے ہمت نہیں ہاری اور اپنے محاذ پر ڈٹی رہی۔

اسلام کے ان قلعوں میں جو فوج ہے وہ مسلم خواتین کی فوج ہے، جس نے اسلام کے لئے وہ عظیم الشان کارنامے انجام دیئے ہیں، جس نے اسلام دشمنوں کی ہزار سالہ محنت کے آگے ابھی تک بند باندھا ہوا ہے۔ اس وقت جن حالات کا مسلمانوں کو سامنا ہے یہ تاریخ انسانیت کے سب سے بھیانک حالات ہیں۔ لہٰذا ان حالات میں مسلمان خواتین کی ذمہ داری بھی پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ ایمان والی ماؤں بہنوں کو اس وقت پہلے سے زیادہ محنت، لگن، پرعزم، حوصلے اور جذبے سے اپنی ذمہ داری کو ادا کرنا ہوگا۔

دشمنانِ اسلام آپ کے مقابلے میں مسلسل اسی سال سے شکست کھاتے چلے آرہے ہیں۔ لہٰذا ان شکستوں سے وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ وہ اس فوج سے مقابلے کے ذریعے نہیں جیت سکتے۔ بلکہ اس فوج کو شکست دینے کے لئے دشمن نے اب یہ حکمت عملی اختیار کی ہے کہ مسلمانوں کے گھروں میں موجود اس اسلامی فوج کو اس کی ذمہ داریوں سے غافل کردیا جائے۔ اس کے لئے وہ بہت سارے خوبصورت نعروں کے ساتھ ہمدرد دوست کی شکل میں آپ کے سامنے آرہا ہے۔

لہٰذا میری ماؤں اور بہنو! وقت کی نزاکت اور دشمن کی مکاری وعیاری کو سمجھتے ہوئے آپ کو ان کا مقابلہ کرنا ہے اور کبھی بھی اپنی ذمہ داری سے غافل نہیں ہونا ہے۔ مسلمان مردوں کی فوج، جو اپنی ذمہ داریوں سے جان چھڑا رہی ہے، وقتی طور پر شکست وریخت کا شکار ہے، مایوسیوں کی کالی گھٹائیں انکے گرد گھیرے ڈالے ہوئے ہیں، آپ خواتین کو اللہ رب العزت نے یہ صلاحیت دی ہے کہ آپ پسپا ہوتی فوج کو آگے بڑھنے کے حوصلے عطا کرسکتی ہیں، شل بازوؤں میں بجلیاں بھر سکتی ہیں اور ڈرے اور سہمے ہوئے مردوں میں غیرت وحمیت بیدار کرکے ان کو انکی ذمہ داریاں نبھانے کے قابل بنا سکتی ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات میں خود ایک تنظیم بنایا ہے۔ اسلئے فتنہ دجال

گھر کے اندر بچوں کو پالنا اور گھر اصفہان بنانا اور انکو ہر حال میں اسلامی روایات کا پاسبان بنانا خواتین کی ذمہ داری ہے۔ بچپن سے ہی بچے کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی جائے کہ اس کا ایمان دنیا کی ہر چیز سے زیادہ قیمتی ہے۔ لہٰذا ایمان کو بچانے کے لئے اگر ساری دنیا کو بھی قربان کرنا پڑے تو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے دنیا قربان کر دے لیکن ایمان پر آنچ نہ آنے دے۔

عن عمران بن سليم الكلاعي قال ما غذت امرأة في رتجها بالفضل لها من مغفاة وتعلين وبال للمستنات وطوبى للفقراء السوء ابسنانكم الخفاف المنعلة وعلموهن المشي في بيوتهن فانه يوشك ان يخرجن الي ذلك (الفتن نعیم بن حماد: ۲ ص: ۱۵۱)

ترجمہ: حضرت عمران ابن سلیم کلاعی سے روایت ہے انھوں نے فرمایا عورت کا اپنے گھر میں دوڑنا (یا چکر لگانا) اسکے لئے افضل ہے ہونے (یا کوئی بھی پاکی حاصل کرنے کے برتن) سے اور جوتوں سے۔ اور موٹی عورتوں کے لئے مصیبت ہے۔ اور خوشخبری غریب عورتوں کے لئے ہے۔ اپنی عورتوں کو سول والے جوتے پہناؤ اور انکو انکے گھروں کے اندر چلنا سکھلاؤ کیونکہ وہ وقت قریب ہے کہ ان عورتوں کو اس (چلنے) کی ضرورت پیش آ جائے۔

اس روایت میں یہ بیان کیا گیا کہ مسلمان عورتوں کو آرام پسند نہیں ہونا چاہئے بلکہ سخت سول والے جوتے پہنیں اور خود کو گھر کے اندر چلنے پھرنے کا عادی بنائے رکھیں تاکہ جسم ہلکا رہے۔ کیونکہ مسلمان عورتوں پر ایسے حالات آ سکتے ہیں جب انکو اپنی عزت اور اپنا ایمان بچانے کے لئے پہاڑوں اور بیابانوں میں پیدل سفر کرنا پڑے۔ جیسا کہ افغانستان، عراق، فلسطین اور کشمیر وغیرہ میں ہوا۔ اس روایت پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ گذشتہ بحثوں میں جو آپ نے پڑھا اس پر خود بھی عمل کریں اور پورے گھر اور خاندان میں باقاعدہ مہم چلائیں اور اس عظیم فتنے کی ہولناکیوں سے سب کو آگاہ کریں۔

آپ کو عراق کی مجبور ماؤں کا واسطہ، فلسطین کی ان بہنوں کا واسطہ جنکے ہاتھوں کی مہندی بھی ابھی نہیں سوکھی تھی کہ انکے سہاگ اجاڑ دیے گئے، کشمیر و افغانستان کی ان بیٹیوں کا واسطہ جو ہر پل اور ہر لمحہ خوف کے عالم میں گذارتی ہیں، ان معصوم بچوں کا واسطہ جو کھلے آسمان تلے ماں ماں پکارتے ہیں لیکن انکی ماں کو اسلام کے دشمنوں نے چھین لیا ہے۔

آپ تو بہت رحم دل ہوتی ہیں، آپکے اندر تو ایثار و قربانی کا جذبہ مردوں سے کہیں زیادہ ہوتا ہے، سو آپ کو عراق کی ماؤں بہنوں، فلسطین کے بچوں اور کشمیر و افغانستان کی مجبور بیٹیوں پر ترس آنا چاہیے۔ کہ برے حالات کا کیا پتہ کب کس پہ آجائیں۔ اللہ تمام عالم اسلام کی ماؤں بہنوں کی حفاظت فرمائے۔

اسلام آپ سے آپ کی طاقت سے زیادہ قربانی نہیں مانگتا لہٰذا جو آپ کی طاقت میں ہے وہ آپ کو ہر حال میں کرنا چاہیے۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو پوری دیانت داری کے ساتھ نبھانا چاہیے۔ ظاہر ہے ایمان جیسی عظیم دولت کو بغیر کسی قربانی دیے تو نہیں بچایا جا سکتا۔ بلکہ اس کے لئے انھیں حالات کا سامنا کرنا پڑے گا جو پہلے والوں کو پیش آئے۔ سو یہ کام طبیعت پر گراں گذرے گا۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ اس دور کی مشکلات کی طرح حق پر ڈٹ جانے والوں کے لئے آقائے مدنی ﷺ نے فضائل بھی اتنے ہی زیادہ بیان فرمائے ہیں۔ لہٰذا دلوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ہر اہل ایمان کو جہاد کے فضائل، مجاہد کیلئے انعامات اور شہید کے درجات والی آیات و احادیث کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ دل سے شیطان کے وسوسے دور ہو جائیں اور اللہ کے وعدوں پر یقین آجائے کہ دجال کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو حق والوں کو وہ حق سے نہیں ہٹا سکتا۔ باطل کتنا ہی بچ دھج کر آجائے ہمیشہ باطل ہی رہیگا اور حق کتنا ہی بے سروسامان نظر آئے غالب حق ہی کو ہونا ہے۔

جو کچھ بیان کیا گیا یہ ایک "غریب" کا درد دل ہے جو آپ کے سامنے نکال کر رکھ دیا گیا ہے، یہ وہ کڑھن ہے جو تمام "غرباء" کا کل سرمایہ حیات ہے، یہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ وہ آہیں اور سسکیاں ہیں جنھوں نے ہنگامہ پسند نوجوانوں کو "غرباء" بنا دیا۔ یہ وہ آنسو ہیں جو قلم کے راستے صرف اسلئے بہہ نکلے ہیں کہ شاید قوم کے سخت دلوں کو پگھلا سکیں۔ شاید یہ کسک ہر دل میں اتر جائے۔

اور ہر مسلمان وقت کی نزاکت کو سمجھ کر بیدار ہو جائے کہ اب بیدار ہونے کا وقت آ گیا ہے۔

اللہ رب العزت تمام مسلمانوں کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے والا بنائے اور سب کو دجال کے فتنۂ عظیم سے محفوظ فرمائے اور ہم سب کو حق کے ساتھ چلتے رہنے کی توفیق فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

◆

حوالہ جات ماخذ ومصادر

۱۔ نام کتاب...... تفسیر قرطبی

مؤلف... محمد ابن احمد ابن ابی بکر ابن فرح قرطبی ابو عبداللہ

وفات...... ۶۷۱ھ ناشر...... دار الشعب قاہرہ

محقق... احمد عبد العلیم البردونی

۲۔ نام کتاب...... الآحاد والمثانی

مؤلف...... احمد بن عمرو بن ضحاک ابو بکر شیبانی

ولادت..... ۲۰۶ھ وفات...... ۲۸۷ھ

ناشر...... دار الرایہ ریاض

۳۔ نام کتاب...... التاریخ الکبیر

مؤلف...... محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم ابو عبداللہ بخاری الجعفی

ولادت..... ۱۹۴ھ وفات..... ۲۵۶ھ

ناشر......... دار الفکر بیروت

۴۔ نام کتاب...... الجامع

مؤلف... معمر بن راشد الازدی

وفات......... ۱۵۱ھ ناشر...... المکتب الاسلامی بیروت

محقق...... حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

۵۔ نام کتاب...... الزہد والرقائق

مؤلف...... عبداللہ بن مبارک بن واضح المروزی ابو عبداللہ

ولادت..... ۱۱۸ھ وفات...... ۱۸۱ھ

ناشر... دار الکتب العلمیہ بیروت

محقق... حبیب الرحمٰن اعظمی

۶۔ نام کتاب......السنن الکبریٰ

مؤلف......احمد بن شعیب ابو عبدالرحمن النسائی

ولادت......۲۱۵ھ وفات......۳۰۳ھ

ناشر...... دار الکتب العلمیہ بیروت

محقق...... د عبدالغفار سلیمان البنداری، سید کسروی حسن

۷۔ نام کتاب......السنن الواردۃ فی الفتن وغوائلہا والساعۃ واشراطہا

مؤلف......ابو عمرو عثمان ابن سعید المقری الدانی

ولادت......۳۷۱ھ وفات......۴۴۴ھ

ناشر......دار العاصمہ ریاض

محقق...... د. ضاء اللہ بن محمد ادریس المبارکفوری

۸۔ نام کتاب......المستدرک علی الصحیحین

مؤلف......محمد بن عبداللہ ابو عبداللہ حاکم النیسابوری

ولادت......۳۲۱ھ وفات......۴۰۵ھ

ناشر......دار الکتب العلمیہ بیروت

۹۔ نام کتاب......المعجم الاوسط

مؤلف......ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی

ولادت......۲۶۰ھ وفات......۳۶۰ھ

ناشر......دار الحرمین قاہرہ

۱۰۔ نام کتاب......المعجم الکبیر

مؤلف......ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی

ولادت......۲۶۰ھ وفات......۳۶۰ھ

ناشر......مکتبۃ العلوم والحکم موصل

۱۱۔ نام کتاب......سنن ابو داؤد

مؤلف...... سلیمان بن الاشعث ابو داؤد السجستانی الازدی

ولادت......۲۰۲ھ وفات......۲۷۵ھ

ناشر......دار الفکر بیروت

۱۲۔ نام کتاب...... سنن ابن ماجہ

مؤلف...... محمد بن یزید ابو عبد اللہ القزوینیؒ

ولادت...... ۲۰۷ھ وفات...... ۲۷۵ھ

ناشر...... دار الفکر بیروت

۱۳۔ نام کتاب...... سنن البیہقی الکبریٰ

مؤلف...... احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ ابو بکر البیہقی

ولادت...... ۳۸۴ھ وفات...... ۴۵۸ھ

ناشر...... مکتبہ دار الباز مکہ مکرمہ

۱۴۔ نام کتاب...... الجامع الصحیح سنن الترمذی

مؤلف...... محمد بن عیسیٰ ابو عیسیٰ الترمذی السلمیؒ

ولادت...... ۲۰۹ھ وفات...... ۲۷۹ھ

ناشر...... دار احیاء التراث العربی بیروت

۱۵۔ نام کتاب...... المجتبیٰ من السنن

مؤلف...... احمد بن شعیب ابو عبد الرحمن النسائیؒ

ولادت...... ۲۱۵ھ وفات...... ۳۰۳ھ

ناشر...... مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب

۱۶۔ نام کتاب...... الفتن نعیم ابن حماد

مؤلف...... نعیم بن حماد المروزی ابو عبد اللہ

وفات...... ۲۸۸ھ ناشر...... مکتبہ التوحید قاہرہ

محقق...... سمیر امین الزہیری

۱۷۔ نام کتاب...... شعب الایمان

مؤلف...... ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی

ولادت...... ۳۸۴ھ وفات...... ۴۵۸ھ

ناشر...... دار الکتب العلمیہ بیروت

۱۸۔ نام کتاب...... صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان

مؤلف۔ محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم التمیمی البستی

وفات...۳۵۴ھ ناشر...مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

۱۹۔ نام کتاب...... صحیح ابن خزیمہ

مؤلف محمد بن اسحاق بن خزیمہ ابوبکر السلمی النیسابوری

ولادت...۲۲۳ھ وفات...۳۱۱ھ

ناشر...المکتب الاسلامی بیروت

المحقق د۔ محمد مصطفیٰ الاعظمی

۲۰۔ نام کتاب...... الجامع الصحیح المختصر

مؤلف محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ البخاری الجعفی

ولادت...۱۹۴ھ وفات...۲۵۶ھ

ناشر دار ابن کثیر الیمامہ بیروت

۲۱۔ نام کتاب...... صحیح مسلم

مؤلف...... مسلم بن الحجاج ابوالحسین القشیری النیسابوری

ولادت...۲۰۶ وفات...۲۶۱

ناشر... دار احیاء التراث العربی

محقق... محمد فؤاد عبدالباقی

۲۲۔ نام کتاب...... فتح الباری شرح صحیح البخاری

مؤلف... احمد بن علی بن حجر ابوالفضل العسقلانی الشافعی

ولادت...۷۷۳ھ وفات...۸۵۲ھ

ناشر دار المعرفۃ بیروت

محقق... محمد فؤاد عبدالباقی، محب الدین الخطیب

۲۳۔ نام کتاب..... کتاب الزہد الکبیر

مؤلف..... ابو بکر احمد ابن الحسین ابن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ البیہقی

ولادت..... ۳۸۴ھ وفات..... ۴۵۸ھ

ناشر..... مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت

محقق..... الشیخ عامر احمد حیدر

۲۴۔ نام کتاب..... الزہد

مؤلف..... احمد بن عمرو بن ابی عاصم الشیبانی ابوبکر

وفات..... ۲۸۷ھ ناشر..... دار الریان للتراث قاہرہ

محقق..... عبد العلی عبد الحمید حامد

۲۵۔ نام کتاب..... کتاب السنن

مؤلف..... ابو عثمان سعید ابن منصور الخراسانی

وفات..... ۲۲۷ ناشر..... دار السلفیہ ہندوستان

محقق..... حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی

۲۶۔ نام کتاب..... کشف الخفاء ومزیل الالباس

مؤلف..... اسمٰعیل ابن محمد العجلونی الجراحی وفات..... ۱۱۶۲ھ

ناشر..... مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

۲۷۔ نام کتاب..... مجمع الزوائد ومنبع الفوائد

مؤلف..... علی بن ابی بکر الہیثمی

وفات..... ۸۰۷ھ ناشر..... دار الکتاب العربی قاہرہ

۲۸۔ نام کتاب..... مسند ابی یعلیٰ

مؤلف..... احمد بن علی المثنی ابو یعلیٰ الموصلی التمیمی

ولادت..... ۲۱۰ھ وفات..... ۳۰۷ھ

ناشر..... دار المامون للتراث دمشق

۲۹۔ نام کتاب..... مسند الامام احمد ابن حنبل

مؤلف ..... احمد ابن حنبل ابو عبداللہ شیبانی ؒ

ولادت .....۱۶۴ھ وفات ۲۴۱ھ

ناشر ..... مؤسسہ قرطبہ مصر

۳۰۔ نام کتاب..... مسند اسحاق بن راہویہ

مؤلف ..... اسحاق ابن ابراہیم ابن مخلد ابن راہویہ الحنظلی

ولادت .....۱۶۱ھ وفات ۲۳۸ھ

ناشر ..... مکتبہ الایمان مدینہ منورہ

۳۱۔ نام کتاب..... البحر الزخار

مؤلف ..... ابو بکر احمد بن عمرو ابن عبدالخالق البزار

ولادت .....۲۱۵ھ وفات ۲۹۲ھ

ناشر ..... مؤسسہ علوم القرآن بیروت ۔ مکتبہ العلوم والحکم مدینہ منورہ

محقق ..... ڈاکٹر محفوظ الرحمٰن زین اللہ

۳۲۔ نام کتاب..... بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث

مؤلف ..... الحارث ابن ابی اسامہ الحافظ نور الدین الہیثمی ؒ

ولادت .....۱۸۶ھ وفات ۲۸۲ھ

ناشر ..... مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویہ مدینہ منورہ

۳۳۔ نام کتاب..... مسند الشامیین

مؤلف ..... سلیمان ابن احمد ابن ایوب ابو القاسم طبرانی

ولادت .....۲۶۰ھ وفات ۳۶۰ھ

ناشر ..... مؤسسہ الرسالہ

محقق ..... حمدی بن عبدالمجید السلفی

۳۴۔ نام کتاب..... الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار

مؤلف ..... ابو بکر عبداللہ ابن محمد ابن ابی شیبہ الکوفی

ولادت .....۱۵۹ھ وفات ۲۳۵ھ

ناشر ..... مکتبہ الرشد ریاض

۳۵۔ نام کتاب.....المصنف

مؤلف... ابوبکر عبدالرزاق ابن ہمام صنعانی

ولادت... ۱۲۶ھ وفات... ۲۱۱ھ

ناشر... المکتب الاسلامی بیروت

محقق... حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

۳۶۔ نام کتاب.....المعتصر من المختصر من مشکل الآثار.

مؤلف.... یوسف بن موسیٰ الحنفی ابوالمحاسن ناشر... عالم الکتب بیروت

۳۷۔ نام کتاب.....موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان

مؤلف.... علی بن ابی بکر الہیثمی ابوالحسن

ولادت... ۷۳۵ھ وفات... ۸۰۷ھ

ناشر.....دار الکتب العلمیہ بیروت

محقق.....محمد عبدالرزاق حمزہ

۳۸۔ نام کتاب.....میزان الاعتدال فی نقد الرجال

مؤلف.....شمس الدین محمد بن احمد الذہبی

وفات.... ۷۴۸ھ ناشر.....دار الکتب العلمیہ بیروت

محقق... الشیخ علی محمد معوض والشیخ عادل احمد عبدالموجود

۳۹۔ نام کتاب.....عون المعبود شرح ابوداؤد

مؤلف.....محمد شمس الحق عظیم آبادی ابوالطیب

ناشر.....دار الکتب العلمیہ

۴۰۔ نام کتاب.....شرح النووی علی صحیح مسلم

مؤلف.....ابوزکریا یحییٰ بن شرف بن مری النووی

ولادت.....۶۳۱ھ وفات... ۶۷۶ھ

ناشر.....دار احیاء التراث العربی بیروت

۴۱۔ نام کتاب ...... معجم البلدان

مؤلف ...... یاقوت ابن عبداللہ الحموی ابوعبداللہ

وفات ...... ۶۲۶ ناشر ...... دار الفکر بیروت

۴۲۔ نام کتاب ...... معجم ما استعجم

مؤلف ...... عبداللہ ابن عبدالعزیز البکری الاندلسی ابوعبید

وفات ...... ۴۸۷ھ ناشر ...... عالم الکتب بیروت

محقق ...... مصطفی السقا

۴۳۔ نام کتاب ...... تاریخ بغداد

مؤلف ...... احمد بن علی ابوبکر الخطیب بغدادی

ولادت ...... ۳۹۲ھ وفات ۴۶۳ھ

ناشر ...... دار الکتب العلمیہ بیروت

۴۴۔ نام کتاب ...... تاریخ الطبری

مؤلف ...... محمد بن جریر الطبری ابوجعفر

ولادت ...... ۲۲۴ھ وفات ۳۱۰ھ

ناشر ...... دار الکتب العلمیہ بیروت

۴۵۔ نام کتاب ...... الجامع لمعمر بن راشد

مؤلف ...... معمر ابن راشد

وفات ...... ۱۵۱ھ ناشر ...... المکتب الاسلامی بیروت

محقق ...... حضرت مولانا حبیب الرحمن الاعظمی

۴۶۔ نام کتاب ...... عقیدہ ظہور مہدی احادیث کی روشنی میں

مؤلف ...... حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید

ناشر ...... الفیصل پرنٹرز کراچی پاکستان

۴۷۔ نام کتاب ..... علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیح

مؤلف حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

ترتیب .. حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب

ناشر .. مکتبہ دارالعلوم کراچی

۴۸۔ نام کتاب ...... شرح مشکوٰۃ مظاہر حق جدید

افادات .. علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی

ترتیب ..... . مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری (فاضل دیوبند)

ناشر . دارالاشاعت کراچی

۴۹۔ نام کتاب ...... انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا

۵۰۔ نام کتاب ...... انسائیکلوپیڈیا آف انکارٹا

۵۱۔ نام کتاب .... خوفناک جدید صلیبی جنگیں

۵۲۔ نام کتاب .... یوم الغضب

مؤلف ... ڈاکٹر سفر الحوالی

۵۳۔ نام کتاب .... مثلث برمودا

۵۴۔ نام کتاب .... کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال

مؤلف .... علی بن حسام الدین المتقی الہندی

ناشر ..... مؤسسۃ الرسالہ بیروت 1988

کیا آپ جانتے ہیں

- ★ آخری جنگ عظیم کب ہونے والی ہے؟
- ★ یہودی انسانیت کو تباہی کی طرف کیسے دھکیل رہے ہیں؟
- ★ آپ کے سروں پر خطرات کے خطرناک بادل منڈلا رہے ہیں؟
- ★ کیا دجال آنے والا ہے؟
- ★ یہودی دجال کے لئے اتنے بے چین کیوں ہے؟
- ★ کیا عالمی ادارے اور ملٹی نیشنل کمپنیاں دجال کیلئے راہ ہموار کر رہی ہیں؟
- ★ دنیا میں جاری کفر و اسلام کی جنگیں کیا رُخ اختیار کریں گی؟
- ★ فتنۂ دجال سے آپ اپنے ایمان کو کیسے بچائیں گے؟

یہ اور اس طرح کے دیگر سوالات کے جوابات جاننے کیلئے مطالعہ کیجئے:

تیسری جنگِ عظیم اور دجّال

جس میں احادیث کی روشنی میں موجودہ حالات کو کھول کر بیان کیا گیا ہے

ناشر: الہجرہ پبلیکیشن

scanned by al-ansaar